انتخاب دواوین

حصہ پنجم

یعنی

انتخاب دیوان۔ ولی[1] دکھنی۔ شاہ مبارک آبرو[2]۔ قاضی محمد صادق خاں اختر[3]۔ میر انشاء اللہ خاں انشاء[4]
مرزا قادر بخش صابر[5] دہلوی۔ خواجہ میر درد[6] علیہ الرحمۃ۔ میر ممنون[7] سونی پتی۔ ملک الشعراء آذکی[8] مرادآبادی
واجد علی شاہ اختر[9] شاہ اودھ۔ مولوی سید علی حیدر نظم[10] طباطبائی۔ شاکی[11] میرٹھی معاصر غالب
مولوی سید امداد امام اثر[12] عظیم آبادی۔ نواب نبی صاحب مشتاق[13] لکھنوی۔
طاہر[14] فرخ آبادی۔ مولوی سید علی محمد شاد[15] عظیم آبادی

جسکو

فضل الحسن حسرت موہانی بی اے سابق اڈیٹر اردوے معلی علی گڈھ نے فردا فردا اپنے اردو پریس علی گڈھ میں
چھپ کر رسالہ اردوے معلی کے ساتھ بطور ضمیمہ شائع کیا تھا اور اب کتابی صورت میں لانیکے لئے صرف [illegible]

محمد عبد اللطیف پرنٹر نے اپنے

اول جلد — مطبع فیض عام واقع علی گڈھ میں چھاپا — قیمت فی جلد ایک روپیہ

بقلم نادم علی گڈھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

اکتوبر ۱۹۰۱ء کے اردوئے معلیٰ میں ہم نے اپنا یہ ارادہ ظاہر کیا تھا کہ "اردو زبان کے تمام گزشتہ او
موجودہ اساتذہ کا ایک ایسا تذکرہ ترتیب دیا جائے جس میں ہر استاد کا مفصل حال اور اس کے کلام پر
بے لاگ تنقید موجود ہو اور اس تذکرے کی تقسیم باعتبار سلاسل شعرا پانچ جلدوں میں ہو اس طور پر کہ
جلد اول میں سلسلہ شاہ حاتم کے کل استاد اور صاحب دیوان شعرا کا ذکر ہو جلد دوم میں سلسلہ مصحفی کا
جلد سوم میں سلسلہ ناسخ۔ جلد چہارم میں سلاسل میر تقی میر۔ میر سوز۔ میرزا مظہر۔ جعفر علی حسرت ۔ ۔
غالب کا اور جلد پنجم میں اساتذہ متفرق کا حال درج ہو"

نیز یہ بھی خواہش ظاہر کی تھی کہ تکمیل ذوق ادبی و ہدایت کی غرض سے تذکرہ مذکور کے ساتھ ہی پانچ ہی جلدوں
میں ایک دوسرا مجموعہ انتخاب دواوین تیار ہو جس میں انتخاب اس طور پر کیا جاوے کہ باوجود اختصار دیوان
کی صورت قائم رہے یعنی اگرچہ منتخب غزلوں میں اصلی غزلوں سے اشعار کم ہوں لیکن غزل کی حیثیت
بجنسہ قائم رہے یہ نہ ہو کہ مطلع و مقطع غائب کر دیا جاوے یا صرف درمیان کے دو ایک شعر درج کر دیے
جائیں بلکہ زیادہ تر وہی غزلیں چھانٹی جائیں جنھیں منتخب ہونے کی حالت میں بھی غزل کی صورت باقی
رہے یعنی جنھیں کم از کم پانچ شعر قابل انتخاب مل سکیں اور مطلع و مقطع قائم رہے۔

چنانچہ شعرائے سلسلہ شاہ حاتم میں سے جن اساتذہ کا تذکرہ اردوئے معلیٰ میں درج ہونے سے
رہ گیا تھا اس کا حال اب جدید رسالہ تذکرۃ الشعرا میں برابر شائع ہو رہا ہے۔ جس وقت یہ حصہ مکمل ہو جائیگا
فوراً کتابی شکل میں مرتب کر دیا جائیگا،

انتخاب دواوین کی پانچویں جلد ہدیہ ناظرین کی جاتی ہے جلد دوم متعلق بہ سلسلہ مصحفی کے اجزا
رسالہ تذکرۃ الشعرا میں نکل رہے ہیں وہ جلد بھی انشاء اللہ تعالیٰ جلد پایۂ تکمیل کو پہنچ جائیگی، فقط

حسرت موہانی، ۷ دسمبر ۱۹۱۴ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتخاب دیوان

ولی دکنی

کیتا ہوں ترے نام کو میں ورد زباں کا — کیتا ہوں تری شکر کو عنوان بیاں کا
جس گرد اوپر پاؤں رکھیں تیرے رسولاں — اُس گرد کو میں کحل کروں دیدۂ جاں کا
مجھ صدق طرف عدل سوا ای اہل صفا دیکھ — تجھ علم کے چہرے پہ نہیں زنگ گماں کا
جاری ہوئے آنسو مری یوں سبزۂ خط دیکھ — اے خضر قدم سیر کر اس آب رواں کا
کہتا ہے ولی دل ستی یہ مصرعۂ رنگین — ہے یاد تری مجکو سبب راحت جاں کا

تری زلفاں کا ہر تار سیہ ہے کال عاشق کا — ہوا ہے جسکے جلوے سوں پریشاں حال عاشق کا
نہیں درکار تا بولے بیاں اپنی زبان سیتی — عیاں ہے اشک کے طومار سوں احوال عاشق کا
پیو چھو عشق میں جوش و خروش دلکی ہیبت — برنگ ابر دریا بار ہے رومال عاشق کا
جہاں جاتا ہوں وہاں آتا ہے سگ کے مُنہ پیچھے — ترے برہی نے اے ظالم کیا دنبال عاشق کا
کدہیں دام محبت سوں خلاصی اسکو ممکن نہیں — تری انکھیاں کے دو ڈورے سوں بنا ہے جال عاشق کا
ولی یوں مصرع رنگین ہوا ہے وِرد جانِ دل — فدا ہے عشق میں دلبر کے جان و مال عاشق کا

دلربا آیا نظر میں آج میری خوش ادا — خوش ادا ایسا نہیں دیکھا ہوں دُوجا دلربا
بیوفا گر تجکو بولوں ہوں بجا ہے نازنیں — نازنیں عالم منے ہوتے ہیں اکثر بیوفا
کم نما ہے نوجواں میرا برنگ ماہِ نو — ماہ نو ہوتا ہے اکثر اے عزیزاں کم نما
مدعای عاشقاں ہر آں ہے دیدار یار — یار کے دیدار بن دُوجا عبث ہے مدعا
کیمیا عاشق کے حق میں ہے نگاہِ گلرخاں — گلرخاں سوں جگ کے پایا ہوں ولی کیمیا

شغل بہتر ہے عشقبازی کا — کیا حقیقی و کیا مجازی کا

آج تیری بہواں نے مسجد میں — ہوش کھویا ہے نمازی کا
ہر زباں پر ہے مثل شانہ مدام — ذکر تجھ زلف کی درازی کا
گر نہیں راز عشق سوں آگاہ — فخر بیجا ہے فخر رازی کا
اے ولی سرو قد کوں دیکھوں گا — وقت آیا ہے سرفرازی کا

مت غصے کے شعلے سوں جلتے کو جلاتی جا — ٹک مہر کے پانی سوں یہ آگ بجھاتی جا
تجھ چال کی قیمت سوں دل میرا نہیں واقف — اے مان بھری چنچل ٹک بھاو بتاتی جا
تجھ مکھ کی پرستش میں گئی عمر مری ساری — اے بت کی پوجن ہاری ٹک اس کو پوجاتی جا
تجھ عشق میں جل جلکر سب تن کو کیا کاجل — یہ روشنی افزا ہے انکھیاں کو لگاتی جا
مجھ دل کے کبوتر کوں پکڑا ہے تری لٹ نے — یہ کام دھرم کا ہے ٹک اسکو چھڑاتی جا
تجھ گھر کی طرف سندر آتا ہے ولی دائم — مشتاق درس کا ہے ٹک درس دکھاتی جا

وو صنم جب سوں بسا دیدہ حیران میں آ — آتش عشق پڑی عقل کے سامان میں آ
ناز دیتا نہیں گر رخصت گلگشت چمن — اے چمن زار حیا دل کے گلستان میں آ
یاد آتا ہے مجھے جب وہ گل باغ وفا — اشک کرتے ہیں مکاں گوشۂ دامان میں آ
ناخوش دل کی تفصیل نہ پوچھو مجھ سوں — دفتر درد لبا عشق کے دیوان میں آ
پنجۂ عشق نے بیتاب کیا جب سوں مجھے — چاک دل تب سوں بسا چاک گریبان میں آ
حسن تھا پردۂ تجرید میں سب سوں آزاد — طالب عشق ہوا صورت انسان میں آ
شیخ یاں بات تری پیش نجاوے ہرگز — عقل کوں چھوڑ کے مت مجلس رندان میں آ
درد منداں کو بجز درد نہیں صید مراد — اے شہ ملک جنوں غم کے بیابان میں آ
بسکہ مجھ حال سوں ہمسر ہے پریشانی میں — درد کہتی ہے مرا زلف ترے کان میں آ
غم سوں تیرے ہے ترحم کا محل حال ولی — ظلم کوں چھوڑ سجن شیوۂ احسان میں آ

ہے قد ترا سراپا معنی ناز گویا — پوشیدہ دل میں میرے آتا ہے راز گویا
معنی طرف چلا ہے صورت سوں یوں مرا دل — صورت ستی چلا ہے جیسے جہاز گویا
ہر یک نگہ میں تیری ہے نغمۂ محبت — ہر تار تجھ نگہ کا ہے تار ساز گویا

تجھ زلف کو جو بولا ہمدوش مصرع قد
وہ قائل ستمگر آیا ہے یوں ولی پر

رکھتا ہے مجھ برابر فکر دراز گویا
جلدی سوں صید اوپر آتا ہی باز گویا

ملا وہ گلبدن جسکوں اسے گلشن سوں کیا مطلب
عزیزاں باغمیں جانا نپٹ دشوار ہی مجکوں
ولی جنت منے رہنا نہیں درکار عاشق کو

جو پایا وصل یوسف اسکو پیراہن سوں کیا مطلب
گلی گلرو کی پایا ہوں مجھے گلشن سوں کیا مطلب
جو طالب لامکاں کا ہی اسے مسکن سوں کیا مطلب

سینے میں ہی تجھ ابروی پیوست کی نشست
تیرے دو نین دلمیں مری فتنہ خیز ہیں
تا سرخ رنگ کوں زرد کری اس سبب یہ غم

جوں تیرے دلمیں ہے نگہ مست کی نشست
مشکل ہے ایک ٹھاوں دو بدمست کی نشست
دلمیں ولی کی بس ہیں ہی جوں بہشت کی نشست

جولانگری میں گرم ہی وہ شہسوار آج
بیشک کریگا خاطر عشاق باغ باغ
ہے بیشمار دلمیں مرے خار خار شوق
اطراف آسماں کے ہجوم شفق نہیں
برجا ہے آسماں سوں تو اسح کری طلب

سینے سے عاشقاں کے اٹھا ہی غبار آج
آیا ہے التفات پہ وہ نوبہار آج
چہرے کوں دیکھ سر پہ ترے نوکدار آج
تجھ رنگ نے ہوا کوں کیا لالہ زار آج
پایا ہی تجھ کرم سوں ولی اعتبار آج

دستا ہی تجھ جبیں میں سراسر ظہور صبح
بیتاب آفتاب ہے تب سوں جہاں میں
تجھ مکھ کی آرسی میں ہے نور خدا عیاں
ظاہر ہیں تجھ بہار میں اسباب عیش کے
تجھ مکھ کا نور جب سوں تماشا کیا ولی

تجھ دیکھنے کوں جگ میں ہوا ہے ظہور صبح
دیکھا ہی تجھکوں جب ستی ای رشک نور صبح
روشن ہی تجھ جمال ستی کوہ طور صبح
ہے جلوہ گر تجھی ستی دار السرور صبح
کرڈالگا ہی تب سوں جگت میں مرور صبح

جب سوں ہوا ترا یہ قد دلربا بلند
مت پست فطرتاں سوں مل ای سرو نازنین
تجھ ابرواں کوں دیکھکے کینا ہی اے صنم
تیری ہواں میں نازکوں رہتا ہے اسقدر
میں عاشقاں کی فوج کا سردار ہوں ولی

سنتا ہوں ہر طرف سوں صدای بلا بلند
تجھ قد کا نانو جگ میں ہی نام خدا بلند
تجھ حق منیں ہلال نے دست دعا بلند
کشتی میں جوں ہے مرتبہ ناخدا بلند
مجھ آہ کا ہوا ہی علم تا سما بلند

ہوا ہے گرم تو جب آفتاب کے مانند — کیا ہے ہوش نے پرواز آب کے مانند

نکر سوال مرے درد کی حکایت کا — کہ مجھ زباں پہ ہے حاضر جواب کے مانند

نگاہ گرم سیں اس شعلہ قد نے مجلس میں — کیا برشتہ ولی کوں کباب کے مانند

اب جدائی نکر خدا سوں ڈر — بیوفائی نکر خدا سوں ڈر

راست کیشوں سوں اے کماں ابرو — کج ادائی نہ کر خدا سوں ڈر

مت تغافل کو راہ دے اے شوخ — جگ ہنسائی نکر خدا سوں ڈر

خون عاشق سوں بی اجازت ناز — کف حنائی نکر خدا سوں ڈر

اے ستمگر غضب سوں نگ ولی — کہربائی نکر خدا سوں ڈر

بیوفائی نکر خدا سوں ڈر — جگ ہنسائی نکر خدا سوں ڈر

ہے جدائی میں زندگی مشکل — آ جدائی نکر خدا سوں ڈر

آرسی دیکھ کر نہ ہو مغرور — خود نمائی نکر خدا سوں ڈر

اس سوں جو آشنای درد نہیں — آشنائی نکر خدا سوں ڈر

اے ولی غیر آستانۂ یار — جبہہ سائی نکر خدا سوں ڈر

چمن میں جب چلے اس حسن عالمتاب سیں اٹھکر — کرے تعظیم خوشبو ہر گل سیراب سوں اٹھکر

تری باتوں کی نرمی کی اگر شہرت ہو عالم میں — وہیں آوے قدمبوسی کو مخمل خواب سوں اٹھکر

تری ابرو کی پہونچے گر خبر مسجد میں اہد کون — تماشا دیکھنے آوے ترا محراب سیں اٹھکر

ہوا آیا مست ساقی جام لیکر — گیا یکبارگی آرام لیکر

نجانوں خط نرگس بیخطا پر — چلا ہے آج فوج شام لیکر

تری ساقی گری کوں لالۂ باغ — کھڑا ہے منتظر ہو جام لیکر

ہر اسکوں لونگیں کرتا ہوں سجدہ — جو کوئی آتا ہے تیرا نام لیکر

ولی تیری لباں سوں ای نمک طبع — چلا ہے لذت دشنام لیکر

گر چمن میں چلے وہ رشک بہار — گل کریں نقد آب و رنگ نثار

بلبلاں ہر طرف سوں اٹھ دوڑیں — دیکھنے کوں اسے ہزار ہزار

جن نے دیکھا ہے اُس پری رو کوں
صورت ہوش سوں ہوا بیزار

تجہ درس کے خیال میں دائم
مثل نینیاں ہے چشم گوہر بار

یاد تجہ خط سبز کی اے شوخ
زخم دل پر ہے مرہم زنگار

بسکہ پایا ہے تجہ جفا سوں شکست
خانۂ دل ہوا ہے آئینہ زار

اے ولی اُس سے حرف ہوش نہ پوچھ
جو ہوا مست جلوۂ دیدار

عشق کے ہاتھ سوں ہوئے دلریش
جگ میں کیا بادشاہ کیا درویش

جیو مرا ہو رہا ہے زیر و زبر
جب سوں تیرا فراق آیا پیش

جسکوں قربت ہے عشق سوں تیرے
اُسکے نزدیک کب عزیز ہوں خویش

اے ولی اُسکا زہر کیوں اُترے
جن نے کھایا ہے عاشقی کا نیش

کہوں کس سی عزیزاں جا کے درد دل نشان دل
نہیں اک گوش محرم تا سنے آہ و فغان دل

غبار خاطر غمناک سوں مجہ پر ہوا ظاہر
کہ غیر از درد دوجا نہیں ہے بار کاروان دل

بیان سینہ چاکاں اے ولی کیوں کر سکے ہر اک
کہ بوئے گل سوں نازک تر ہے آہنگ زبان دل

آتا ہے جب چمن میں تو زرین کلاہ سوں
اُٹھتی ہے فوج حسن تیری جلوہ گاہ سوں

بزم ادا و ناز کوں وہ شوخ نازنین
خوشبو کیا ہے عنبر کج نگاہ سوں

بیجا نہیں ہے رخ پہ مرے رنگ اضطراب
باندھا ہوں دل کوں آہوئے وحشت پناہ سوں

پروانہ وار عشق میں تیرے جو سر دیا
اُسکا کفن ہے رشتۂ شمع نگاہ سوں

حاجت نہیں چراغ کی مجہ گھر میں اے ولی
روشن ہے بزم عیش مرا شمع آہ سوں

تجہ مکھ کی جھلک دیکھ گئی جوت چندر سوں
تجہ مکھ پہ عرق دیکھ گئی آب گہر سوں

ہر چند کہ وحشت ہے تجہ انکھیاں ستی ظاہر
صد شکر کہ تجہ داغ کوں الفت ہے جگر سوں

اشرف کا یہ مصراع ولی اپنی ہے دلچسپ
الفت ہے دل و جانکو تیرے ہی نظر سوں

باطن کی اگر مدد ہوا سے یار کر رکھوں
اپنے سخن کا اسکوں خریدار کر رکھوں

اُسکی ادا و ناز کی خوبی کا گر بیان
ہر خوبرو کوں صورت دیوار کر رکھوں

لائق ہے گروہ شوخ کے اپنے نظر میں
آوے اگر پری تو پرستار کر رکھوں

ہر جا ہے گر کہے کہ چمن میں نگاہ کر
نرگس کوں اپنی چشم کا بیمار کر رکھوں
تسبیح تیری زلف کوں کہتی ہی اے صنم
یک تار دے کہ رشتۂ زنار کر رکھوں
تیرے خیال آنے کی پاؤں اگر خبر
سینے کوں داغ عشق سوں گلزار کر رکھوں
ایسے نصیب میرے کہاں ہیں ولی کہ آج
اس گلبدن کوں اپنے گلے ہار کر رکھوں

تصویر تری جا بجا صفحہ پہ لکھا ہوں
یہ نقش پری پردۂ مینا پہ لکھا ہوں
فرہاد لکھا صورت معشوق حجر پر
میں صورت دلبر دل شیدا پہ لکھا ہوں
اے مردمک چشم تجھ انکھیاں کی یہ لالی
نرگس کے قلم سوں گل لالا پہ لکھا ہوں
تجھ نرگس مخمور کی کیفیت مستی
اکثر خط ساغر مستی صہبا پہ لکھا ہوں
اسکے دہن تنگ کی تعریف کا نکتہ
صنعت سوں ولی دیدۂ عنقا پہ لکھا ہوں

خوبی اعجاز حسن یار اگر انشا کروں
بی تکلف صفحۂ کاغذ ید بیضا کروں
جوں نسیم اب تک سبکروحی مجھے حاصل نہیں
کسطرح اس غنچۂ بند قبا کوں وا کروں
کیا کہوں تجھ قد کی خوبی سرو رعنا کے حضور
خود بخود رسوا ہی اسکو پھر کے کیا رسوا کروں
سر کروں جب وصف تیری جامۂ گلرنگ کے
جامۂ زیباں کوں برنگ صورت دیبا کروں
رات کوں آؤں اگر تیری گلی کوں ای حبیب
زیور لب ذکر سبحان الذی اسرا کروں
آرزو دل میں یہی ہے وقت مرنے کوں ولی
سرو قد کوں دیکھکر نالۂ بالا کروں

دل ہوا ہے میرا خراب سخن
دیکھکر حسن بیحجاب سخن
راہ مضمون تازہ بند نہیں
تا قیامت کھلا ہے باب سخن
جلوہ پیرا ہو شاہد معنی
جب زباں سوں اٹھے نقاب سخن
ہے تری بات اے نزاکت فہم
لوح دیباچۂ کتاب سخن
لفظ رنگیں ہے مطلع رنگیں
نور مطلع ہے آفتاب سخن
شعر فہموں کی دیکھکر گرمی
دل ہوا ہے میرا کباب سخن
عرفی و انوری و خاقانی
مجکوں دیتے ہیں سب حساب سخن
اے ولی درد سر کبھو نہ رہے
جب ملے صندل و گلاب سخن

سحر سیہ دار ہوا پیا کے نین
ہو شکن دشمن ہیں خوش ادا کے نین

اے دل انسکے آگے سنبھل کر جا
تیغ برکف ہیں سپہ زا کے نین

دل ہوا مجھسوں آج بیگانہ
دیکھ اُس رمز آشنا کے نین

نرگستاں کوں دیکھنے مت جا
دیکھ اُس نرگسیں قبا کے نین

وہ ہے گلزار آبرو کا گل
حق نے جسکوں دیئے حیا کے نین

اے ولی کس آگے کروں فریاد
ظلم کرتے ہیں بیوفا کے نین

سبب رو لی نہ لیجا حشر میں دنیا ہی فانی سوں
سبب نامی کوں دہوا ہی بہ جز انجھواں کے پانی سوں

شب غم روز عشرت سوں بدل ہووا اگر دیکھے
میری جانب وہ مہر ذرہ پرور مہربانی سوں

ایس کے سر پہ مارا کوہکن نے تیشۂ غیرت
ہوا جب خسرو عالم ولی شیریں زبانی سوں

صدق ہی آتش رنگ گلشن دین
پاکبازی ہی شمع راہ یقین

قدسوں تیری عیاں ہوا یجاناں
صورت ناز و معنی تمکین

لب کہ رویا ہوں یاد کر کے تجھے
چشم میری ہے دامن گلچین

زلف تیری ہی اے وفا دشمن
دشمن دین و دشمن آئین

اے ولی تب نہاں ہو لیل فراق
جب عیاں ہو وو آفتاب جبیں

گریۂ عشاق سوں خنداں ہی باغ بزم حسن
مغز پروانہ سوں روشن ہی چراغ بزم حسن

عاشقاں اس آتشیں رخسار کے چہرا اوپر
پیچ و تاب زلف ہے دود چراغ بزم حسن

حسن کی مجلس کوں جب روشن کیا وو شمع رو
خوبرویاں سب ہوئی جوں لالہ داغ بزم حسن

آتش غیرت سوں گل پانی ہوا ہی مغز شمع
وہ صنم جب سوں ہوا عالی دماغ بزم حسن

حرف کرتا ہی ولی عالم منیں نقاش صنع
عیش کی تصویر میں رنگ فراغ بزم حسن

ہوا ہی جب سوں ترا تل سوار آتش حسن
سپند وار ہے دل بیقرار آتش حسن

ہنوز حسن کی گرمی بجا ہے اے گلرو
خط سیاہ ہی تیرا حصار آتش حسن

یہ خط کو دود نمط دیکھکر ہوا معلوم
کہ گرم پھر کے ہوا روزگار آتش حسن

وہ شمع بزم ادا بر میں کر لباس زری
ہی آفتاب نمن شعلہ زار آتش حسن

سہے لب کے آب و رنگ حیا کیہم دا اس میں آتا نہیں کسی کے خیال و قیاس میں
بیراگیوں کے پنتھ میں آ کر وہ مہ جبیں بیراگ کوں اٹھا کے چڑھایا اکاس میں
سہتے اسکے مکھ سوں جلوہ نما موج آب و تاب موتی کے مثل گرچہ ہے سادے لباس میں
لگتا ہے اُس گروہ میں وہ سرو نازنین گویا گل گلاب کا جلوہ ہے گھاس میں
اُسکی بھنواں کوں بوجھ کے شمشیر آبدار اہل ہوس کی عقل ہے دائم ہراس میں
آوے فلک سوں زہرہ اُتر گروہ مہ جبیں یک تان گاوے رامکلی یا بھباس میں
جاتا ہوں باغ یاد میں اُس چشم کے ولی شاید کہ بوئے اُسکی ہو نرگس کی گھاس میں

یکبار میری بات اگر گوش کرے توں ملنے کوں رقیباں کی فراموش کرے توں
ہے لیکہ ترے نین میں کیفیت مستی یک دید میں کونین کو بیہوش کرے توں
اے سرو گل اندام اپس نقش قدم سوں بر جا ہے اگر صحن کو گلپوش کرے توں
غیرت سوں کرے چاک گریبان دل پرخون گر گل کی حمائل کوں ہم آغوش کرے توں
اے جان ولی وعدہ دیدار سوں اپنے ڈرتا ہوں مبادا کہ فراموش کرے توں

اے دل سدا اُس شمع پر پروانہ ہو پروانہ ہو اُس نو بہار حسن پر دیوانہ ہو دیوانہ ہو
اے یار تجھ منظور ہے گر آشنائی عشق کی ہر آشنائے عقل سوں بیگانہ ہو بیگانہ ہو
میری طرف ساغر بکف آیا ہے وہ مست حیا اے دل تکلف برطرف مستانہ ہو مستانہ ہو
جاری رکھیگا کب تلک رسم جفا و جور کوں اے جان من ہر دل سے منے جانانہ ہو جانانہ ہو
مجکوں خمار درد سوں پیدا ہوا ہے دردسر اے گردش چشم پری پیمانہ ہو پیمانہ ہو
اس وقت پیتم کی نگہ کرتی ہے مشق دلبری یہ آن غفلت کی نہیں فرزانہ ہو فرزانہ ہو
میرے سخن کوں مہر سوں سنتا ہے وہ رنگین ادا اے سرگذشت حال دل افسانہ ہو افسانہ ہو
عالم میں تجکوں اے ولی ہے فکر جمعیت اگر ہردم خیال یار سوں ہمخانہ ہو ہمخانہ ہو

صحبت غیر میں جایا نہ کرو اپنے عاشق کو رُلایا نہ کرو
حق پرستی کا اگر دعوا ہے بے گنہ ہوں کو ستایا نہ کرو
دلکو ہوتی ہے سجن بیتابی زلف کوں ہاتھ لگایا نہ کرو

نگہ تلخ سوں اپنے ظالم — زہر کا جام پلایا نہ کرو
ہمکو برداشت نہیں غصے کی — غیر کوں درس دکھایا نہ کرو
پاکبازاں میں ہے مشہور ولی — اس سوں چہرے کوں چھپایا نہ کرو

دیکھ دستار بسنتی ساقی سرشار کی — کھل گئی ہیں آج انکھیاں نرگس بیمار کی
بات کہنے کا کبھی جو وقت پاتا ہے غریب — بھول جاتا ہے وہ سب کچھ دیکھ صورت یار کی
اے ولی اس بیوفا کی مہربانی پر نہ بھول — دلکا دشمن ہے مگر کرتا ہے باتیں پیار کی

اس سرو خوش ادا کوں ہمارا سلام ہے — اس یار بیوفا کوں ہمارا سلام ہے
لینا نہیں سلام ہمارا حجاب سوں — اس صاحب حیا کوں ہمارا سلام ہے
اس باج دل میں میرے نہیں اور مدعا — اس دل کے مدعا کوں ہمارا سلام ہے
ناز و ادا سوں دلکوں مرے مبتلا کیا — اس نازنین پیا کوں ہمارا سلام ہے
آرام جان و دل ہے ولی جسکا دیکھنا — اس جان دلربا کوں ہمارا سلام ہے

اگر گلشن طرف وہ نو خط رنگین ادا نکلے — گل ریحان سوں رنگ بوستاں پیشوا نکلے
کھلے ہر غنچۂ دل جوں گل شاداب شادی سوں — اگر ٹک گھر سوں باہر وہ بہار دلکشا نکلے
نثار اسکے قدم اوپر کروں انجھواں کے گوہر سب — اگر کرنے کوں دلجوئی وہ سرو خوش ادا نکلے
بخیلی درس کی ہرگز نہ کیجو اے پری پیکر — ولی تیری گلی میں جبکہ مانند گدا نکلے

پڑا حیرت میں دل اس حسن عالمگیر کے دیکھے — مصور دنگ ہے جس جلوۂ تصویر کے دیکھے
ہوا ہوں محو یوں اس زلف خم در خم کے دیکھے سوں — کہ جوں ہوتی ہے طالب کی حقیقت پیر کے دیکھے
کھلا یوں دل مرا تیری نگاہ تیز کی خاطر — کمان آغوش جوں کر کھولتی ہے تیر کے دیکھے
ترے مکھ کے صفحے پر خط لکھا قدرت کے کاتب نے — تعجب میں ہیں سب خطاط اس تحریر کے دیکھے
ولی کے دلکو یوں ہوتی ہے راحت تجھ گلی بھیتر — کہ جوں ہوتی ہے فاقہ مفترح کفگیر کے دیکھے

جس وقت تبسم میں وہ رنگین دہن آوے — گلزار میں غنچے کے دہن پر سخن آوے
تا حشر اٹھے بوئے گلاب اُسکے عرق سوں — جس بزم میں یکبار وہ گل پیرہن آوے
ہرگز سخن سخت کوں لاوے نہ زبان پر — جس ذہن میں یکبار وہ نازک بدن آوے

برجا ہوا گر جگ میں لی پھر کے دوجی بار | رکھ شوق مرے شعر کا شوقی حسن آو

[illegible] | [illegible]

[illegible] | [illegible]

جنون عشق میں مجکوں نہیں زنجیر کی حاجت | اگر میری خبر لینے کو وہ زلف دراز آوے

[illegible] | [illegible]

[illegible] | [illegible] عاشقی

اشک خون آلود ہے سامان طغرای نیاز | مہر فرمان وفا داری ہے داغ عاشقی

آپ سوں دریا کے ہرگز کام نہیں عشاق کو | گر نہ حیرت سوں ہوئے سرسبز باغ عاشقی

گر طلب ہے مجکوں راز خانۂ دل ہوویا | آہ کی آتش سوں روشن کر چراغ عاشقی

وہ نہال باغ میں ہرگز [illegible] ولی | [illegible] بلبل سراغ عاشقی

مکتوب میں پہنچے ہاتھ ادا کی کتاب ہے | خوبی میں آج ہم سبق آفتاب ہے

ظاہر ہوا ہے مجھ پہ ترے ناز سوں صنم | رنگیں بہار حسن بہار عتاب ہے

تیرے نین کے غصے میں بے وقت شراب | میخانہ تجھ نگاہ سوں دایم خراب ہے

دیوان میں ازل کے کتاب سوں عشق و حسن | تب سوں نیاز و ناز میں باہم حساب ہے

پوشیدہ حال عشق رہے کیونکہ اے ولی | غماز تار زلف [illegible]

مفلسی سب بہار کھوتی ہے | مرد کا اعتبار کھوتی ہے

[illegible] | زلف [illegible] قرار کھوتی ہے

سامنے ولی آپ اسکی چھری کی | [illegible] کھوتی ہے

[illegible] | [illegible]

[illegible] | [illegible]

[illegible] | [illegible]

[illegible] | [illegible]

[illegible] | [illegible]



چھپتا ہی کیا ہی تجھکو اے یار مسکرانا
ٹک واسطے خدا کے یکبار مسکرانا

گر جائے گی سبھوں کی نظروں سے اسکے آگے
اے برق دیکھیو مت زنہار مسکرانا

غنچوں کو اے ستمگر تیرے دہن کے آگے
ہنسنا تو یک طرف ہے دشوار مسکرانا

شاعر ہے پوچھ کوئے اپنا یہ آپ قائل
یاروں نہ اسکی سنکر اشعار مسکرانا

ہمارا یار ہم سے جب تلک باہم نہوی گا
جو دل میں درد ہی ہرگز دوا سے کم نہوئیگا

ہاتھوں نے نہ اک تار گریبان میں چھوڑا
پاؤں نے نہ اک خار بیابان میں چھوڑا

کبھی رہتا نہیں بن چاک ہمارا سینا
ناصحا زخم کو سینے کے دوبارا سینا

دم خفا مجھسے ہوا اور میں خفا دم سے ہوا
رفتہ رفتہ یہ مرا حال ترے غم سے ہوا

سر بدن سی ہو جدا اور ہاتھ شانے سے جدا
پر نہ سر میرا ہو تیرے آستانے سے جدا

کیا بہانے تھی تجھے اے چشم آنسو بزم میں
ہوگیا وہ یار مجھسے اس بہانے سی جدا

یوں دل آوارہ اپنا اے فراسو گم ہوا
مرغ وحشی جیسے ہووے آشیانے سی جدا

مجھکو کہتے ہیں بڑا ڈھب ہے تجھے یاری کا
سوچنا طور ذرا آپ کی عیاری کا

ہیں داغ و آبلے سے یوں دل میں جام و مینا
جیسے دھرے ہوں ساقی محفل میں جام و مینا

گلشن میں دیکھ بلبل کیا عکس سرو گل سے
ہی نہر کے کنارے ساحل میں جام و مینا

بیعت کروں نہ کیونکر پیر مغاں کی زاہد
ہی دستگیر مستاں مشکل میں جام و مینا

پرخون چشم و دل ہیں اپنے ہمیں غنیمت
گو اب نہو ہماری محفل میں جام و مینا

گردوں کے اب فراسو سنگ ستم سے لاکھوں
ٹکڑے ہو لگے ہیں یاں گل میں جام و مینا

دیکھا ہے جب سے پیرہن اس نوبہار کا
دامن نہیں ہے ہاتھ میں صبر و قرار کا

عشق مجھکو اب تو اس حالت پہ پہونچانے لگا
دیکھکر ہر کوئی اشک آنکھوں میں بھر لانے لگا

آئے ہے دامن کشاں شاید چمن میں پھر بہار
ہاتھ پہولوں کا بھی کچھ اب جیب تک جانے لگا

حال اس نوبت کو پہونچایا مرا اس عشق نے
دیکھکر ہر کوئی اشک آنکھوں میں بھر لانے لگا

پھر گئی شاید فراسو کچھ زمانے کی ہوا
یاں سے خط جانے لگا اور وہاں سے پھر آنے لگا

جو آپ کی دوری میں دل پہ مرے غم گذرا
فرہاد پہ کم گذرا مجنوں پہ بھی کم گذرا

تنہا آئے فراسو کا مہماں وہ شیریں لب
کیا کہیئے فرا اُس سے جو کچھ کہ ستم گذرا

ردیف "ب"

مست میری لاش کو چمن یاسمیں میں داب
ای رشک گل تو اپنی گلی کی زمیں میں داب

ابرو کماں کے تیر ستم میں لئے سیکڑوں
رکھے ہیں تو وہ دل اندوہگیں میں داب

رو لو فراسو کہول کے دل نرم یار میں
تا چند غمکو رکھوگے جان حزیں میں داب

ردیف "ت"

وصل ہی اسکی دوائی سو دوائی ہی سخت
جی بچہوڑیگا مرا درد جدائی ہے سخت

ردیف ث

اے دست جنون تیرا گریبان ہی میراث
اے خار بیابان تیرا دامان ہے میراث

جو درد و الم کی جگر چاک ہے جاگیر
تو سوزش غم کی دل بریان ہے میراث

دیکھا نہ کبھو دلکو فراسو ترے خنداں
اسکی مگر اب زلف پریشان ہی میراث

ردیف ج

ہمکو کبھو تو بھلا نامہ و پیغام بھیج
دن کو ہی یا رات کو صبح کو یا شام بھیج

نہ فکرت روم کی خواہش نہ ملک شام لیتے ہیں
تمہارے نام کو ہم صبح سے تا شام لیتے ہیں

ردیف ح

گاتے ہیں قول معرفت مرغ چمن علی الصباح
ہلتے ہیں آکے وجد میں سرو سمن علی الصباح

بند قبا نہ پہول کے شرم سے کہولی باغمیں
دیکھے صبا کہلا اگر تیرا بدن علی الصباح

ہوئے فراسو عقل و ہوش محو ہوئی بیک نگاہ
آج سنے جو رشک مہ تیرا سخن علی الصباح

ردیف خ

واں ہے تمہاری بزم میں ہی سُرخ جام سُرخ
یاں ہیں سرشک خون سے آنکھیں مدام سُرخ

ردیف "د"

رکھ اسکے تصوّر میں سدا دیدۂ تر بند
لازم ہے کہ کاشانۂ خلوت کا ہو در بند

ردیف "ر"

میں تو بیٹھا تھا غرض اُس سے کنارا کھینچکر
لوگ آخر لے گئے مجھکو دوبارا کھینچکر

روٹھ کر پھاڑو گریبان تم ہمارا کھینچکر
ہم منا لینگے تمہیں دامن تمہارا کھینچکر

اپنی تو بخت سکندر پر فراسو مت اکڑ
دیکھ ذلت مر گیا آخر کو دارا کھینچکر

بلبلیں بولیں ہیں ہر دم نالۂ جانکاہ کر
گوش گل کیوں کر دیا تو نے مرے اللہ کر

ہو کیوں نہ مہر و مہ کا داغ آسمان پر
دن رات جبہہ سا ہے ترے آستان پر
قامت ہے مثل سرو دہن غنچہ رخ چمن
کیا ہی بہار حُسن ہے اس نوجوان پر

قدرت نہیں جو آؤں تمہارے پلنگ پر
جب تک نہ تم بلاؤ کہ آ رہے پلنگ پر
جسکے لیئے بچھائے ہیں پھولوں کی سیج روز
وہ گل کبھی نہ آیا ہمارے پلنگ پر
مہتابی پر محل کے شب ماہتاب میں (ق)
تم میرے ساتھ سوئے جو پیارے پلنگ پر
حیرت رہی نہ دیدۂ مہتاب کو فقط
تکتے رہے تمام ستارے پلنگ پر
پڑتی نہیں ہے کل کسی کروٹ ذرا مجھے
پھرتا ہوں لوٹتا ہوا سارے پلنگ پر
منصف ہو تم ہی جس سے جدا تم سا ماہ ہو
وہ کالی رات کیونکہ گذارے پلنگ پر
فرقت میں شب فراسو صنم گلعذار کے
لگتے ہیں ہمکو پھول شرارے پلنگ پر

اے دل مضطر تو زیر خاک نالوں کو نہ چھیڑ
چین لے اب تو عدم کے سونیوالوں کو نہ چھیڑ
کیوں وہاں جانا کیا چاہے ہے ناصح رند کی
تیرہ بخت اس لٹ کے آشفتہ حالوں کو نہ چھیڑ
ای فراسو سُن بقول شخص کیا ہے فائدہ
دم میں خوش دم میں خفا ہوجانیوالوں کو نہ چھیڑ

ردیف س

بیٹھے ہیں غیر یوں مرے دلبر کے آس پاس
ہو خار جس روش سے گل تر کے آس پاس

اے دردمان یہ دیکھو کہ پیو [illegible] ہے — لخت لخت جگر نہیں مرے [illegible] آس پاس

بہت اچھا ہے [illegible] رقص — ہر طرح [illegible] رقص

[illegible]

مرا ہے سوز و گداز سے دل [illegible] — [illegible]

لب پہ تمہارے صبح سے [illegible] ہے چہ خوش — سمجھے یہ ہم کہ آپکا تلب [illegible] کلام ہے چہ خوش

لیتے سلام بھی نہیں میرا کبھی غرور سے — آپکے اس غرور کو میرا سلام ہے چہ خوش

خوب غزل ہے گرم سی شعر ہیں پر شرر سبھی — بارے فراسو تیرا بھی کیا ہی کلام ہے چہ خوش

ردیف ص

کیسے مکھڑے پہ ترے مہر کا قربان عارض — کہ یہ مہتاب سے چمکے ہے دو چندان عارض

ردیف عین

در پہ بیٹھا ہوں نہیں ہے آہ و زاری سے فراغ — منہہ دکھا جا کر لے ایکدم شرمساری سی فراغ

دل فراسو جب سے اسکی چشم میگوں پہ ہے غش — مست رہتا ہوں میں کر کے ہوشیاری سے فراغ

ردیف ف

میری تربت پر بشر طلیکہ ہوں شنجرف کے حرف — قتل کی ماجرے کے دیکھیو لکھے حرف کے حرف

حرف تسکین بھی کہیں انمیں لکھا ہووےگا — پڑہو اس خط کو فراسو تو ہر اک حرف کے حرف

ردیف ق

لگی نہ دل سے تہ خاک الفت معشوق — برنگ خار ہوں بیجان بدولت معشوق

ردیف ک

یوں ہے عشق لالہ رو سے میری پیرہن میں آگ — موسم گل جسر [illegible] کا کہ گلشن میں آگ

آہ سوزاں کا میرے ہرگز اثر ہوتا نہیں — لگیو اے بیدرد اس ترے دل پرفن میں آگ

طاس کہ سنجاف ہے یا آہ سوزاں سے مری — اے فراسو ہے لگی دلدار کے دامن میں آگ

قاصد یہ کہیو اس بت مغرور سے الگ — کب تک رہوگے عاشق رنجور سے الگ

ردیف ل

[illegible]

ردیف [illegible]

اب کی جو [illegible] تو یار [illegible] اوس پہ ہوا | [illegible] کا انکار [illegible]

وہ دل مرا مانگے تب وصل کا طالب ہوا | انکار ہوا اور وہ [illegible] اقرار [illegible] اوس پہ ہوا

وہ دن گئے جب [illegible] دیدار تھا [illegible] | اب روبرو آنکھوں کے دیوار ہوا اوس پہ ہوا

[illegible] اشتیاق نہیں کرتا | ایک دن [illegible] خوبان کا [illegible] اوس پہ ہوا

[illegible] ایمان کو [illegible] | [illegible] اوس پہ ہوا

[illegible]

فراسو آئی دو بالا نظر میں چمک کا
وہ ماہتابی پہ بیٹھے جو ماہتاب کے دن

مرتے ہیں ہم تو مر گئے ہیں ہم الفت کے یہ معنی ہیں
ظلم تمکو نہیں کچھ بھی غفلت کے یہ معنی ہیں

جب سے تمہیں دیکھا ہے - آئینہ بنا ہوں میں
جھپکیں نہ کبھی پلکیں حیرت کے یہ معنی ہیں

دل چیز ہے کیا پیارے واللہ جو تم مانگو
ہم جی بھی تمہیں دیویں بیعت کے یہ معنی ہیں

کل پڑتی نہیں دیکھے بن دیکھنے تری صورت
اس عالم صورت میں صورت کی یہ معنی ہیں

ساتھ اپنے سدا لشکر ہے گریہ و نالے کا
شوکت اسے کہتے ہیں حشمت کی یہ معنی ہیں

ہم خاک ہوئے تو بھی در سے نہ ملے تیرے
الفت اسے کہتے ہیں چاہت کی یہ معنی ہیں

دل بند فراسو ہے اس شوخ کی کاکل میں
جی چاہ ذقن میں ہے چاہت کی یہ معنی ہیں

حال سے میرے کوئی تجھکو خبر کرتا نہیں
ہاں فقط نالا ہے سو وہ بھی اثر کرتا نہیں

کیوں نہ دل میرا کرے اب اضطراب آغوش میں
ایک شب بیٹھا نہ وہ خانہ خراب آغوش میں

ردیف "و"

میں تو پڑا ہوں در پر اُسکے انکو کچھ فرما دو
بہو کا تنہا اس ناز کا میں بھی گالیاں مجھکو [illegible]

مکھڑا کہیں دکھا تو الٹ کر نقاب کو
تا بھول جاؤں دل سے میں رنج و عذاب کو

آباد ایک روز نہ دیکھا کبھو اُسے
کیا لیکے میں کروں دل خانہ خراب کو

سجنے معلوم ظالم اسکو ہی چاہت ہماری ہو
لگے تیرا کہیں دل اور تجھکو بیقراری ہو

ردیف "ہ"

یوں ہم آغوش ہوں پری کے ساتھ
جسطرح جسم ہووے جی کے ساتھ

ردیف "ی"

اے ہوس میں وصل کو شتاب نام لیجئے
کیا یاد ہم کرینگے کہ انعام لیجئے

آہ و فغاں و گریہ و سوز و تپاک و درد
کیا ہم بھی ساتھ اپنے سرانجام لیجئے

تمام شد دیوان فراسو صاحب فرنگی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

منتخب دیوان شاہ مبارک آبرو

آیا ہی صبح نیند سیں اٹھ رسمسا ہوا
جاما گلے میں رات کا پھولاں بسا ہوا

کم مت گنو یہ بخت سیاہوں کا رنگ زرد
سونا وہی کہ ہووے کسوٹی کسا ہوا

انداز سے زیادہ نپٹ ناز خوش نہیں
جو خال اپنی حد سے بڑھا سو مسا ہوا

قامت کا سب جگت میں دو بالا ہوا ہی نام
قد اسقدر بلند تمہارا رسا ہوا

اول آبرو تو سمجھ پیچ عشق کا
پھر زلف سے نکل نہ سکیگا پھنسا ہوا

جدائی کے زمانے کی سجن کیا زیادتی کہیے
کہ اس ظالم کی ہم پر جو گھڑی بیتی سو جگ بیتا

چہرے نے سرخ تیرے سارے جگت کو موہا
اے لعل تیرے سر پہ یہ آج خوب سوہا

رخسار کے گل اوپر شبنم ہے یہ پسینا
کیا سرخ ڈانک پر ہے الماس کا نگینا

خجلت سے تجھ نگہ کی سے ہو گئی ہی پانی
کتنا بچا ہوا ہے شیشے کو آبگینا

مشتاق عذر خواہی نہیں آبرو تو کیا ہی
یوں روٹھ روٹھ چلنا چل چل کے پھر ٹھٹھکنا

یہ سبزا اور یہ آب رواں اور ابر یہ گہرا
دوانا ہیں نہیں گھر میں ہوں کیوں صحرا پھرا

گیا تمہارا رات جھگڑ بدلی میں ظالم کس طرف کو تو
ترے دیکھے سے دل مرا بجلی کی طرح اب تک نہیں ٹھہرا

بوسہ لباں سے شیشے لیا کہہ کے پھر گیا
پیالہ بھرا شراب کا افسوس گر گیا

نین سے نین جب ملائے گیا
دل کے اندر مرے سمائے گیا

نگہ گرم سے مرے دل میں
خوش نین آگ سی لگائے گیا

تیرے جانے کی سن خبر عاشق
یہی کہتا ہوا کہ ہائے گیا

سو کر بولتا تھا مجھ سیتی
بوجھ کر بات کو چھپائے گیا

آبرو جب سیج مرتا تھا
مکھ دکھا کر اُسے جلائے گیا

دل گئیں آپس میں نظریں ایک عالم ہو گیا
جو کہ ہونا تھا سو کچھ آنکھوں میں باہم ہو گیا

ساتھ میں تیرے سے جو کچھ تھا سو پیارے عیش تھا
جب سے تو بچھڑا ہی تب سے عیش سب غم ہو گیا

نہ چھوڑے آج پیارے جی کسو کا
تمہارا بانکے یوں کہنا اجی کا

تری صورت کا جب سوں نقش کھینچا
گیا رنگ نظر سے گر پری کا

سخن سنجاں میں ہے گا آبرو آج
نہیں شیریں زباں تجھ سا کسی کا

کمان ہوا ہے قد ابروے گوشہ گیروں کا
لٹا ہو حال تیرے زلف کے اسیروں کا

برہ کی راہ میں جو کوئی گر سو پھر نہ اٹھا
قدم پھرا نہیں یاں آ کے دستگیروں کا

وہ اور شکل ہی کرتی ہے دل کو جوں تسخیر
عبث ہے شیخ ترا نقش یہ لکیروں کا

بھلے ہیں جوں کہ سنگا ہو آبرو کا دل
سجن کی زلف نے لٹکا لیا فقیروں کا

مست دل ہے مدام تجھ لب کا
جام صہبا ہے نام تجھ لب کا

دل کے غنچوں کو کھول جب دیکھا
شوق پایا تمام تجھ لب کا

مہر لبا ہوا حلاوت سے
حرف گویاں کو نام تجھ لب کا

آبرو آب زندگی سے لذیذ
جان لیتا ہے جام تجھ لب کا

یہ رسم ظالمی کی دستور ہے کہاں کا
دل چھین کر ہمارا دشمن ہوا ہے جاں کا

بیتابی دل آج میں دلبر کہوں گا
ذرے کی تپش مہر منور سے کہوں گا

جو کہ محرم ہے عشق بازی کا
دل سے عاشق ہے جانگدازی کا

ہر گدا گوشۂ قناعت میں
شاہ ہے ملک بے نیازی کا

کیونکر نہ گرم ہووے فغاں عندلیب کا
جلتا ہے گل کی آگ میں جان عندلیب کا

جب سے غرور رنگ گل کا ہوا اُسکے تئیں یقین
جاتا رہا ہے تب سے گماں عندلیب کا

اسکا کنار گل ہی میں عالم ہے یک جُدا
پہچانتا ہے کون مکان عندلیب کا

لائی ہے جب سے بات چمن کی زباں اوپر
رنگین ہوا ہے تب سے بیان عندلیب کا

تو کب ملا تھا پیارے ہمسے جو آج روٹھا — دیکھا یہ اسنے کا یہ روٹھنا انوٹھا

ملنے پہ غیر کے اب کیوں پوچھتا ہے پیارا — ازما وینکو شاید لیتا ہے دل ہمارا

ملنے کے شوق میں ہم گھر بار سے گنوایا — مدت میں گھر ہمارے آیا تو گھر بنایا

مرے پیارے سے قاصد اتنی دل کی بات جا کہنا — کہ جانے سے تمہارے جان کا مشکل ہوا اب رہنا

جسے ہو زیب ذاتی اسکے تئیں ہے عیب آرائش — کرے ہی بدنما البتہ حسن ماہ کو گہنا

نامہ بر کا رنگ ہوئے ڈر سے تیرے باختہ — تجھکو دیکھے اسے سرو ہو جائے کبوتر فاختہ

ہمسے چرا کے اوروں سے آنکھیں ملا گیا — ظالم کسیکو مار کسیکو جلا گیا

شرم سے آنکھوں کی تیرے آب ہوئی ہے شراب — آگ میں جلتا ہی میرا رشک سے دل کباب

شرم نے تجھ زلف و رخ کے باغ کو دریا کیا — گل ہوا ہی آب اور سنبل ہوا ہی موج آب

کوئل نے کوک آکے سنائی بسنت رت — بورائے عام و خاص کہ آئی بسنت رت

بلبل ہوا ہے دیکھ سدا رنگ کی بہار
اس سال آبرو کو بن آئی بسنت رت

بیٹھے وہ زرد پوش جھلک سے بنا بسنت — چاروں طرف سے آج اٹھی جگمگا بسنت

مارا ہے جوش رنگ خزاں نے بہار کا — لائی ہے حسن و عشق کو باہم ملا بسنت

کیوں ہو رہی ہے عشق کے مارے تمام زرد — رکھتی ہے کسکے حسن کی دل میں ہوا بسنت

جانا لباس زرد سے تیرے وگرنہ ہم — واقف نہ تھے کہ ہوئے ایسی خوشنما بسنت

دل نے پکڑی ہے یار کی صورت — گل ہوا ہے بہار کی صورت

کوئی گل رو نہیں تمہاری شکل — ہمنے دیکھی ہزار کی صورت

تجھ گلی بیچ ہو گیا ہے دل — دیدۂ انتظار کی صورت

وصل کے بیچ ہجر جانے بھول — جوں نشتے ہیں خار کی صورت

پوچھتے [illegible] نہیں کہ کب ہو گی
[illegible] دل [illegible] قرار کی صورت

وہ زرد پوش جبکہ مرے آغوش میں رہا [illegible] — گویا کہ تب سے لگا [illegible] بسنت رت

جوں سپاہی مورچے کی اوٹ میں کرتا ہے چوٹ — یوں تمہارے وار کرتے ہیں نین مژگاں کی اوٹ
اسطرح مت دیکھ لے خونیں نین فریاد سن — دل نگہ تیری سے ہو جاتا ہے ظالم لوٹ پوٹ

شوق بڑھتا ہے مرے جی کا دل افگاروں کے بیچ — جوش کرتا ہے جنوں مجنوں کا گلزاروں کے بیچ
عاشقوں کے بیچ مت لیجا دل بے شوق کو — شیشۂ خالی کو کیا عزت ہے میخواروں کے بیچ
روبرو اور آنکھ اوجھل ایک سا ہو جبکہ پیار — اسطرح کا کوئی نظر آتا نہیں یاروں کے بیچ
رو دینے سے عاشقوں کا شوق ہوتا ہے پیار — عیش دونا ہو ہے میخواروں کے تئیں تاروں کے بیچ

آبرو غم کے بھنور میں دل خدا سیتی لگا
نا خدا کچھ کام نہیں آتا ہے منجدھاروں کے بیچ

کیا کہوں اپنی دل ستانی کی طرح — پھر آیا گیا جو جاں کی طرح
ہوا تجھ حسن اور خوبی کے لکھنے میں صفا کاغذ — رقم ہوتے ہی رخسارا مخطط ہو گیا کاغذ
جان اگر دشمن ہوئے ہو تم ہمارے اسقدر — تو ہمارے دلکو کیوں لگتے ہو پیارے اسقدر

غم سے بیجا ہو گئی ہیں مری چشم رودبار — مجھسے ہوا کبھی نہ مرا یار ہمکنار
سب سے ملے پر ایک سے ہم امیدوار — جا دیگا حسن ہمکو مگر تب کروگے یار

بلبل سے دل کو کھول کھو گل سے ٹک ہنسے
پھر آبرو کا وقت کہاں جب گئی بہار

بلبلیں روتی ہیں میرے غم سے اور گلشن زار زار — حیف کیوں ہوتا نہیں تو ہمسے ای عیار یار
اُن لباں کو یقیں مصری جان — راست کہتا ہوں اسمیں مت شک کر

آج پھر ہمسے کر دیا ہے اُداس — ان رقیبان کا جائے ستیا ناس
سیج تیری کے شوق میں چھوڑا — رات کو پھول نے چمن کا باس
سر چڑھا ہے تمہن کا منہ پاکر — عاشقی بوالہوس کو آئی راس

غیر صحبت میں اب لگے جانے
چھوڑ کر اپنی آبرو کا پاس

تیرے رو کی بڑھی کاکل کے حلقے سیتی زیبائش — عدد جوں ایک کا صفر وں سیتی پاتا ہے افزائش

جلایا جب سے غم نے تب سے نکلا رنگ عاشق کا
ہوئی زور آگ کے جلنے سینے کی آرائش

سے انکھیاں سیتی اپنی بہادوں ودھ کی ندیاں
اگر شیریں ادا میری کرے تک مجھ پہ فرمائش

نہیں ہے اسمیں کہیں جائے خال کی خالی
ہمارے یار کا ہی اسقدر بھرا عارض

نہیں تارے بھرے ہیں شکل کے نقط
اسقدر نسخہ فلک سے ہے غلط

خال سے دیکھتا ہوں خط کی نشان
کہ اول خط کی اصل ہوئے نقط

کیا عجب ان کو اگر خورشید کے ہو دلمیں داغ
رشک سے تجھ داغ کے راتوں تلک جلتے ہیں چراغ

سانولے کے رو برو ہے دل ہمارا داغ داغ
دیکھ لو کالے کے آگے آج جلتا ہی چراغ

ہی مرے دل کی تمنا دشمن آرام عشق
مہر و مہ کو چہرے سے تیں رکھتا ہے صبح و شام عشق

کب زلیخا شہر میں رسوا ہوئی مجنوں سے کم
مرد ہو یا زن کری ہے سب کے تیں بدنام عشق

صید کے جو تیر بھی اسنے میں نہیں ہوئی خلاص
سخت تر زنجیر سے رکھتا ہی کافر دام عشق

میں قرار اپنے پہ قایم ہوں پہ تم سے نہیں
حسن کے تئیں ہر گھڑی دیتا ہی پیغام عشق

دل بڑا ہی مہر کا لیکن ترے ذرہ نہیں
حسن سے کب ہو سکے کرتا ہی جو جو کام عشق

ہات آیا ہے یہ دن کر کے دعا راتوں کو جاگ
عید ہے پیارے گلے سے آج تو عاشق کو لاگ

افسردگی یاس سے ہمکو ہوا وصال
پکڑا ہے آہ سرو کے کانٹے سے ہمنے لال

تری آنکھوں نے دل ہی شوخ آنچل
کیا بیطاقت و بیتاب و بیکل

سیاہی کا ہوا ہے روشنی نام
لگایا جب سے تیں آنکھوں میں کاجل

نکلے تم اب صبا کی طرح جب چمن میں پھول
گلبن کی دیکھ تمکو گئے ہاتھ پاتوں پھول

کیا ڈھونڈھتا ہے زلف کی بو کا سراغ گل
سنبل کی طرح کیوں ہے پریشان دماغ گل

جلتا ہے اب تلک تری زلفوں کی رشک سے
ہر چند ہو گیا ہے چمن کا چراغ گل

تجھ شعر کی شگفتہ زمین دیکھ آبرو
لالے کی طرح جل کے ہوا داغ داغ گل

بہار آئی کلی کی طرح دل کھول
شگوفوں کی ہنسی سے [illegible]

کرتا ہوں اسکی عقل پر افسوس [illegible]
جو برگ گل کہے آنکھوں کو فی المثل

جلتے تھے تجھکو دیکھ کے غیر انجمن میں ہم
پہونچے تھے رات شمع کے ہوکر بزمیں ہم

آتی ہے اسکی بو سی مجھے یاسمن میں آج
دیکھی تھی جو ادا سی سجن کے بدن میں ہم

کیونکر نہووے کلک ہمارا گہر فشان
کرتے ہیں آبرو جو تخلص سخن میں ہم

دلدار کی گلی میں مگر رہ گئے ہیں ہم
ہو آئے ہیں ابھی تو پھر آگئے ہیں ہم

بیرحم و بیوفا و تنک رنج و تند خوئے
تجھکو ہزار نام سجن دہر گئے ہیں ہم

لے دل کی دیں کی خون کی پیاسی سیاہ چشم
سیکھے ہی کس فرنگی سے تیری سیاہ چشم

سارے عالم کو مار کر برہم
آ لگھٹے ہیں سجن ترے در ہم

جبکہ ایسا ہو گندمی معشوق
تب گنہگار کیوں نہو آدم

شب سیاہ ہوا روز اے سجن تم بن
مثال شمع جلے اہل انجمن تم بن

غم کیا اگر شراب کی مجلس میں ہم نہیں
ہمکو تمہارے عشق کا یہ کیف کم نہیں

عشق ہی اختیار کا دشمن
ہوش و صبر و قرار کا دشمن

لٹایا چاہتے ہیں خاک و خوں میں مجھ بیچارے کو
سمجھتا ہوں تری شمشیر ابرو کے اشارے کوں

سر کو لگا کے پانوں تلک دل ہوا ہوں میں
یاں لگ ہنر میں عشق کے کامل ہوا ہوں میں

زلف مطول و دہن مختصر کو دیکھ
تیرے درس کے علم میں فاضل ہوا ہوں میں

مت مہر سیتی ہاتھ میں لے دل ہمارے کوں
جلتا ہی کیوں پکڑتا ہے ظالم انگارے کوں

ٹک باغ میں شتاب چلو اے بہار حسن
گل چشم ہو رہا ہے تمہارے نظارے کوں

اپنا جمال آبرو کو ٹک دکھاؤ آج
مدت سے آرزو ہے درس کی بچارے کوں

دیکھ رخسار یار کے یارو
جھڑ پڑے گل بہار کے یارو

آج اس ماہرو کی ہے شب وصل
دن گئے انتظار کے یارو

اشک ہا نے آبرو کے غرق کئے
لوگ سب وار پار کے یارو

جی نکلتا ہے مرے دل کا بلا اسکو لو
نزع کا وقت ہے ٹک آ کے بلا لے اسکو

کیوں تیر مارتے ہو تم تیغ سیتی جگر میں
پی پی کے خون اپنا کرتا ہوں در گذر میں

جدھر جاتا ہے تو لے سرو دیکھ
رواں ہو چشم سے دریائے آنسو

یار غافل ہے مرے درد سے ہشیار کرو
بے خبر جان نہ جا جا کے خبردار کرو

درد مندی سے اگر دل کے ہو تم محرم
رحم فرما کے مرے حال کو اظہار کرو

جب کے آ دست سے امید کے دامن پکڑا
یہ نہیں شرط مروت کہ اسے خوار کرو

قدر بوجھو دل خونخوارۂ عاشق کی اگر
سر چڑھا گل کی طرح زینت دستار کرو

آبرو غم کی بھنور بیچ پڑا ہے آ کر
اک نظر لطف کی کافی ہے اسے پار کرو

جلوہ حسن کو دلدار کے گلزار کہو
یار سے جا کے مرے درد کا بستار کہو

شوق کو دل کے مرے مستی سرشار کہو
غم کہو رنج کہو حسرت دیدار کہو

آبرو غیر کی باتوں سے نہیں خوش ہوتا
اس سے جب بات کہو تب سخن یار کہو

کر گئی شہر میں فتنہ سجن خواہی نخواہی یہ
تری آخر کو سر کھینچنگی ظالم کج کلاہی یہ

مکھ نے ترے کیا گل سیراب آئینہ
خط نے بہار سبزۂ شاداب آئینہ

بڑھے ہے دن بدن تجھ مکھ کی تاب آہستہ آہستہ
کہ جوں کر گرم ہووے آفتاب آہستہ آہستہ

کیوں ملامت اسقدر کرتے ہو بیحاصل شیخ
لگ چکا اب چھوٹنا مشکل ہے اسکا دل شیخ

دیکھو نہ دختر رز کیسی ہے شوخ دیدہ
دو دن چڑھے ہے سر پر جوں جوں ہوئی رسیدہ

اینٹو سجا ہے جامہ اس شوخ نو کسن کا
کیونکر رہے نہ ہمسے وہ یار سر کشیدہ

رستم اس مرد کی کھاتے ہیں قسم ورد سدا
تاب لاوے جو کوئی عشق کے جھکجھوروں کی

قدر دان حسن کے کہتے ہیں اسے ہی مرد
سانورے چھوٹ کے جو چاہ کرے گوروں کی

آبرو کو نہیں کم ظرف کی صحبت کا دماغ
کسکو برداشت ہے ہر وقت نگوڑوں کی

آوے کی خبر قیامت ہے — آوتا ہو اگر قیامت ہے
عالم دل ہوا ہے زیر و زبر — خوش نین کی نظر قیامت ہے
شور برپا ہوا ہے آمد سو — خوش قد اسکا مگر قیامت ہے
ہجر کے غم میں لیک مرنا تھا — وصل کا اسکے ڈر قیامت ہے

شوق ہے اسکی اشکباری کا
آبرو چشم تر قیامت ہے

تمنے سجاوٹ کو جب ہاتھ پیچ لی — مجنون ہو گئے سب یہ کسطرح کی لے لی
چپاتے پان کیوں ادا ہی سے — لگ رہا ہے تمہ تمہارے لہو کے
شاخ گل قد کو تیرے دیکھ کے مرجھائی — سرو کو چال تری باعث رسوائی ہے
افسوس ہے کہ مجھکو وہ یار بھول جائے — وہ شوق وہ محبت وہ پیار بھول جائے
کیا شیخ کیا برہمن جب عاشقی میں آوے — تسبیح کرے فراموش زنار بھول جائے

یوں آبرو بناوے دل میں ہزار باتاں
جب تیرے آگے آوے گفتار بھول جاوے

سپارش سے مرا سرکش شیخ بیزار ہوتا ہے — زیادہ وہ ضد پکڑتا باعث آزار ہوتا ہے
کرم فرما کہ تیرا نقش پا ہم خاکساروں کو — چمن میں سربلندی کی گل دستار ہوتا ہے
کیوں چھپا ظلمت میں گر اس لب سے خضر شرمندہ تھا — جان کچھ پانی مرے ہے چشمۂ حیوان کے بیچ
آبرو کے قتل کو حاضر ہوئے کسکر کمر — خواہ کہیں کوچے میں عاشق کے ہمیشہ باندھ
دور خاموش بیٹھ رہتا ہوں — اسطرح حال دل کا کہتا ہوں
پھر اٹھ خواب سے گلشن میں بیٹھی کلی انکھیاں — کہیں شرم سے نرگس کیا پیارے دکھائی انکھیاں
نہ دیوے لیکے دل وہ حجابت — اگر یار دور ہو تو مانگ دیکھو
پھیرتے تھے دشت دشت دیوانے کدھر گئے — وے عاشقی کے ہائے زمانے کدھر گئے
تمہارا دل اگر ہمسے پھرا ہے — تو بہتر ہے ہمارا بھی خدا ہے
تم اپنی بات کے راجا ہو پیارے — کہو ضد سے تمہیں ہووے سوائے!

تمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتخاب دیوان ملک الشعرا قاضی

محمد صادق خان اختر

سورۂ دل دیوان کا ہی باعث تنظیم تھا
مصحف رنگیں خیال طبع ابراہیم تھا

امتحاں گاہ وفا میں قتل گئے یا دل
جبکہ فرسا زیر تیغ اپنا سر تسلیم تھا

تھی کرم سے چشم بخشش قہر سے خوف عقاب
دل میں لپٹا [illegible] امید و بیم تھا

شعلۂ داغ جنوں سے شمع سے دانند آہ
عشق کے کشور میں گویا ہی صاحب اقلیم تھا

گل چمن میں سے کئے آنکھ تیرے تئیں اے صبا
[illegible] گل سے نگہ جو برجستہ تعظیم تھا

عشق کے مکتب میں اختر [illegible] صفا
صفحۂ آئینہ میں الحمد تعلیم تھا

نظر میں جلوہ گر ہاں رخ ہی کس خورشید تاباں کا
[illegible] داغ مہر ہو سینے مژگاں کا

زیارت کعبۂ مقصود کی حاصل ہے غیروں کو
ہمارا [illegible] طواف حرم خاص [illegible] کا

ہوئے مجنوں اس عرصہ گاہ میں ہم خنجر [illegible]
دل صد چاک شانہ بن گیا زلف پریشاں کا

پڑھایا اس قدر القاب اسکا نامے میں
کہ خامہ عمر بھر عاشق رہا تحریر عنواں کا

اگرچہ روز جاناں کا جلا ہی تیرہ ہے لیکن
ترقی پر ہے بخت سیہ شب ہائے ہجراں کا

برنگ گل ہے تر کیوں نہ دامن اشک خوں میں سے
کہ دست خار وحشی ہی آشنا اسکے گریباں کا

عجب پیچ و تاب اٹھتے مجھے اس زلف سے اختر
پریشاں اسکو کبھی دیکھا بھلا ہوتے پریشاں کا

شب جو اپنا نالۂ دل بسکہ سیر آہنگ تھا
زندگی کا عرصہ یاروں پر نہایت تنگ تھا

بزم عشرت کا لکھوں کیا حال اے [illegible] خلاف
چشم پر خوں جام لبریز مے گلرنگ تھا

دیکھ لی یہاں سے جو تو فصل گل فصل خزاں
یہ بھی اک [illegible] جہاں جلوہ نیرنگ تھا

ہی صلہ گنبد کی اس عالم میں نیکی اور بدی
بد اسی سے یہاں سنا ہوگا جو بد آہنگ تھا

زندگی میں تجھے کیا خاک ہم اسکو یہاں
عمر بھر آئینۂ دل پر ہوس کا زنگ تھا

مر گیا اختر تو اچھا ہوا تم خوش رہو
بزم میں [illegible] تمہاری ننگ تھا

خمیازہ کش نہو لب جاناں شراب کا
محتاج کب ہے آب بقا آفتاب کا

کوثر سے بھی نہ اسکے بجھی سوز العطش
مشتاق ہے گلو تیرے خنجر کی آب کا

کس طرح سے ہو نالہ دل آشنائے گوش
قانون خامشی سے ہے ساز اس رباب کا

ان خطوں کے حسن سے ہے خار خار عشق
مرہم ہے زخم دل پہ مرے مشکناب کا

رو تیرا درمیان ہے کروں کیا خموش ہوں
ورنہ میں ایک بند نہ رکھتا نقاب کا

ٹپکا زمیں پہ رشک سے سر آفتاب نے
ساغر لیا جو ہاتھ میں اسنے شراب کا

اختر وہ خال کاتب صنعت کے ہاتھ سے
نقطہ کتاب حسن پہ ہے انتخاب کا

کل چمن میں یار جو آکر خراماں ہو گیا
پر تو سایہ سرو گلستاں ہو گیا

وقت گلگشت چمن نور جمال یار سے
جوہر آئینہ موج چین داماں ہو گیا

کیا کہوں پھرتی میں اس سفاک کی ہنگام قتل
مقتل عشاق دم بھر میں گلستاں ہو گیا

لخت دل پیہم جو آتے ہیں چلے آنکھوں کے ساتھ
اشک کا ہر تار اک تسبیح مرجاں ہو گیا

لطف بیجا سے ترے سب دشمن جاں بچ گئے
ابر رحمت ہائے میرے حق میں طوفاں ہو گیا

تم رہے واں بزم میں غیروں سے گرم گفتگو
شربت جام اجل یہاں آب حیواں ہو گیا

ننگ مردی تھا ہمیں اختر پناہ مشت خاک
خاک ماں کو سیٹ کر میں میداں ہو گیا

دل مجکو ہائے بیکس و بیچارہ کر گیا
اپنی تلاش میں مجھے آوارہ کر گیا

جھمکی سی کچھ دکھا کے وہ خورشید رو میرا
پلکوں کو میری نور کا فوارہ کر گیا

قسمت تو دیکھیو کہ دم قتل عاشقاں
مجھکو شہید حسرت خونخوارہ کر گیا

برسوں میں آیا تھا جو وہ دم بھر کے واسطے
آنکھوں کو وقف حیرت نظارہ کر گیا

دل چاک چاک مثل کتاں ہو گیا میرا
آکر عجب سلوک وہ مہ پارہ کر گیا

بیچارہ مجھکو دیکھکے اختر وہ بیوفا
ارشاد صبر کرکے پھر چارہ کر گیا

رہیاں ہے دل کی طرف اسکی نگاہ ناز کا
شور ہے صید حرم تک جس شکار انداز کا

ہائے بند زینت دنیا دل روشن نہیں
رنگ گل مانع ہوا شبنم کی کب پرواز کا

نالہ لب گرمی دل مجھسے چھوٹیں کسطرح
ساتھ ہے روز ازل سے سوز کا اور ساز کا

محو گلبازی ہے صحن چمن میں دیکھ کر
طائر تصویر کو بھی ذوق ہے پرواز کا

کیا ہی مرد بے زباں ہے اختر حالی بیاں
میں تو جو ایسا ہو عاشق اسکی ہوں انداز کا

ہائے رے غافل نہ کبھی لاف خبرداری خواب
کہ بہم ضد ہیں میری جاں یہ بیداری و خواب

اک قدم کوچے سے اسکے نہیں چل سکتا ہوں
خضر رہ ہیں یہ مرے پائے طلبگاری خواب

مستی و ہوش کسی نے کہیں یکجا دیکھا
ہاں تیری آنکھوں میں ہم پاتے ہیں ہشیاری و خواب

تو نہ باور ہے سمجھو کہ محالات سے ہے
چشم عاشق سے رہے خون جگر جاری و خواب

نیند بیمار کو ہرگز نہیں آتی ہے مگر
ہمدم چشم ترے رکھتے ہیں بیماری و خواب

جائے غفلت نہیں عارف کے دل روشن میں
چشم آئینہ سے واسطہ ہے یہ بیداری و خواب

کہدے اختر کوئی اب شاہ زمن سے اتنا
نہیں لائق ہے تمہیں دعوی بیداری و خواب

پیار ہے جام بکف گل بکنار آج کی رات
روز نوروز ہے یا صبح بہار آج کی رات

اے سحر اپنے گریباں میں تو گردن کو چھپا
دست مشتاق ہے اور گردن یار آج کی رات

شمع اٹھ جا تو کہ روشن ہے رخ یار سے گھر
شیشہ تو بیٹھ ہے تجھسے سروکار آج کی رات

بادہ و جام ہے اور موسم باران شب ماہ
حیف کو کب نہیں سنتے جو ملار آج کی رات

تجھکو یہ عیش مبارک ہو کہ اختر یہاں تو
ہم ہیں اور یہ دل بےصبر و قرار آج کی رات

ہو جو منظور میری راحت جاں میرے بعد
آئیو قبر پہ لئے سرو رواں میرے بعد

زندگی تک ہی فراغ ہی اگر مجھسے تو خیر
پر مجھے بھولیو مت اے میری جان میرے بعد

ہے وصیت تجھے اختر کی یہی نور نظر
رکھیو محفوظ میرا نام و نشاں میرے بعد

فریاد سے ہے یوں دل نالاں متلذذ
جوں نغمہ سے ہو بلبل خوشخواں متلذذ

دل ہے ترے آب دم شمشیر سے سیراب
ہے تیر کے پیکاں سے مری جاں متلذذ

لذت جو ملی چاشنی عشق و جنوں کی
آپس میں ہیں کیا دست و گریباں متلذذ

مانند نے اس کوچہ میں شب تا بسحرگاہ
لب ہیں سے نالہ و افغاں متلذذ

ہے نظم سخن میں تیری اختر یہ حلاوت
سنکر جسے ہوتے ہیں سخنداں متلذذ

جگر آتش دل آتش دیدہ تر شعلہ آتش
ہو ہوں سوز الفت سے سراسر شعلہ آتش

لگا دیتی ہے دامان فلک کو آگ دم بھر میں
ہماری آہ کے لب پر ہوا ہے شعلۂ آتش

ہوئے ہیں جمع سو طوفان نوح انکھوں میں [illegible]
دھری ہیں داغ دل پر اور جگر پر شعلۂ آتش

طریق عشق میں بوالہوس کا کب قدم ٹھہرے
کہ ہے یہ وادی جانکاہ یکسر شعلۂ آتش

بھرا ہے سوز دل مکتوب میں مجھکو ہی ڈر ہے
نہ ہو جائے کہیں بال کبوتر شعلۂ آتش

طمع سے آبرو برباد یوں ہوتی ہے دنیا میں
جلا دیتا ہے جیسے آب گوہر شعلۂ آتش

لڑائی ہے مجھے کس تند خو کے ساتھ اب اختر
کہ ہر دم کھینچتا خنجر ہے دلبر شعلۂ آتش

ہوا ہے دیکھ کے اس کی بہار سبزۂ خط
حصار کوہ زمردنگار سبزۂ خط

بچیگا اب کوئی کس طرح ان کمندوں سے
کہ دام حسن مسلسل ہے تار سبزۂ خط

فقط نہ سبزۂ طرف چمن کا جی ہی لوٹ
گلوں کے دل میں بھی ہے خار خار سبزۂ خط

غبار جیسے ترے دل میں تھا صفائی میں
سبب صفائی کا اب ہے غبار سبزۂ خط

دو چند خوبی رخسار ہو گئی اختر
جمال یار ہوا جب سوار سبزۂ خط

آتش افشاں ہے جو آہ ناتواں مانند شمع
ہیں شعلوں سے بھرا ہر استخواں مانند شمع

کچھ لکھا تھا ہم نے وصف اس آتشیں رخسار کا
جل رہی ہیں خامہ و دست و بناں مانند شمع

گرم رو ہیں ہم کہاں کیا رہبر منزل سے کام
شب سے پہنچے ہے اپنا کارواں مانند شمع

بزم ارباب فنا میں ہو تری نام آوری
سوز دل سے گر مٹے تیرا نشاں مانند شمع

گر چلا اختر جبیں پر اور لطافت [illegible]
ہو گئی اس کی زباں آتش فشاں مانند شمع

سچ ہے مشک ختن نکہت گیسو سے ترے داغ
[illegible] خط جادو سے ترے داغ

دور رخ کا کل میں ترے ہے تاباں
طاؤس چمن سے گل خود رو سے ترے داغ

بکھرے ترے رخسار پہ جب کاکل مشکیں
یہاں زخم دل زار ہوا ابرو سے ترے داغ

جس طرح ہو خورشید سے آئینہ مکدر
ہو جلتے خورشید ہوا رو سے ترے داغ

بنتا ہی جو گھٹ گھٹ کر مہ نو بار ہمیشہ
دل اسکا ہے شاید خم ابرو سے ترے داغ

آئینہ اندیشہ نہ کیوں دل اختر
ہیں تیغ و خم حلقۂ گیسو سے ترے داغ

تہمت ہی بس لاکھ پہ پیراہن یوسف
ہے چاک جامۂ عصمت تن یوسف

پھر کس کو عزیزوں سے ہو امید محبت
اخوان و اقارب ہوئے جب دشمن یوسف

ہم پوچھتے ہیں تجھسے زلیخا کہ بھلا خیر
کو چاک کیا تو نے نہ پیراہن یوسف کو

ق

پر عشق یہ کیا ہی کہ ہو قصر تیری جا
اور خانہ زندان ہو بھلا مسکن یوسف

ہر دم جو نئی شان سے ہے جلوہ نما تیرا
سینہ نہیں اختر کا یہ ہے معدن یوسف

تن غم سے ہوا خشک پر آنکھیں ہیں تر اب تک
اس نخل سے ہی مجھکو امید ثمر اب تک

ہم منتظر وعدہ ہیں اس راحت جاں کے
صد حیف کہ آیا نہ وہ نور نظر اب تک

باقی نہ رہا پھول کہیں باد خزاں سے
دامن میں ہے اپنے گل خون جگر اب تک

مدت ہوئی دیکھا تھا [illegible] عارض جاناں
ہر قطرہ اشک اپنا ہے آئینہ گر اب تک

رفتار تیری دیکھی تھی مستانہ کل اسنے
بیتاب ہی گلشن میں نسیم سحر اب تک

وہاں مائل آئینہ ہے تو وعدہ فراموش
یہاں فرش رہ جلوہ ہیں چشمان تر اب تک

تار نظر و رشتہ جاں تک تو ہوئے صرف
ہرگز نہ کھلا عقدہ موئے کمر اب تک

کس چشم کی گردش کا تھا مارا ہوا اختر
خاک اسکی بگولے سے جو ہے ہمسفر اب تک

نہ فقط دیدہ پر نم ہے میرا اختر اشک
جوش سے اسکے زمیں ہی صدف گوہر اشک

زہرہ سنگ ہوا آب میرے رونے سے
رحم تجھکو نہیں اس پر نہیں چشم تر اشک

جوش خوں آنکھوں سے دم بھر بھی نہیں تھمتا ہے
نیشتر فصاد سے ہے نشتر اشک

ڈر ہے آنکھیں نہ ڈبا دیویں کہیں سینے میں
بیٹھکر اشک سے چلتے ہیں لیے میرا اشک

اس کا ہر قطرہ ہی گویا تیری تصویر یار
رشک ہی مانی و بہزاد کا صورتگر اشک

ہر بن مو میں ہے فوارہ خوں ہی اختر
نہ فقط دیدہ پر نم ہے میرا مخزن اشک

ہے پسینے سے اے شوخ تیرا شفقی رنگ
ترے سے ہی زور بہار شفقی رنگ

نرگس ہو کس طرح سے رنگ گل پیدا
آنکھوں نکا تیری دیکھ کے تھا شفقی رنگ

سرخی رخ آئینہ کی ہو جھلک سے
دیکھا کوئی رخ اسنے نہ اور شفقی رنگ

ہے سوز دل کو وہیں ہی لب جو تیری
سنگ سے نکلے ہم شفقی رنگ

خط سے نہ رہا حسن بجز زردی رخسار
باقی ہے چہ اب گرد سوا شفقی رنگ

ہے آج لباس شفقی زیب قد یار
خاک شہدا کی تو جلد خبر لے اختر

جس دن سے ہوا یار کے جانب سفر دل
عیش و طرب تار ہوے ہم سفر دل
کھینچے لئے جاتا ہے مجھے ساتھ جو اپنے
اے دیدۂ تر پالیو دامن میں اسے تو
دشوار ہے وہاں پیک صبا کی بھی رسائی
آنکھوں کو ملی مفت میں وہاں لذت دیدار
ہے تجھسے یہ وابستۂ الفت کہ بتحقیق
پروانے کو کیوں دیکھ سکے یہ شمع سے جلتا
ہے یہ جو گذرگاہ خیال رخ جاناں
مژگاں ہیں ادھر معرکہ گیری میں صف آرا
ناصح میں اسے منع کروں عشق سے کیونکر
کوچے میں ہر بزادو نکیے جاتا تو ہی اختر

شوق گلشن تیرے عاشق جو سدا رکھتے ہیں
کشور عشق میں بیکار ہی اعجاز مسیح
تو نے کیا کہیئے تیری تیر نگہ کا ظالم
جان دی ہمنے ہوئی تب غم ہجراں سے نجات
جان دی بیٹھیں تو دیکھے نہ کبھی آنکھ اٹھا
کوئی پتھر جو گلی کا تیری ہاتھ آتا ہے
ہمنشیں کیا کہوں تجھسے بتاں ہوش
ق
کمر کے کاہیدہ غم ہجر سے مانند ہلال
عزم جانباز ہے خضر رہ مقصد اختر

ہے کیجے دل پرخوں کو نثار شفقی رنگ
اس کوچے سے اٹھتا ہے غبار شفقی رنگ

پائی نہ کہیں ہمنے کبھی سے خبر دل
اک جان حزیں تن میں رہی نوحہ گر دل
شاید کشش یار ہے اب راہبر دل
ہر قطرہ ان اشکو نکا ہے لخت جگر دل
پرواز تمنا ہو مگر نامہ بر دل
نازل ہوئی کیا کیا نہ بلا یہاں بسر دل
جان و جگر دل ہے تو اور ہیں دگر دل
اللہ نے پیدا نکئے بال و پر دل
وا آہ پھر اس لیے رہتا ہے در دل
تنہا یہ مقابل ہیں سپر بل لے جگر دل
ہے عشق سوا اور بھلا کیا ہنر دل
اس راہ میں ہم سنتے ہیں اکثر خطر دل

سینہ داغوں سے چمن زار بنا رکھتے ہیں
لوگ یہاں مرگ سے امید شفا رکھتے ہیں
دیکھ لے سینہ غربال نما رکھتے ہیں
عقدا اسلئے کچھ چیز لگا رکھتے ہیں
ایسے بیدرد سے ہم چشم وفا رکھتے ہیں
گل کی صورت لئے ہم سر پہ اٹھا رکھتے ہیں
ستم و جور کا انداز بنا رکھتے ہیں
اپنے عاشق کو یہ انگشت نما رکھتے ہیں
تیغ سے ہم طلب آب بقا رکھتے ہیں

دیا بوسہ دہن کا اسنے ہمت اسکو کہتے ہیں — یہ تنگی اور بخشش سخاوت اسکو کہتے ہیں

چلا آہوں سے باغ دل ہوا سرسبز اشکوں سے — وہ ہنسی کہ برق خاطف بر رحمت اسکو کہتے ہیں

خرام یار سے آسودگان خاک اٹھ بیٹھے — یہ چلنا کیا ہی آشوب قیامت اسکو کہتے ہیں

اور جاناں پہ بیٹھے چھوڑ کر شیخ و برہمن کو — بکیش عشقبازی ترک ملت اسکو کہتے ہیں

وطن سے منزل گو ہر کہو لیں ہمنے انکو ہیں باہر — گنوائی عمریوں ہی سیر غربت اسکو کہتے ہیں

خفا سے خون سے باندہا ہے پا [illegible] — دم شمشیر مرجانا بسرعت اسکو کہتے ہیں

دل کہاں پہلو میں تہا جو گلشن ... ر عاشقاں — اب غم نے کی موسی سے ہے ... عاشقاں

نقد دل پکر متاع درد و غم لینے میں ملول — کشور خوباں میں ہے یہ کاروبار عاشقاں

گور پر انکے کوئی کرتا ہے کب روشن چراغ — ہے دل سوزاں فقط شمع مزار عاشقاں

بحر کو نسبت نہیں کچھ دیدہ عشاق سے — روکش دریا ہی چشم اشکبار عاشقاں

شمع ساں کٹوا کے سر تب اسکو جانیں سرفراز — دیکھی ہمنے طرفہ یہ رسم دیار عاشقاں

داغ کی کثرت سے دل دہر کی جا مطلق نہیں — ہے سراپائے بدن کیا لالہ زار عاشقاں

قتل عاشق سے ہی تیغ یار منہ موڑے ہوئے — کون گردن سے اتارے آہ بار عاشقاں

بعد مردن بھی رہی چتون بھری اس شوخ کی — کیا کہوں میں گردش لیل و نہار عاشقاں

خاک ہو کر بھی در دلدار نہ اختر چھوڑ تو — پہنچے [illegible] بر دوشاں وا اعتبار عاشقاں

تشنہ لب ہے قدر دان آب کچھ حاصل نہیں — پھر بھی شمشیر کا مجروح ہی قاتل نہیں

خون ناحق کا دکھایا تیرے خنجر میں [illegible] — پر کریں کیا تیرا فریاد کی کوئی [illegible] نہیں

ڈر ہے بیگانے نہ ہو [illegible] — [illegible] سے بیٹھنا کچھ عشق میں مشکل نہیں

تاب کیا فریاد کی اس کو جفا سے یار سے — مستعد ہو [illegible] سینے میں گویا دل نہیں

سیر گل اختر کو کب بہاتا ہے [illegible] — بن نہ تیر سے جنت ہی [illegible] قاتل [illegible]

آہ آتش دم جو شمع [illegible] — اشک کا ہر قطرہ دیوانہ زنجیر ہو

وصف دیوانوں کے [illegible] — حاصل خواب عدم افسانہ زنجیر ہو

آہ جب میں [illegible] سے کھینچوں بید مجنوں کی طرح — زلف لیلی کیوں نہ پھر دیوانہ زنجیر ہو

آدمی کا ذکر کیا ہو شیر کا زہرہ بھی آب
کھینچ سکتا ہے اسے پھر کون مجنوں کے سوا
نالہ پر درد دل جب تک نہ ہو اسکا شریک
قطرہ اشک ایسا ہی اختر ابر تر کا [illegible]

سوختہ ہو جو سنے جسکے بیان سوختہ
آتش گل سے تو بلبل جل گئی گلشن میں آہ
چشم مست یار کر مجھکو نگہ گر منظور ہو
فرق دنیا دار سے کیا اور کرتا ہے سلوک
عمر جو گذری سو گذری فکر باقی کیجئے
ساتھ لایا ہے عدم سے اختر اپنی زاد راہ

اے مشوق [illegible] خود نمائی کیجئے
بیان اہل عشاق کی فرش پا انداز میں
تا سر پا آراستہ اقلیم جنوں ہو جاؤں میں
[illegible] لباس [illegible]
آستان حق جبیں واسطے موجود ہے
کیوں نہ سو جہاں [illegible]
خاک اکسیر ہے تیری کیوں نہ اختر [illegible]

دریغ جو بہار و گل و ریحان خزاں [illegible]
آمد شد عالم کو جو دیکھا [illegible]
[illegible] سے مرے لئے رشک گلستان
ہے بزم میں [illegible]
قائم و سحر عاشق کہاں [illegible] جانا ہے
سرمایہ ہے [illegible] کو نہیں [illegible] نہ ہو

گوش زد جب نعرہ مردانہ زنجیر ہو
جیب سے وحشت کے پیرہن نہ زنجیر ہو
شور سے [illegible] کب کا شانہ زنجیر ہو
[illegible] کشت [illegible] دانہ زنجیر ہو

شمع ساں [illegible] زبان سوختہ
رہ گیا اس سے نشان آشیان سوختہ
ہے دل بریاں بساط غم جان سوختہ
[illegible] کے سوا [illegible] سوختہ
ہے یہ آتش یادگار کاروان سوختہ
[illegible] لالہ [illegible]

اس طرح سے دل کو صرف آشنائی کیجئے
جلوہ فرما ہو کے جانا یہ دلربائی کیجئے
[illegible] بلبل کا گل سے جدائی کیجئے
[illegible]
کیوں در خواب خیال [illegible] ساقی کیجئے
[illegible] خدائی کیجئے
[illegible]

[illegible] آنکھوں سے نرگس [illegible]
اک شیشہ ساعت ہے کہ ریگ [illegible]
[illegible] شعلہ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ہوں نالہ کش آن سرمئی آنکھوں کا جو اختر | دود نفس سوختہ سینے میں غبار ہے

دل تخیل میں جو محو چمن آرائی ہے
یہہ کسی عارض گلرنگ کا شیدائی ہے

طعنہ زن ہیں جو دو رنگی پہ مری دیکھو اونکی
اپنی نزدیک تو یہہ جلوۂ رعنائی ہے

صحبت ساغر و مینا ہی غنیمت کہ مدام
در پے تفرقہ یہہ گنبد مینائی ہے

تر دماغی سے جو سرشار ہیں گلہائے چمن
مہک اون زلفوں کی شاید کہ صبا لائی ہے

کیا تاسف سے تڑپتے ہیں اسیران قفس
کچھہ جو اوڑتی سی سنی ہو کہ بہار آئی ہے

جسطرح قطرۂ اشک آن کے مژگاں سے ملے
آبلے پاؤں کے یوں خار مغیلاں سے ملے

پھرتے ہیں آوارہ پھرت نکہت سنبل کی طرح
دل عشاق جو اوس زلف پریشاں سے ملے

نکل گئے اوس سے نہ جب رہی ہستی کی نمود
ذرہ سانے نظر خلق میں ہم جان سے ملے

خون دل جب نہ رہا بہنے کو ساغر اشکوں کے
پارہ ہائے جگر اب ان کی مژگاں سے ملے

پور ملا تیر کے پیکاں سے ترے دل اپنا
پیہم یاران وطن کے جسطرح ہو مہماں سے ملے

زندگی میں نہ کبھی دامن یار آیا ہاتھ
ہو گئے خاک تب اوس گوشۂ داماں سے ملے

ہم عزیزان سفر کردہ کی اختر جو تلاش
نکلے ہم نقش قدم بنکے بیاباں سے ملے

زبس کی چشم نم نے خوں فشانی
ہوئی مژگاں ہمسال ارغوانی

گریباں چاک ہے ہر غنچۂ گل
کسی جیب سے ہے غنچہ دہانی

لبوں تک آہ کا آنا ہے دشوار
یہہ نوبت دل پہ ہے اپنی ناتوانی

کواکب ہیں بہ گردش فلک ہیں
کہ نالے ہیں مرے عرش آشیانی

لکھوں حال دل شیدا تو مکتوب
شکست رنگ سے ہو زعفرانی

نہیں ہرگز ہمیں مطلوب اے خضر
مبارک تجھکو ہو یہہ زندگانی

کہ آب خنجر قاتل سے ہر دم
ہمیں حاصل ہے عمر جاودانی

(قطعہ)

چلا ہے آج گلگشت چمن کو
وہ سیما نو بہار دلستانی

سمجھیو گل کو رنگ اوس کے تو مت
بہار رفتہ اے نسیم بوستانی

کیا ہے امتحاں ہم نے جہاں میں
کرینگے بے قدر یہہ زندگانی

موئے جسم تو پھر کہتے ہیں سب لوگ
چبھی رگ رگ میں ہیں جو نوک مژگاں
کھلیں آنکھیں بوقت صبح پیری
میرا ہے محشر زیادہ ہر شعر
مسخر کیجئے عالم کو اختر

ندانستیم ما قید رفلانی ؛
سراپا ہوں میں تحمل ارغوانی ؛
تو دیکھا خواب غفلت کتنی جوانی
بجا ہے گر مجھے کہیے فغانی
باسم اعظم سے شیریں بیانی

الفت اوسکی ہر جگہ میری پئے تعمیر ہے
ایک صورت کی ہیں سب جلوہ ہائے مختلف
جو مقدر ہے وہی ہوتا ہے ظاہر سبھی سے
ہے دل مجنوں بقیس وابستہ پائے ناقہ سے
چشم تر دامن سے حسن پاک رہتا ہے بری
ہاتھ سے دل لے گئی جی سے قرار آنکھوں سے خواب
زلف لیلیٰ کے جو گذرا دھیان میں مجنوں ادا
پھول جھڑتے ہیں تری ہر بات میں اے گلعذار
اچپلاہٹ کی ورق پر سے جو صورت بیقرار
چاہتے ہیں چائیں نبگالے کو ہم دامن فشاں
جیوں طلا ہر شب ہے روشن اس سے گنبد جہاں

جاؤں صحرا کو تو وہاں بھی خانہ زنجیر ہے
رنگ بیرنگی سے دنیا خانہ تصویر ہے
صورت تدبیر بہانہ ورنہ وہ تقدیر ہے
ورنہ کب بانگ جرس میں اس قدر تاثیر ہے
صحبت شبنم کا کب مائل گل تصویر ہے
چشم جادو بھی تری کیا صاحب تسخیر ہے
جس طرف صحرا میں سنیئے شیون زنجیر ہے
کیا دہن ہے کیا زباں ہے اور کیا تقریر ہے
سچ بتا نقاش یہ کس شوخ کی تصویر ہے
پر کریں کیا لکھنؤ کی خاک دامنگیر ہے
دود آہ دل ترا اختر مگر اکسیر ہے

دھیان عارض کا تری آئینہ دار ہوش ہے
فصل گل آئی ہے ساقی بانگ نوشا نوش ہے
خط خوباں غیرت فصل بہاری کیوں نہ ہو
زخم مژگاں سے تری ہر دل جوشاں ہیں
سینہ رگ جاں تک جو اپنی موج زن خون جنوں
دیکھ کر تیرا اچنبا لے نظیرا اے رشک مہر
با نفس اوس لعل لب کے جو کہا ہم نے کلام

آرزوئے وصل میں ہر چاک دل آغوش ہے
مثل مینا حرف کی بر ہر لب خاموش ہے
اس چمن کا سبزہ جوں طاؤس گل بردوش ہے
نیش کو موقع سے کیجے صرف تو وہ نوش ہے
یہ ابا نشتر مژگان کا کس کے جوش ہے
ماہ نو بھی شوق میں کھولے ہوئے آغوش ہے
نشہ اہل سخن کو وہ مے سر جوش ہے

گرچہ اخترؔ اپنے سب شاگرد ہیں صاحب سخن
پر جسے تمنا کہیے سب ہیں وہ ہمدوش ہے

عجب ڈھب کی یہ تعمیر خراب آباد ہستی ہے
کہ پستی یہاں بلندی ہے بلندی یہاں کی پستی ہے

تردد کیوں نہیں اے ساکنان ملک ہستی ہے
عدم کی راہ سیدھی ہے بلندی ہے نہ پستی ہے

وصال اسکا عوض مرنے کے گر ٹھہرے غنیمت ہے
متاع وصل جاناں جان دینے پر بھی سستی ہے

یقیں ہے حشر کے دن خواب غفلت سے وہ چونکیں گے
کہ مرد افگن بخودی سے یہاں جن جن کی مستی ہے

حصول جاہ کی تدبیر جو ہم لوگ کرتے ہیں
ہماری سعی باطل ہے کہ تقدیر [illegible] ہے

یہاں کے باغ میں ہم گل بہار انگور ہیں
ہمارے عہد میں سیر تو ویرانی بر ستی ہے

سمجھ ہر ایک کو ہشیار ہم آئی تھی یہاں اخترؔ
مجسم نور جو دیکھا تو متوالوں کی بستی کو

بہار آئی ہے سینے میں چمن پھر اسکے ڈوروں سے
نہ ہو زنجیر کرنا یار کی گردن کے ڈوروں سے

بھلا ہو دل اڑا لیجیے اوس کاکل کے کوڈوں سے
شب تاریک ہے یا رب بچانا اسکو چوروں سے

کہاں تک روئیں آنکھیں دل سے ہم اشک آتے ہیں
اڑا لیجائے کیونکر بحر بے پایاں سکوروں سے

ہوا ہے رخ پر اوسکے بکھرے بالوں کا یہ عالم ہے
حبش کی فوج گویا معرکہ آرا ہے گوروں سے

تمنا ہے دل اوس مہ لقا کی دور کر اخترؔ
نہیں ممکن ہو جیسے چاند کو الفت چکوروں سے

اپنے دل پر رنگ لالہ داغ دوستی
خوب پھل پایا لگا کر ہم نے باغ دوستی

دوستوں کو خاک سوجھے اس جہاں میں [illegible]
صرصر کلفت سے یہاں گل ہے چراغ دوستی

کارروان مہر الفت جا بسا ملک عدم
لیجیے دنیا میں اب کس سے سراغ دوستی

دوستی کا حال کیا پوچھے ہے اے ناکردہ کار
دیکھ میرا سینہ مالا مال داغ دوستی

بسکہ ہے جو و انداز دو یاران زماں
دل نہیں اپنا یہ ہے طاؤس باغ دوستی

دور اب وہ ہے کہ اخترؔ چاہیے جس بزم میں
ہے شراب دشمنی سے پر ایاغ دوستی

جگر ہے مائل سوز آنکھ ہی سے دیکھی پرورش ہے
الٰہی کیا کروں دل یہ سخت ساز آب و آتش ہے

مخطط رخ ہوا پھر بھی اوسکی وضع دلکش ہے
سراپا ہے وہ آتش اور خط اوسکا دود آتش ہے

خبر کرنا ہے لازم ساکنان عرش اعظم کو
دل بیتاب کے سوز دروں کا شعلہ سرکش ہے

وہ آتش رنگ ہے تیرے لب لعل نگاریں کا
کہ جسکے رشک سے آتش یہاں نعل در آتش ہے

ہم آغوشی میسر کسکو ہوا سے سیمبر تیری
چمن میں ساتھ غیروں کے وہ ہے مصروف گلبازی

مقابل حسن کے ہوا اوسکے زہرہ ذل کیا اختر

چمن گلگوں ہے یکسر دشت صحرا ارغوانی ہے
نہیں شکوہ مجھے گر اوسکو مجھسے سرگرانی ہے
رخ اوسکا ہے چمن خط نوبہار زندگانی ہے
نہ یہاں آنا دوبارا ہے نہ پھر یہ زندگانی ہے
قریب مرگ ہوں میں حسرت دیدار ہے اوسکا
دل مرحوم کب تک لب پہ آ فرقت میں رہا اوسکا
اودھر قاصد گیا ہے اور اودھر جاتا ہے جی اپنا
ابھی لب پر دم ہے پر آنکھیں لگی ہیں در کی جانب کو
نہ پوچھو ہجر کی شب کا میری راتوں کے احوال ہم
نہ لب آہ و فغاں سے بھر گھڑی ہے تنگ آیا میرا
کہا جو درد دل میں نے تو جھنجھلا کر لگے کہنے
بتصور بندہ گیا ہے کس کا نظروں میں تیری آ

یاد اوس بت کافر کی جو بتخانۂ دل ہے
گو زر نہ ہو پیمانۂ ہمت کی ہے دولت
ہے دل میں تیری یاد تو ڈر کیا ہے غم ہجراں
اے داغ جگر دیکھیو دل کو ہی کہاں لٹے
رہتا ہے تصور تیرا [illegible] جو آ کے بس
ہیں زائر دل کعبے کو جاتے ہیں ہم آختہ

[illegible]

دے اس فیض پر ناز ان تیرا ملبوس زرکش ہے
کہ اوسکی تپش کہا جائے دل اوس پہ مشوش ہے
لڑی ہے چاند سے ہر شب پہ اوسکی خو کی سرکشی ہے

یہ میری چشم پر نم کی بہار خوں فشانی ہے
شرر حسن ہے جوش بہار نوجوانی ہے
دہن سرچشمۂ آب حیات جاودانی ہے
جو کرنا ہو کرے منتظم عہد جوانی ہے
پھرا دیں سینہ پر ہم کے اشک زبان لن ترانی ہے
ہم درد و الم اوس سرتے دل کی نشانی ہے
جواب نامہ تک کسکو امید زندگانی ہے
دلا کسکے قدم پر آرزو ہے جانفشانی ہے
دل مضطر ہی میں ہوں اوس گلی کی پاسبانی ہے
میں وہ بیمار ہوں جس کے اجل کو سرگرانی ہے
کہاں کی سامنے لایا ہے پر قصہ خوانی ہے
ہو جائے اشک آب آنکھوں سے ہر دم خونفشانی

بیت الشرف کعبہ صنم خانۂ دل ہے
گنجینۂ ارباب کرم خانۂ دل ہے
تنہا یہاں بچھڑا ہے عدم خانۂ دل ہے
پر فاصلہ چند قدم خانۂ دل ہے
محسود گلستان ارم خانۂ دل ہے
بیشک بصد رشک حرم خانۂ دل ہے

[illegible]

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتخاب دیوان انشا

اے عشق مجھے شاہد اصلی کو دکھا لا
قم خند بیدی وفقک اللہ تعالی

ہر چند کہ عاصی ہوں پر امت میں ہوں اسکی
جسکا ہی قدم عرش معلے سے بھی بالا

مولائے جہاں رہبر عشاق محمد
سب عقدۂ مشکل کا مرے کھولنے والا

امید مجھے ساقی کوثر سے ہے جسکے ق
ہے جام تو لا سے مرا نشہ دوبالا

قنبر کو کرے حکم کہ جلدی سے خبر لے
انشا ہی غلاما ہوں تیرا مرے اسکو چھڑا لا

رہا ہی ہوش کچھ باقی اسے بھی لے تیری جا
یہی آہنگ اے مطرب اسی ڈھب کا وہ چھیڑے جا

سوال بوسہ سن کہنے لگا وہ شوخ غصہ ہو
بہت اچھا سمجھ لونگا بھلا تو مجھکو چھیڑے جا

وفور مے سے حالت غش کی ہی انشا کو ہی ساقی
شراب پرتگالی کی دے منہ پر تریڑے جا

دیکھنا جب مجھے کرشان یہ گالی دینا
کس سے تم سیکھے ہو ہر آن یہ گالی دینا

اختلاط آپسے اور مجھسے کہاں کا ایسا
واہ جی جان نہ پہچان یہ گالی دینا

ابتو نادان ہو سنا چاہو سو یار کہہ لو ق
پر نہیں دیویگا نقصان یہ گالی دینا

آخرش ہو گئے جوان پھر تو کسے بھاویگا
چند روز اور ہے مہمان یہ گالی دینا

تہمت بوسۂ عشق دیتے ہو منظور جو ہو
کرکے بیٹھا دہ بہتان یہ گالی دینا

لیجئے دیجئے ہے عین سعادت اپنی
عاشقوں پر تو ہو احسان یہ گالی دینا

تیرے غصے سے جو انشا ہو خفا ناحق ہی
ہاں تجھے چاہئے نادان یہ گالی دینا

خیال کیجئے گا آج کام میں نے کیا
جب ان نے دی مجھے گالی سلام میں نے کیا

جنون جو آپ کی دولت ہوا [illegible]
[illegible] نام کو چھوڑا یہ نام میں نے کیا

کہا یہ صبر نے دل سے کہ [illegible]
[illegible] اپنا تمام میں نے کیا

[illegible]
[illegible] میں نے کیا

[illegible]
[illegible] انشا [illegible] میں نے کیا

مجھے کیوں نہ تیرے ساقی نظر آفتاب اُلٹا   کہ پڑا ہی آج خم میں قدح شراب اُلٹا
عجب اُلٹے ملک کے ہیں اجی آپ بھی کہ تم سے   کبھی بات کی جو سیدھی تو ملا جواب اُلٹا
ابھی جھڑ لگا دے بارش کوئی مست ہیکے نعرہ   جو زمیں پہ پھینک مارے قدح شراب اُلٹا
یہ عجیب ماجرا ہی کہ بروز عید قربان   وہی ذبح بھی کرے ہی وہی لے ثواب اُلٹا
غزل اور قافیوں میں نہ کہی سو کیونکہ انشا   کہ ہوا لئے خود بخود آ ورق کتاب اُلٹا

مجھے پھیرنے کو ساقی نے دیا جو جام اُلٹا   تو کیا بہک کے میں نے اسے اک سلام اُلٹا
سحر ایک ماش پھینکا مجھے جو دکھا کر اُن نے   تو اشارا میں نے تاڑا کہ ہے لفظ شام اُلٹا
در میکدہ سے آئی مہک ایسے ہی مزے کی   کہ پچھاڑ کھا گرا واں دل تشنہ کام اُلٹا
نہیں ہیٹے اب جو بوسہ تو سلام کیوں لیا تھا   مجھے آپ پھیر دیجئے وہ مرا سلام اُلٹا
فقط اس لفافے پر ہے کہ خط آشنا کو پہونچے   تو لکھا ہے اُس نے انشا پہ مرا ہی نام اُلٹا

دیوار پھاندنے میں دیکھو گے کام میرا   جب دھم سے آ کہونگا صاحب سلام میرا

جو ہاتھ اپنے سبزی کا گھوڑا لگا   تو سلفے کا اور اسکو کوڑا لگا
یہ دکھتی تھا ہوں سے دیکھا مجھے   کہ دکھنے مرے دل کا پھوڑا لگا
لگی کہنے انشا کو شب وہ پری   مجھے بھوت ہو یہ نگوڑا لگا

دل ستم زدہ بیتابیوں نے لوٹ لیا   ہمارے قبلہ کو وہابیوں نے لوٹ لیا
کہانی ایک سنائی جو ہیر رانجھا کی   تو اہل درد کو پنجابیوں نے لوٹ لیا
یہ موج لالہ خود رو نسیم سے بولی   کہ کوہ و دشت کو سیرابیوں نے لوٹ لیا
صبا قبیلہ لیلیٰ میں آ کے کہہ یہ خبر   کہ ناقہ کو ترے اعرابیوں نے لوٹ لیا
کسی طرح سے نہیں نیند آتی انشا کو   اُسے خیال میں بیخوابیوں نے لوٹ لیا

ابتو اگلی سی طرح کا نہیں گہرا پردا   رہ گیا آپ میں اور ہم میں گہرا پردا
ہے یہ دالان پری حکم جو ہو تو اُس میں   ایک رو پھیر لگے اور ایک سنہرا پردا
اُس پری زاد کے جی صدقے گیا ہوں جسنے   میری ڈولی میں لگا دیکھو ہرا پردا
ہے زنانہ یہ ہمارا انشا صاحب کا   آپ رکھ لیجئے یا حضرت زہرا پردا

ترا اُتنے کا یہ پہنا اُس پری نے تاش کا جوڑا
کہ اُڑ لاگا فلک پے طائر شاباش کا جوڑا

ملائی آپ نے چتون تو ہم بھی دل کی کہہ بیٹھے
ابھی تھا پاس اپنے اس نگاہِ فاش کا جوڑا

کسی جوگی نے یہ جو منتر سکھایا ہے تجھے انشا
لیے پھرتا ہوں میں جھولی میں بنی ماش کا جوڑا

جگر کی آگ سے بجھے جس سے جلا وہ شے لایا
لگا کے برف میں ساقی صراحی مے لا

نکل کے وادیٔ وحشت سے دیکھ لے مجنون
کہ زور دھوم سے آتا ہے ناقۂ لیلا

گرا جو ہاتھ سے فرہاد کے کہیں تیشہ
درونِ کوہ سے نکلی صدائے واویلا

قدم کو ہاتھ لگاتا ہوں اُٹھ کہیں گھر چل
خدا کے واسطے اتنے تو پاؤں مت پھیلا

نزاکت اس گلِ رعنا کی دیکھیو انشا
نسیم صبح جو چھو جائے رنگ ہو میلا

لگے ہے سینے سے سینے پہ پھر کیا اضطراب
مرے سینے پہ ہی کیا اپنے دل کا اضطراب

اسکی چاہت میں جوانی اپنی جو تھی چل بسی
ہے بپا اب تک جیکو اُسکے کا تپیا اضطراب

کر کے کچھ تقصیر اُن کی بڑھ چلا جو میں تو وہ
بولے ٹک دیکھو تو اس نامنفعل کا اضطراب

نکہت گل سی پری کو کوسنے کو بن لے پھری
تھا الو کھا یہ ہوا کیا معتدل کا اضطراب

یاد ہیں انشا وہ شرمائی ہوئی آنکھیں تجھی
اور تنہائی میں اس ہیجان گسل کا اضطراب

کرتے کیا ہمنے جو آہنگ خرابات
کیا جانئے خوش آیا ہمیں کیا رنگ خرابات

آتشکدہ ہے ہر شرر سنگ خرابات
چھلکے ہے غرض اور ہی کچھ رنگ خرابات

سب لوٹ گئے جام و سبو ساغر و مینا
تھا گرم یہ شب معرکۂ جنگ خرابات

ملتا ہے پیر مغاں اپنے گلے کا شوق سے ذرات
مستانہ چڑھا کر قدح بنگ خرابات

کیا راہ حرم میں شیخ نے آہ کروں کیا
مطرودِ صنم خانہ ہوں ہیں ننگ خرابات

یہ سلطنت عشق مبارک تجھے انشا
ہو زیب دہ شاہی اور رنگ خرابات

کچھ اشارا جو کیا ہمنے ملاقات کے وقت
ٹال کر کہنے لگے دن ہے ابھی رات کے وقت

نقش سے کر لیتے ہیں آنکھوں میں ابھی باتیں ہم
ہم بھی آ پہونچے ہیں کیا عین اشارات کے وقت

سوہم عیش ہے یہ عہد جوانی انشا
دور ہیں تیرے ابھی زہد و عبادات کے وقت

کو صولت اسکندر و کو حشمت دارا ہے جہاں عبرت
ہیرہ فاعتبروا یا اولی الابصار کا آیا تنا و حوتی چیست

ستاہ جو بیت قوس قزح رنگ چڑھایا - در عالم وحشت
تب خضر پکارا کہ ہٹا دم تیرا - اب دیکھ جلاوت
ہیں غائب نشیں ہونگا گروہ فقرا سے کیا سمجھے ہو مجھکو
رومال چیڑی لیکے چوک کہنچوں وہ اسا دکھلاؤ کرامت
خوش بیٹھے ہیں چار ابرو کی تیلا کی صفائی مانند قلندر
سے ہکو غم وزو نہ اندیشہ کا الہے خوب فراغت
آزادوں کے لہجے میں غزل تو نے سنائی از بہر تفنن
اب اپنی تو بولی کے کچھ اشعار کہ انشا ہو حسین ظرافت
ہو نام خدا او جیرے پہ کچھ زور تماشا - یہ آپکی رنگت
گات ایسی غضب قہر ہے پہنا اور جھگڑا - اللہ کی قدرت
ہیں سے لینے جو کہا ہو مجھ تیرا عاشق شیدا - لے کان حسنت
فرمانے لگے ہنسکے سنو اور تماشا - یہ شکل یہ صورت
آئے جو مرے گھر میں وہ شب راہ کرم سے یہ ہو دھما کہ کمی
منہ پھیر کے کہنے لگے تعجب سے کہ یہ کیا - اے تیری یہ لطافت
دیوار چمن پھاند کے پہونچے جو ہم انکے اک تاک کو جب
یہ بیان ہو یہ فرمانے لگے کوٹ اٹھا - اے دوا نصیحت
اب اور ردیف اور قوافی میں غزل پڑھ لیکن ابھی تو سب سے
کیا شاعروں کے آگے ہوا اس بزم میں انشا نظر شوکت
سینے جو بلائیں لگے ہم آپکی چٹ چٹ تو بول اٹھے جھٹ
چل جا اپنے واوز بربرو ہے پرے ہٹ - ہے سب یہ بناوٹ
ہے صدق انوار الٰہی دل عاشق سو جو تو عشق نیز و
اس چھوٹی سی جاگہ میں یہ وسعت یہ سجاوٹ اللہ رے جگمگاہٹ
یک وپ بدلا اور یہ چمکے سے جو ہونٹا بیٹھے تو یہاں
سن کہنے لگے میرے دلی پاؤں کی آہٹ ہے ایسا تو نٹ کھٹ
رک نور بصر ہو اک پردہ میں پنہاں - یوں جیسے کتیا
سوا انکے قطروں چڑ کیلے ہے جھرمٹ اور آنکھیں میں جگمگاہٹ
پہنتا ہو سماں آنکھوں بیا تنگ ہی انشا ظالم ارے کیونکر
باہم وہ لپٹ سوئے میاں پالی رکاوٹ وہ پیار کی کروٹ
وہ سیج پڑی ہو لونگی مخمل کے وہ تکیے - کمخواب کی پوشش
پڑے وہ تماشی کے وہ سونیکا جھرمٹ اور آپکی سجاوٹ

امرد ہوئے ہیں پھر سے خریدار چار پانچ
دیے لیے اور حق سے اغیار چار پانچ
اوجانے والے شخص کہا کہ ٹک دیکھ لے
یاں بھی تڑپھ رہے ہیں گنہگار چار پانچ
صیاد سے خبر کہ دیا چاہتے ہیں جان
کنج قفس میں تازہ گرفتار چار پانچ
میر و قتیل و مصحفی و جرات و مکیں
(ق) ہیں شاعروں میں یہ جو طرحدار چار پانچ
سو خوب جانتے ہیں کہ ہر ایک نکمیں
انشا کی ہر غزل میں ہیں اشعار چار پانچ

ہے شب وصل کہنگی کا شور تہ دہانہ صبح
کم نہیں شور قیامت سے کچھ آوازۂ صبح
جام دولت کی خورشید بھرے ہے ساقی
دیکھ برہم زن مستی ہے یہ خمیازۂ صبح
انشا انشا کبھی اس رنگ سے ملا تو بھی ملا
جیسے گل چاک ہے گلشن میں باندازۂ صبح

نہ لگی مجھکو جب اُس شوخ طرحدار کی گیند
اُسنے قدم کو سنبھالا وہیں تیار کی گیند

لیجیئے اُسکے بدل آپ جو یہاں لئے ہیں
ق گم ہوئی تجھسے جو کل رات کو سرکار کی گیند

گرد مقیش طلائی کی کرن ٹکوا کر
میں یہ لایا ہوں بنا اطلس گلنار کی گیند

گوکھرو لہر نبٹ ڈانک ستارونکے سمیت
اور اک پہونچیگی زربفت نمودار کی گیند

شال رومال کی تو چوٹ بھی کچھ نہ لگی
اب بنا چھینٹکے کمخواب کی شلوار کی گیند

لگے فرمانے وہ مل دل غزل انشا کو
واہ کیا خوب بنی کاغذ اشعار کی گیند

لکھ دو اخونجی صاحب کوئی ایسا تعویذ
کہ مرے منہ سے لگے اُسکے گلے کا تعویذ

خوش ہوئے ہمتو اجی پھر نہ اُسکا فکر کا
لال ناڑے سے ہیں بندھا ہو وہ طلا تعویذ

سنکے بالوں سے لٹک جھکے سے اُلجھا تو کہا
اب لگا مجھکو ستانے یہ نگوڑا تعویذ

کچھ تو دے اپنی لٹ نے تجھے بندا بالا
توڑا زنجیر کڑا قفل کا چھلا تعویذ

خیر انشا کی جو چاہو تو بلا دو دو ہو کر
اسکے بازو کا وہ ننھا سا روپہلا تعویذ

ہے زور حسن سے وہ نہایت گھمنڈ پر
نام خدا لگا دو پڑے کیوں نہ ڈنڈ پر

گلبرگ تر سمجھکے لگا سیتی ایک چونچ
بلبل ہمارے زخم جگر کے کھرنڈ پر

انشا بدلکے قافیہ رکھ چھیڑ پہاڑ کی
چڑھ بیٹھا ایک اور بھی جا سے اکھنڈ پر

یہ جو مہنت بیٹھے ہیں رادھا کے کنڈ پر
اوتار بن کے گرتے ہیں پریوں کے جھنڈ پر

راتوں کو نہ نکلا کرو دروازے سے باہر
شوخی ہیں دھرو پاؤں نہ اندازے سے باہر

اے قیس مبارک ہو کہ لیلی نکل آئی
پردے کو اُٹھا محمل جمازہ سے باہر

لیتے وہ جمائی ہیں تو گویا کہ نزاکت
ٹپکی پڑے ہے شوخی تمہارے غازہ سے باہر

گو غنچے آوازہ کسا اُسکی گلی میں
پر میں کوئی نکلوں ہوں اس آوازہ سے باہر

رہتے ہیں سدا خواہش احباب کے انشا
اجزا مرے دیوان کے شیرازہ سے باہر

مانگا جو میں نے بوسہ اُسنے جبیں سے کہا اندر
بولے کہ یاں نہیں چل بیچ بچوں کا اندر

جو چاہے تو مجھے ہنسو نے کی خیر
تو آؤں دیکھ اس گھوڑے جوڑی کی خیر

گرا دے نشکے مارے رخش کو
میاں ساقی اس سلطے کوڑے کی خیر

دکھائی مجھے سیر باغ ارم — الٰہی ہو اس سبز گھوڑی کی خیر
ہنسایا جو میں نے تو بولے نہیں — نظر آئی کچھ اس نگوڑے کی خیر
لگا بیٹھا انشا کو ٹھوکر تو ایک — ارے اپنے سونے کے توڑے کی خیر

لے اُنہوں نے جو یہ پھولوں کی چھڑی ڈالی توڑ — میں نے بھی آپکی دو لڑکی لڑی ڈالی توڑ
کہکر آئے تھے کہ ہم پانچ گھڑی بیٹھینگے — میں نے اس ڈھرکے سے کل انکی گھڑی ڈالی توڑ
ساتھ پر لوٹنگے یہ ہم جھولے کہ انشا ہمنے — ڈالی جو آپ کی تھی سب سے بڑی ڈالی توڑ

پھر تو کہہ بیٹھے کہ دم سمر دھری ہونٹ نہ چوس — ہاں وہ کسطرح کہ بیدردھڑکے ہونٹ نہ چوس
مجھکو حیران نکرچھوڑ تری دہشت سے — دیکھ رخسار ہوئے زرد مرے ہونٹ نہ چوس
صدقے اس نازکے انشا سے یہ کہنا حل ہے — چوٹ لگتی ہی ہوا درد مرے ہونٹ نہ چوس

بخشا یہ حق نے اس لب گلفام کو فروغ — سائے سے جسکے عکس کے ہی جام کو فروغ
نورانی ایک نعرہ لبیک کہکر — بخشا ہے جسنے جامۂ احرام کو فروغ
انشا ترا جو داغ جگر خون چکاں ہوا تک — باقی رہی نہ دیکھ شفق شام کو فروغ

فروغ تو سے نہ کیوں تک ہوئے ایاغ روشن مراد حاصل — مثل یہ مشہور ہی جہاں میں چراغ روشن مراد حاصل
چراغ روشن مراد حاصل مزار پر دیجیو نکے مت کہہ — یہاں یہ لازم ہی تجھکو کہنا کہ داغ روشن مراد حاصل
تمنا ہی انشا کو آج ایسا طلوع سے جسکے سانس ہو ہے — سرور ہجیہ مزاج ہو اور دماغ روشن مراد حاصل

سجیے گرم نگہ گرم ہنسی گرم ادا گرم — وہ ناصح خدا ہے کہ ہیں تا ناخن پا گرم
تل مجھ سے لے پری تجھے قرآن کی قسم — دیتا ہوں تجھکو تخت سلیماں کی قسم
توریت کی قسم قسم انجیل کی تجھے — تجھکو قسم زبور کی فرقان کی قسم
و الماس کو میرے ہاتھ سے اس ان تیغ تنت — تجھکو سحر کے چاک گریبان کی قسم
نرگس کی آنکھ کی قسم اور گل کے کان کی — تجھکو سر عزیز گلستان کی قسم
تجھکو قسم ہے غنچۂ زنبق کی ناک کی — اور شور عندلیب غزلخواں کی قسم
قسمیں تو ساری ہو چکیں باقی رہی ہیں اب — بلبل نئے کے بہشت کی شیطان کی قسم
ہاں پھر تو کہو واسے وہ کسطرح عزیز شب — انشا تجھے تجھکو مری جان کی قسم

وہ دیکھا خواب تھا صبحدم جسکے ہو اپنی زبان اور ہم
وہ رہ رہ اب مجھسے کہنا ہو خدا کی باتیں ہیں ورنہ
عجب رنگینیاں باتوں میں کچھ ہوتی ہیں اے انشا
کھینچ لے کاش وہ پری اپنے مجھے لحاف میں

کیسی ہی کیوں نہ ہم میں تم میں لڑائیاں ہوں
کیونکر نہ گدگداہٹ ہاتھوں میں اسکی اٹھے
ممکن ہی کوئی ہمسے افشائے راز ہووے
کیونکر جنوں مجسم ہوکر نہ دے دکھائی
پڑھ اور بھی غزل ایک انشا اسطرح میں

جس سے کہ چٹکے چٹکے لاگیں لگائیاں ہوں
کیا سیر جس گھڑی ہو پھرتا ہو وہ مشوش
مٹی کے عطر کی بو کیونکر نہ اُس سے آئے
کیا قہر ہے یہ دیکھو برسوں جنہوں کی خاطر ق
مانی ہوں منتیں بھی سو سو کر وڈھب کی
ہووے ملاپ گا ہے ایسے تو شام ہی سے
تبدیل قافیے کے لکھ وہ غزل اب انشا

گر آپ روبرو ہمسے باتوں میں ٹک کڑکی ہو
منہ بھر کے نام کیا لیں ساقی وہ مشکی کا
کیونکر نہ جونکے فتنہ پاؤں میں جب تمہارے
ٹپکا پڑے ہے جوبن اُبھرے ہوے آستیں پر
اک اور ڈھب کی انشا اس بحر میں غزل لکھ

جاتے ہیں کیا مزا ہو وہ تو مہ تب بھی ہوں
آتے تھے ساتھ میرے دیکھو تو کیا ہو وہ

کہ گویا ایک جا ہیں اُسمیں ہو وہ نوجوان اور ہم
بھلا ٹک دلیں اپنے غور کر تو یہ مکاں اور ہم
بہم ہو بیٹھتے ہیں جب سعادت یار خاں اور ہم
یا کہ بلا سے پھینک دے دامن کوہ قاف میں

جب کھلکھلا کے ہنس دو باہم صفائیاں ہوں
وہ گوری گوری رانیں جسنے دبائیاں ہوں
سو بار ٹھنڈی سانسیں گو لب تک آئیاں ہوں
جب شور شوں نے دلکی دھومیں مچائیاں ہوں
تا شاعروں کے آگے تیری بڑائیاں ہوں

لازم ہی یہ کہ منہ پر اُسکے رکھائیاں ہوں
اور ہمنے اسکی چیزیں کچھ کچھ چرائیاں ہوں
جن اُنگلیوں نے بغلیں گدگدائیاں ہوں
در گاہوں بیچ جا جا راتیں جگائیاں ہوں
دھو دھو کے اُسنے شرفی نذریا نہائیاں ہوں
آنکھوں میں اُسکی جھک جھک نیندریا آئیاں ہوں
جسمیں کہ اپنے ڈھب کی بتیں بنائیاں ہوں

سو رگڑے جھگڑے قضیے قصے جھٹ آن ٹھہرے ہوں
دو ہی پیالیوں میں جو لوگ غش پڑے ہوں
یہ قہر جھنجھناتے سونے کے دو کڑے ہوں
قطرے عرق کے یوں ہیں جسطرح نگ جڑے ہوں
الفاظ جسکے باہم موقع سے آ پڑے ہوں

اور ڈھول کر رضائی ہم ہی لیٹ رہے ہوں
ایسا ہو کہ پیچھے رستے میں کھڑے ہوں

جی چاہتا ہے اے دل اک رات ایسی آوے ۔ مطلع ہو صاف ستھرا بادل ہی پھٹ گئے ہوں
سوتے ہوں چاندنی میں وہ شب لپیٹے اور ہم ۔ شبنم کا وہ دوپٹہ بیٹھے الٹ رہے ہوں
پنجم غزل اب انشا اس طرز کی سنا دے ۔ آغوش میں معانی جسکے لپٹ رہے ہوں

خلوت میں فائدہ کیا اغیار سب بہم ہوں ۔ سبکو ہوا بتا دو بس تم ہو اور ہم ہوں
آیا جو ذکر میرا بولے کہ پوچھنا کیا ۔ ایسے کبھی لوگ شاید دنیا کے بیچ کم ہوں
ٹک اسطرف تو دیکھو آنکھیں ملا کی جیسا ۔ ق ۔ ہے ہمسے قدیمی بنکر شایستہ ستم ہوں
اہنر کے گھر میں تیز سبحان تیری قدرت ۔ جو پیچ دیوپیچ ہو وہیں سو ایسے محرم ہوں
کیا دخل لکھکے بھیجوں شعر اپنے اسکو انشا ۔ مصرع رقم کروں تو چپٹا انگلیاں قلم ہوں

کمر باندھے ہوئے چلنے کو یاں سب یار بیٹھے ہیں ۔ بہت آگے گئے باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں
نہ چھیڑ اے نکہت باد بہاری راہ لگ اپنی ۔ تجھے اٹکھیلیاں سوجھی ہیں ہم بیزار بیٹھے ہیں
خیال انکا پرے ہے عرش اعظم سے کہیں ساقی ۔ غرض کچھ زور دھن میں سگھڑی میخوار بیٹھے ہیں
بسان نقش پائے رہرواں کوئے تمنا میں ۔ نہیں اٹھنے کی طاقت کیا کریں لاچار بیٹھے ہیں
یہ اپنی چال ہے افتادگی سے ان دنوں پہروں ۔ نظر آیا جہاں پر سایہ دیوار بیٹھے ہیں
کہیں ہیں صبر کسکو آہ ننگ و نام کیا شے ہے ۔ غرض رو پیٹ کر ان سبکو ہم یکبار بیٹھے ہیں
کہیں بوسے کی جرات مت دلا کر بیٹھو انشے ۔ ابھی اس حد کو وہ کیفی نہیں ہشیار بیٹھے ہیں
نئی یہ وضع شرمانے کی سیکھی آج ہی تمنے ۔ ہمارے پاس صاحب ورنہ یوں سو بار بیٹھے ہیں
کہاں گردش فلک کی چین دیتی ہے سنا انشا ۔ غنیمت ہے کہ ہم صورت یہاں دو چار بیٹھے ہیں

سمجھتے ہو تم تو دم لے پرے ہٹ ابھی نہیں ۔ اور آنہ جائے کوئی مری جی میں جی نہیں
گر یار مے پلائے تو پھر کیوں نہ پیجیے ۔ زاہد نہیں میں شیخ نہیں کچھ ولی نہیں
خلوت میں یوں جو چاہیے کہیے لیجیے مجھے ۔ لوگوں میں لیکن آپکی میری بنی نہیں
کچھ وصل ہے کہ راتوں کو تم آؤ میرے پاس ۔ اسمیں تو کچھ شعور مرا مقتضی نہیں

ذرہ سی بات پر یہ انشا سے تم خفا
کیا جانے کیا بلا ہے تو کچھ آدمی نہیں

چمک ہی یہ کچھ اس ادھرے دوپٹے کی کنار میں — نظر جوں برق آوے دامنِ ابرِ بہاری میں
بہت سے عاجز آئے ہیں بھلا صاحب ہیں کیتک — مزاجِ عالی سرکار کی ہم پاسداری میں
مجھے کہنے لگے وہ پیار میں آکر اگر بس ہو — تو تجکو موند رکھوں ایک ننھی سی پٹاری میں
جو کہتا ہوں بھلا جیا کا کروں را تو تکوں کیتک — تو کہتا ہی رہا کر اور ابھی امیدواری میں
کفالت رزق کی کس سے کسیکی ہو سکے انشا — صفت مخصوص ہی یہ تو فقط اس ذاتِ باری میں

ستم اور ناز نوشیں ہو صفا ولے نہ چنداں — کہ پرے فلک سے گذری یہ صدا کہ دردمنداں
فلک البروج پرسے کہیں سب ملائک آمین — نہ اثر ہو کسطرح سے بدعائے مستمنداں
یکماں فضل و دانش یہ عجب ہے کہ انشا — غلطی یہ تو مصر ہو بمثال خودپسنداں

توڑ ڈالیگا خم بادۂ انگور کی گردن — رکھ دو نگا وہاں کاٹکے اک حور کی گردن
خود دار کی بن شکلِ الف کہ انا الحق — نت چاہتے ہیں اک نئی منصور کی گردن
اچھلی ہوئی ورزش سے نرے ڈنڈ پہ مچھلی — ہی نام خدا جیسے سقنقور کی گردن
نت عالمِ مستی کا مزا ہے کہ پڑی ہو — گردن پہ مرے اس بتِ مخمور کی گردن
بیٹھا ہو جہاں پاس سلیمان کے آصف — واں کیوں نہ جھکے قیصر و فغفور کی گردن
اے مست یہ کیا قہر ہے خشتِ سرِ خم سے — کیوں تو نے صراحی کی بھلا چور کی گردن
حاسد تو ہی کیا چیز کرے قصد جو انشا — تو توڑ دے جھٹ بلعم باعور کی گردن

نرگس نے پھر نہ دیکھا جو آنکھ اٹھا چمن میں — کیا جانے کس نے کس سے کیا کر لیا چمن میں
ہی ہی پھریری سے لے تیرا یہ کہتے جانا — چلتی ہی ٹھنڈی ٹھنڈی کیا ہی ہوا چمن میں
ہیں صدقے اسکے انشا مجھکو جو کر اشارا — مہدی کی ٹہونکی اوجھل چھپا چمن میں

ہی نہاں لطف و کرم چیں جبیں کی تہ میں — ہاں ڈبہی صاف ہی اک انگلی نگیں کی تہ میں
قافلہ جب سے گذرا تو لگا اٹھنے وہیں — درد سا ایک دلِ ناقہ نشیں کی تہ میں
آج عاشق کو ترے قبر میں رکھنے ہیں لوگ — دفن اک زلزلہ ہوتا ہے زمیں کی تہ میں
اسکے کوچے سے صبا آئی تو یاں اٹھنے لگی — اک پھریری سی رگِ جانِ حزیں کی تہ میں

جیب ہو میں پریاں ہوا کھا نیکو کھڑیاں باغ میں — خود بخود کھلنے لگیں غنچوں کی گھڑیاں باغ میں

تو عروسان چمن کا دیکھئے گا اختلاط
چل رہی ہیں خوب سی پھولوں کی چھڑیاں باغ میں

خوب ہے ہم تم گلے مل مل کے باہم رہے جب
تو عجائب لگ گئیں کچھ منہ کی چھڑیاں باغ میں

دیکھکر سوسن کی رنگت وصیان بنی چڑھ گئیں
ان پری زادوں کی وہ مستی کی دھڑیاں باغ میں

ابتو انشا اس غزل کا قافیہ تنگ آگیا
تو لٹا دے اور ہی موتی کی لڑیاں باغ میں

بس ہو چکے آشفتہ مجنون دست و گریباں
ہو تجھسے نہ اے دیو جنوں دست و گریباں

لاکھوں کے ہیں اُس بادۂ گلگوں کی بدولت
تر دامن و آشفتہ مجنوں دست و گریباں

یوں چاہیئے آپس میں نہ اک آن جدا ہوں
اے ولولۂ شور جنون دست و گریبان

جب شغل رہیں دست و گریباں تو دلا میں
حاشا کہ پھر آنکھوں نکھوں دست و گریبان

ہی شوق سے الجھا دیئے ادہاں یہ انشا
یا معرکۂ کن فیکوں دست و گریبان

کہیے صاف اُس سے یہ دل جس کے ادا ہو
کیسے وا دُز برو ہو اثر تجھ ہو ہوا ہو

چاہ زنخ کا بیں ہیں انہیں دیکھئے ہرگز
دلکا جو ستانا کسی ملت میں روا ہو

الفت کو نہ لے ڈال نہ اے عیسیٰ مریم
گر کچھ مرض عشق کی تجھ پاس دوا ہو

لہرا دیا پانی نے جو کل سبزہ زار کو
وہیں گھٹا نے گھیر لیا چشمہ سار کو

کیا کیا چلے ابر سفید و سیاہ و سرخ
مستانہ جھوم جھوم چلے کوہسار کی

تا دامن ان سے یہ چاہا کہ سمجھئے
مجبس کو چہ رنگ گل میں بہار کو

منظر پہ اپنے چند جوان تھی سو نہر پر
تشریف لے گئے بطی کے شکار ہو

آ پہنچے تو رنج میں لاکر ملا دیا
زور آور بہار نے انشا سے یار کو

اب دل میں تمنا ہیں کہ باقی نہ چھوڑ یو
ایسے سمیں میں خواہش بوس و کنار کو

پھر ملنے کا تو مزہ تب ہے کہو اور سنو
بات میں تم تو خفا ہو گئے لو اور سنو

کچھ اس بات سے کچھ سوچ تو اپنے دل میں
تم تو سو کہہ لو مری کچھ بھی سنو اور سنو

نہ کچھ اس سے خفا ہو کہ کہو مجھسے
ہر قسم تمکو مرا نام نہ لو اور سنو

بات میری جو نہیں سنتے اکیلے مل کے
ایسے ہی ڈھب سے سناؤں کہ سنو اور سنو

ہوں وہ آپ سے انشا ہو جدا سنکا کیا قبل
تم تماز تو کہیں چھپکے چھپو اور سنو

اپنی پھر کہیو ہماری پیٹھے تک سن نور ہو
کر رکھو اپنا کسیکو یا کسیکے ہو رہو
صاحبو میری سفارش کوئی النسبت کر
دیکھو تو ہوتا ہی کیا آخر کو چپکے تو رہو
میر ہی سر کی قسم ہی نام جانیکا نہ لو
مجھکو بیٹھو آج اگر تم اپنے گھر جاؤ رہو
اب جواں فضل الہی ہو چکے کیا طفل ہیں
آؤ بیٹھو کھیلو کودو لوٹو پوٹو سو رہو
دوستو انشا کو رونیکو نہ دیکھو آنکھ کھول
پھوٹ بہنے دو کہیں دکھنے لگے پھپھولے کو رہو

دے ایک شب کو اپنی مجھے زرد شال تو
ہی مجھکو سونگھنے کی ہوس سو نکال تو
صدقے ہیں اُس گھڑی کے نشے ہیں وقت کے
چلتا ہوں پاؤں پر مرے بازو سنبھال تو
اتنا ہی تو نکلے نہ پڑا انشا اب اسکے بس
کہتا ہوں سوچ کھیل ذرا دیکھ بھال تو

اس شعلہ رو کو ہوئے جب آہنگ آئینہ
سیماب وار اڑنے لگے رنگ آئینہ
مجرم ہوں اسقدر کہ کہے ہو مری مثال
کیا دیکھتا ہے آئینہ لے ننگ آئینہ
انشا کچھ آج طوطی خوش نغمہ کے مثال
دریش اُن لبوں سے ہوئی جنگ آئینہ

پرچھائیں اپنی چال کی ٹک اٹھ کو موڑ دیکھ
گردن کی یہ لچک یہ کمر کی مروڑ دیکھ
میں نے کہا کہ عشق کو اب چھوڑتا ہوں خیر
بولا کسے سناوے ہے اچھا نہ چھوڑ دیکھ
جوڑی جو اُن نے تجھسے تو توڑا ہی تب سے
انشا تو اپنے یار کے یہ توڑ جوڑ دیکھ

تو جب مجھے لگا کہنے کہ چل ہٹ کے پرے بیٹھ
یوں جب مجھے لگا شان جتانے نہ ارے بیٹھ
کیسا ہی ملا کیوں نہ وہ بیٹھا ہو مرے پاس
کہتا ہوں یہی اُس سے کہ ٹک اور ورے بیٹھ
انشا کہیں ہنس بول مراجی تو کڑھا مت
مت ہاتھ کو اسطرح سے تو سر پہ دھرے بیٹھ

کل باد بہاری نے سو ٹکڑے گلابی کی
اس پردے میں آ ٹھٹکی روح ایک شرابی کی
جوں موج ہوا اپنا تھا ہوش بھی اڑنے پر
اے نکہت گل تو نے کیوں اتنی شتابی کی
تقصیر نہ اس دل نے جز رسم محبت کچھ
تیری ہی لگاوٹ نے سب خانہ خرابی کی
بو باس نکلتی ہے کچھ شعر میں انشا کے
جامی کی نظامی کی سعدی کی سحابی کی

شب خانہ رقیب میں تا صبح سو چکے
اب فائدہ مکرنے سے ہم دیکھ تو چکے
واللہ میں بھی تنگ ہوں اب کاش اے صنم
جو کچھ نصیب میں ہو کہیں جلد ہو چکے

خواب عدم سے شور جنوں نے جگا دیا
انشا بس اور نیند کہاں خوب سو چکے

غیر کے مونڈھے پہ تم ہاتھ جو دھر بیٹھ گئے
ساتھ والوں کو نہ پوچھا کہ کدھر بیٹھ گئے

کچھ ضعف صدر و نعال اپنی نہیں خاطر میں
مست و مدہوش ہیں ہم جیسے جدھر بیٹھ گئے

ہیں یہ تعظیم سمجھتا ہوں سنا بندہ نواز
آپ اُٹھتے تھے مجھے دیکھ کے پر بیٹھ گئے

اپنی مجلس میں مجھے دیکھ کے غیروں نے کہا
دیکھیے گا انہیں کیا ہو کے نڈر بیٹھ گئے

اُٹھ کے دلدار کو رخصت تو کیا پر وہیں
اُٹھ کے ہم دست تاسف کو بسر بیٹھ گئے

سن کے یہ تیری غزل بزم میں انشا سب کو
مسند اُٹھنے پہ تھے اہل ہنر بیٹھ گئے

سبزہ کیا خاک شہیداں سے تری خاک اُگے
جائے گل چاہیے والے نے دل صد چاک اُگے

کب چاہتا ہوں میں حرف ملاقات کی ٹھہرے
تب خوش ہو مرا دل کہ جب اُس بات کی ٹھہرے

آتا ہی یہی جی میں کہ دستار گرو رکھ
پھر آج ذرا سیر خرابات کی ٹھہرے

سینے تک تعلیم اشک اسطرح آہ سرد اُٹھتی ہے
کہ جیسے قطرہ افشانی سے بوئے گرد اُٹھتی ہے

کٹایا اور ڈھب کا اس بھری مجلس میں کیجیے
ابھی سب تاڑ جاوینگے نہ ایسا تو ستم کیجیے

آئی تھی ایک حور مجھے دیکھ ہٹ گئی
دانتوں کے نیچے داب زباں جھٹ پلٹ گئی

آئی نسیم صبح جو کل کوئے یار سے
ہمراہ فوج ہوش کے لے غٹ کے غٹ گئی

شب چمن سے جو ہیں ہاتھ لگایا تو وہ پری
بے اختیار شرم کے مارے سمٹ گئی

مجھ سے لپٹ کے آخر شب یار نے کہا
کیا جانیں ان دنوں کی یہ کیونکر رات گھٹ گئی

انشا کی گفتگو وہ دھواں گرم ہی کہ آج
آکر بہار اُسکے گلے سے لپٹ گئی

سچ ہے! ورنہ کوئی ایسا حسیں بے پیرہن نکلے
سچ و سچ اسے کہتے ہیں پیستا خستہ تن نکلے

یوں تن وہ نمایاں ہے پیراہن آبی سے
جوں دھوپ کواڑوں سے آئینہ کی چھن نکلے

ایسے ہیں کہیں اڑ گئے طائر دل تو بھی
ہیں کیسے ہوا کو سب عنان چمن نکلے

شبنم میں جو تک کچھ دل ہیں اُسکے دو پٹے کو
مہتاب کی چادر سے خوشبوئے سمن نکلے

انشا کا وہ عالم ہے اس جا پہ سبک ہے
جوں وقت سحر انشا سورج کی کرن نکلے

چھکر وہ لپٹے گردائیں دہن کے ونگلے
اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اپنے تو بدن کے رونگٹے

بھیگتی اپنی مسوں پر دمبدم پھیرے ہے ہاتھ — ہیں یہی دوچار موجب بانکپن کے رونگٹے

غضب آنکھوں میں کل جلوہ نمائی تیری — مجھکو کیا جانئے کہ کیا بات خوش آئی تیری
اے نسیم سحری کیجیو مرا عرض نیاز — گلشن یار میں گر ہووے رسائی تیری
اب خدا کے لیئے جانے بھی دے تو مجھکو — کہیں ایسا نہو مڑ جاتے کلائی تیری
کیا ہوا غصہ ہو شدت سے سرا میں اگر — آ گئے ہم بھی جو ٹک کھول رضائی تیری
طالب حسن نہو چھوڑ یہ باتیں آتش — دیکھ کہتا ہوں میں اسمیں ہے بھلائی تیری

سودا زدہ دل ہے تو یہ تدبیر کرینگے — اس زلف گرہگیر سے زنجیر کرینگے
غصے میں ترے ہمنے بڑا لطف اٹھایا — اب تو عمداً اور بھی تقصیر کرینگے
چمکا ہے ترا رنگ جو نظارہ سے اپنے — پوچھ اہل نظر سے کہ وہ تقریر کرینگے
چندے جو بسر یوں ہوئی اوقات تمہارے — کھہڑے کو ترے عالم تصویر کرینگے
دلشاد رکھ آتش متفکر نہو ہرگز — عقدے کو ترے حل حضرت شبیر کرینگے

خم بغل بیچ نہاں، ہاتھ میں ہے جام لیئے — ساقی آتا ہے چلا زور سرانجام لیئے
لے خبر جلد تک اے قافلہ سالار حرم — کہ حریفوں نے وہ سب جامۂ احرام لیئے
پختگی آج بھی اس بات کی آتش ہوئی — گھر کو پھر آ گئے چلے ہم طمع خام لیئے

تکالی سہی ادا سہی چین جبیں سہی — یہ سب سہی پر ایک نہیں کی نہیں سہی
گر نازنیں کہے سے برا مانتے ہو تم — میری طرف کو دیکھیئے میں نازنیں سہی
منظور دوستی جو تمہیں ہے ہر ایک سے — اچھا تو کیا مضائقہ آتش سے کیں سہی

تھی جو وہ لاہی کی ٹوپی زعفرانی آپکی — سو ہمارے پاس ہے ابتک نشانی آپکی
دمبدم کہہ بیٹھنا اب جا دو اپنی آنکے پاس — کیوں نہیں جاتی وہ ابتک بدگمانی آپکی
کیا کہوں مارے خوشی کے حال میرا کیا ہوا — آمد آمد جو ہوئی کل ناگہانی آپکی
ہمنے سو راتیں جگایا تب ہوا یہ اتفاق — سو اسی دنکو دھری تھی نیند آنی آپکی
میرے حق میں اب جو یہ ارشاد فرمایا کہ ہے — خوب ہاں منقوش خاطر جانفشانی آپکی
ق
لیک میں اوڑھوں بچھاؤں یا لپیٹوں کیا کروں — روکھی پھیکی ایسی سوکھی مہربانی آپکی

دو گلابی لاکے ساقی نے کہا آتشؔ کو رات | زعفرانی میرا حصہ ارغوانی آپ کی

لب پہ آئی ہوئی یہ جان پھرے | بار گر اسطرف کو آن پھرے
یار [illegible] ہیں جب آنکھ پھر | اپنی آنکھوں ہیں وہ جوان پھرے
ساقیا آج جام صہبا پر | کیوں نہ لہرانی اپنی جان پھرے
پچکیاں لے ہے اسطرح لب جام | جس طرح گٹکری میں تان پھرے
روٹھکر اٹھکے چلے کہنے آتشؔ سے | بارے پھر ہوکے مہربان پھرے

دو گھڑی دن سے کہا ہیں نے کہ کیا ارشاد ہی | سن کے بولے اب ہوا کیا بات تیری یاد ہی
آج تو کپڑے نہ بدلو نکو سیری ہے قسم | آپکا میلا کچیلا پن بھی کچھ بیداد ہے
میں جو اک کمخواب کی لایا تہا ٹوپی بولے آپ | تجھسے کیا سیکھے ارے تیری بھی کچھ بنیاد ہی
ہادی اللہ مشرب ملنے کچھ مت پوچھئے | قید سے دونوں جہانکے یہ فقیر آزاد ہی

کیا چھیڑ ہے کہ پہلے دل صاف توڑ بیٹھے | پھر آپ ہو مودب ہاتھوں کو جوڑ بیٹھے
کی ہیں نے شب جو سہواً تعریف چاندنی کی | میری طرف سے اپنے وہ منہ کو موڑ بیٹھے
آزادگی خوش آئی آتشؔ کو جب یارو | وہ سبکو چھوڑ بیٹھا سب اسکو چھوڑ بیٹھے

اگر یہ ڈہب نہیں ملتا کہ اس رخسار کو ملیئے | تو کیا کیجئے کف افسوس ہی ناچار کو ملیئے
ہیا نہ بندہ کا مت کیجئے صاحب چلا بیٹھ | جما ہی لے نہ اپنی نرگس بیمار کو ملیئے
ہمیں جب دیکھ وہ کچھ بڑبڑاتا ہی تو کہتے ہیں | جو ہاتھ آئے تو کیا اُس لعل خوش گفتار کو ملیئے
اگر وہ سونپ دے اپنے دوپٹے کا الٹنا تو | مزے سے چپکے چپکے کیا کف دلدار کو ملیئے
بس اب اے حضرت عشق آپ ستسے ظلم ہی کر | نہ ساری رات آتشؔ کے دل بیمار کو ملیئے

انکے دو جبسے کبوتر کے جو جوڑے اُڑ گئے | تو یہ بولے کیا کیا ہی ہی نگوڑے اڑ گئے
گلی سے تیری جو ٹک ہوکے آدمی نکلے | تو اُسکے سایہ سے جھٹ بنکے اک پری نکلے
نشان آہ لئے جاؤں جہاؤں نارونکی | چلیگی فوج رشک آج چاند کی نکلے
ہزار شکر کہ آتشؔ کیکی محفل میں | خفا سے آئے تھی پر ہو ہنسی خوشی نکلے
ساقیا آئے ہیں بادل یہ بڑے پانی کے | جلد بھر دے سے جو خالی ہیں گھڑے پانی کے

شعلہ خو کوں نہایا کہ نظر آئے حباب
صبح کس روپ سے پی اٹھنے پہ پھر سیری آنشا

نے نشہ میں تجھے حبیب یوں قدح بنگ سا اڑی
نامۂ شوق کی پہونچانے کو چاہیے ہی کہ یہ
طرز نالیدن آنشا جو اڑاسے تو وہیں

دیکھ اسکی پڑی خاتم یاقوت میں انگلی
آلودہ ہوئی لوز سے جسوقت کہ ڈولی
ناسونے کے عالم میں بنے سیر ہم آنشا

غنچۂ گل کی صبا گود بھری جاتی ہے
کرلے دو چار قدم لالۂ خودرو کی بہار
منہ تو دیکھو نری چٹکی جو بائے لوباس
پہونچے ہے پر کوئی اس گل تلک آنشا کہاں دل
ہاں مگر جیسیں میں مالن کے محل تک اسکے

زمیں سے اٹھی ہے یا چرخ پر سے اتری ہے
اتری تجھ میں کب تھی سواری لیلیٰ
نہیں تشہم بہاری یہ ہے پری کوئی
چاو نہ دیکھیں تو کہتے ہیں وحشتے یا نہیں
نہیں یہ عشق تجلی ہے حق تعالیٰ کی
لباس آدمی پہنے ہوا سے الٰہی آنشا

[illegible]
[illegible]
آنشا [illegible]
[illegible]

کچھ پھپھولے سے وہ چھاتی پہ پڑے پانی کے
کچھ درختوں میں سے قطرے جو جھڑے پانی کے

تو نہ کیوں سبز پری بنکے مرا رنگ اڑے
بن کے اک شکل کبوتر قفس تنگ اڑے
طائر سدرہ بھی کرتے ہوئے جنگ اڑے

ہاروت کی دیدۂ ماروت میں انگلی
جس رات کی خون دل میں ہونٹ میں انگلی
کرلیتے ہیں شگاف دل رہبوت میں انگلی

اک پری آتی ہے اور ایک پری جاتی ہے
ورنہ یہ کوہ سے لے کنب دری جاتی ہے
نکہت گل پڑی کانپتی ڈری جاتی ہے
بلبل اس رشک تمنا میں مری جاتی ہے
ق کچھ جو آتی ہے تو باد سحری جاتی ہے

یہ آگ عشق کی یارب کدھر سے اتری ہے
ٹھکا آہ ضبیس سے کے جذبہ اشتر سے اتری ہے
اڑن کھٹولے کو ٹھہرا جو فرشتے اتری ہے
جو نکلی قدم چھپا کر فرشتے اتری ہے
جو راہ زینۂ بام فلک سے اتری ہے
قلم دوات نے تجھ عرش سے اتری ہے

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

سیماب کے آنسو وہ سدا روئے الٰہی — کی جسنے ہو میرے دل بیتاب کی چوری
شب بند جو دی داغ کی اک چور نے آتش — تو ہو گئی سب صبر کے اسباب کی چوری

یہ کس سے چاندنی میں ہم بزیر آسماں لپٹے — کہ باہم کہکشاں پر مارے خوشی کے قدسیاں لپٹے
حُدی خواں وادیٔ مجنون میں ناقہ کو نہ لیجانا — مبادا اک بگولا سا بپائے ساربان لپٹے
کسی ڈھب سے طبیعت سیر ہوتی ہی نہیں اُن سے — ابھی دالان سے لائی بزیر سائبان لپٹے
پڑے ہیں اس روش سے اب وہ مست مرغ اسیرا — کہ جیسے جھجھوں سے عندلیب گلستاں لپٹے
غزل سنتی میں لکھ اک اور بھی آتش کہ تا تیری — بلائیں آ کے ساقی لے تجھے پیر مغاں لپٹے

اگرچہ ہم سے وہ سو بار متصل لپٹے — پر ایسے ڈھب سے نہ لپٹے کہ دل سے دل لپٹے
یہ گردباد بھی اک شئ ہیں جسکے دامن سے — بہت سے ہیں خس و خاشاک مضمحل لپٹے
کچھ اور ڈھب کے اب اشعار ایسے لکھ آتش — کہ جس سے طبع سخن سنج مستقل لپٹے

جنون کے دبوسے کیا عوج مضمحل لپٹے — جو ایسے سے کوئی لپٹے تو اہل دل لپٹے
کہیں سنی جو کہانی میں شرم کی کچھ بات — تو اپنے تکیے سے بس ہو کے وہ خجل لپٹے
کہہ اور طور سے آتش غزل وہ برجستہ — کہ برق جسکے گلے ہو کے منفعل لپٹے

ضیا میں نور سما جائے ظل سے ظل لپٹے — ذوی العقول میں کیونکر نہ دل سے دل لپٹے
کسی کے خال ذقن سے اس آنکھ کی تل کو — ملوں تو زور مزا ہو کہ تل سے تل لپٹے
ملے جو فرصت آتش کبھی تو ہم اسکی — اسی جراحت نامندمل سے مل لپٹے

ہے مستعد کہ وہ لب میگوں ٹپک پڑے — ٹک انکھڑیوں جو چھیڑیئے تو خون ٹپک پڑے
گر برگ گل پہ ڈالیے شبنم کی سمت آنکھ — تو واں سے دانۂ در مکنوں ٹپک پڑے
پیدا ہیں کے یوں نہ پھرو زیر آسمان — ایسا نہ ہو کہ زہرۂ گردوں ٹپک پڑے
آتش یہ سن غزل شمر تخمینہ کی نمط — رکھتے جو تھے طبیعت موزوں ٹپک پڑے

سالو لیے ہیں غضب کے دیپ بسنتی شال کی — جی میں یہ ہی کہیئے اب چٹ کنہیا لال کی

واقعی مجھ سے گناہ ایسے ہی دو تین ہوئے — کہ میرے سامنے وہ لیکے قرابین ہوئے
صبح دم مجھ سے لپٹ کر وہ نشے میں بولے — تم بنے باد صبا ہم گل نسرین ہوئے

نہ جھکی بندۂ درگاہ سے اور آپ سے خیر ۔ ہم الفت میں اگر ایسے ہی آئین ہوئے
قمری و بلبل نالاں میں پڑے جو جھگڑے ۔ سو دل غمزہ کے موجب تسکین ہوئے
اشک آنکھوں سے قدم رکھ نہیں سکتے باہر ۔ دولت شرم سے مانند سلاطین ہوئے
جی ہی اچھا نہ رہا پھر تو عیاذاً باللہ ۔ فائدہ کیا جو شناسا سے اراکین ہوئے
تھکگی یہ کہ ملی آپ نے آتش مہندی ۔ اور کپڑے تو مرے مفت میں رنگین ہوئے

ان انگلیوں میں قول کے چھلے نظر پڑے ۔ واللہ ہم تو سخت پیچیلے نظر پڑے
دیکھا پری وشوں کو تو ان کے سر و تنہ آج ۔ کچھ طرفہ رنگ رنگ کے شعلے نظر پڑے

جو نسیم صبح لپٹ گئی کسی گل کے دامن پاک سے ۔ تو شعاع مہر نے اک چھری جڑی آکے اس کلو شاک سے

آج بجلی سے بنے ہفت طبق سونے کے ۔ یوں چمکتے ہیں پڑے جیسے ورق سونے کے
اس پریزاد کی گریوں ہی سواری نکلے ۔ ابھی برسانے لگے پھول شفق سونے کے
واہ کس لطف سے رات اٹھنے کہا گرمی میں ۔ ہم نہیں ساتھ ترے کرکے عرق سونے کے

ہے جی میں قفل خانۂ خمار توڑئیے ۔ یعنی در بہشت کو یکبار توڑئیے
جی چاہتا ہے لیکے بلائیں تمہاری آج ۔ پوریں ان انگلیوں کی بھی لے یار توڑئیے
آتش دکھا کے اور بھی اک جلوۂ غزل ۔ بند نقاب شاہد اسرار توڑئیے

یہ کیا کہ ان کے دل کو نہ زنہار توڑئیے ۔ سو بار جائیے جو تو سو بار توڑئیے
ہاتھ آوے کچھ اگر نہ سر رشتہ بگاڑ کا ۔ تو لڑ کے انکے موتیوں کا ہار توڑئیے
شوخی تو دیکھو آج یہی قصد ہے کہ خیر ۔ جس ڈھب سے ہوسے خاطر دلدار توڑئیے
سبزے کو روند ڈالئیے یا ان کے باغ کی ۔ نارنگیاں ہی چپکے سے دو چار توڑئیے
آتش یہ رو نہ را ٹھہے اک تاؤ بہاؤ کی ۔ اس توڑ جوڑ کا نہ کبھی تار توڑئیے

بوسہ جو دیتے نہیں تجکو تو جھڑکی ہی سہی ۔ ہیں دروازہ جو کھل سکتا تو کھڑکی ہی سہی
وہ پری ہی نہیں کچھ ہو کے کڑی جھسے لڑی ۔ آنکھ نرگس کی بھی دو چار گھڑی مجھ سے لڑی
واسطے تیرے مرا رنگ محل ہے دشمن ۔ تیری خاطر تو ہر اک چھوٹی بڑی مجھ سے لڑی
جھڑ لگا دی مری آنکھوں نے تو لو اور سنو ۔ ٹکٹکی باندھ کے کیوں مینہ کی جھڑی مجھ سے لڑی

رات لڑ بھڑ وہ جو چپ ہو رہے تو انکی عوض
بولتی تھی وہ جو سونے کی گھڑی مجھ سے لڑی

بیٹھے بیٹھے کہیں بلبل کو جو چھیڑا میں نے
تو نسیم اس کے بدل ہو کے کڑی مجھ سے لڑی

کون سی حور یہاں کھیلنے چو کھتی آئی
بوئے گل لیکے جو پھولوں کی چھڑی مجھ سے لڑی

روٹھ کر ان کے گلے میں جو لگا تو انشا
ہر اک اس دولڑی موتی کی لڑی مجھ سے لڑی

اے پری تیرے مزے ایک شہر لیتا ہے
اور ذرا اٹھے پڑا دیو سحر لیتا ہے

دل میں بدولت آپ کے اک درد ہی سو ہے
وہ آہ سوزناک و دم سرد ہی سو ہے

مجنوں تو سوکھ سا کھ کے اک خار بن گیا
لیلیٰ کا چہرہ مثل گل زرد ہی سو ہے

انشا نشان قافلہ کی کچھ خبر نہ پوچھ
بانگ جرس ہی اور وہی گرد ہی سو ہے

نہ پیاس اپنی بجھی برف سے نہ شوربے سے
بجھی تو نرگس ساقی کے انجورے سے

سنتے ہیں کیوں نکروں غش دکھا دے تم نے
وہ دونوں دیدے مئے ناب کے کٹورے سے

بلا سے جام نہو دے نہو کہ یاں ہم لوگ
چھڑ جا سکے ہیں گھڑوں کے گھڑے سکورے سے

نہیں جو رات کو جاگے تو کیوں ابھر آئے
یہ لال لال کچھ آنکھوں میں ڈورے ڈورے سے

کل ان کے پانوں لگا دابنے تو یوں بولے
ہمارے سر کی قسم اور زور زور سے

ہے آنکھو نہ یہ ساقی کی جیسے ناب کی کھپتی
چھپ جا سکے نہ کیوں مٹکے پہ پھبتا کی پھبتی

یارب ترا ہی ذکر یہاں جب نہ تب رہے
ہر دم کے ساتھ اک حرکت زیر لب رہے

جینا میرے سپہر سے چھو سے سے نہیں ہوا
سوتے ہی آپ رات نہایت کڈھب رہے

انشا بھلا وہ زاہد دیرینہ کیا کرے
خود جس کی تاک جھانک میں بنت العنب رہے

ہے شیخ کے سر ایسی ہی تلبیس کی ٹوپی
جس سے کہ بڑی کانپتی ہے ابلیس کی ٹوپی

ہدہد کو خوشی تب ہوئی جب دم نظر آئی
ہاتھوں میں سلیمان کے بلقیس کی ٹوپی

پریوں کے گھروں میں وہی چوری کے منگالیں
جن پاس ہو جنوں کے جو اسیس کی ٹوپی

ممکن ہو تو دھر دیجے بناکر ترے سر پر
زربفت مہ و زہرہ و برجیس کی ٹوپی

انشا مرے آقا کی سلامی کو جھکی ہے
سکان سما پر وہ تقدیس کی ٹوپی

کیا چیز بھلا قصر فریدوں مرے آگے
کانپے ہے پڑا گنبد گردوں مرے آگے

مطلق متوجہ نہوں ہر چند گزر جائیں / صد قافلۂ لیلیٰ و مجنوں مرے آگے

ہوں وہ جبروتی کہ گر دہ حکما سب / چڑیوں کی طرح کرتے ہیں چوں چوں مرے آگے

بولے ہے یہی خامہ کہ کس کس کو میں باندھوں / بادل سے چلے آتے ہیں مضموں مرے آگے

مجرے کو مرے خسرو پرویز ہو حاضر / شیریں بھی کہے آکے بلالوں میرے آگے

بیتابیٔ دل دیکھ کے سیماب سے پھر جائے / کف لائے اگر موجۂ جیحوں مرے آگے

ہیں شاہ خراساں کے غلاموں میں ہوں انشا / مصروف رہے موسیٰ و ہاروں مرے آگے

گرمی کی جو شکوہ تھی سب گرد ہو گئی / دو چار بوندیوں میں ہوا سرد ہو گئی

آگے تو اہل درد سے ربط درست تھا / پر اب طبیعت آپ کی بیدرد ہو گئی

اے نادر جہاں ترے یمن قدوم سے / وضع چمن بسان ابیورد ہو گئی

گر آب پاش آن کے لائے ابر نو بہار / اوراق گل پہ جمع بہت گرد ہو گئی

بھری وہ آتش عشق اس دل فگار میں ہے / کہ لاکھ برق یہاں جس کے ہر شرار میں ہے

ملے شراب جوانانِ باغ کو کیونکر / کہ آب پیر مغاں بخشش خمار میں ہے

کدھر سے آتی ہے آواز دوست اے مطرب / نہ نطق انگلیوں میں ہے نہ چوب و تار میں ہے

مجھے یہ آج پری پیکروں نے لکھ بھیجا / کہ آئیے چمن نرگس انتظار میں ہے

پھوہار مینہ کی خوش آیند ہے بہت اس وقت / شراب پینے کا موقع اسی پھوہار میں ہے

بدل کے قافیہ انشا لکھ اور تازہ غزل / کہ پھر غزل جو سنائی سو کس شمار میں ہے

عجیب لطف کچھ آپس کی چھیڑ چھاڑ میں ہے / کہاں ملاپ میں وہ بات جو بگاڑ میں ہے

کھڑی جو کوئی کواڑوں کی اپنے آڑ میں ہے / تو کیا نمود جھمکڑی اسی دراڑ میں ہے

یہ مجھ سے کہنے لگے ایک شخص تھے جو الول / مزاج پوچھئے سچ سچ تو چولھے بھاڑ میں ہے

ہزار طرح کی فکریں خراب کرتی ہیں / غرض نہ پوچھو کہ انساں کس لتاڑ میں ہے

گھر آئے شور سے دل بادل آج دیکھ انشا / کہ کس طرح سے پھنسی برق بھیڑ بھاڑ میں ہے

مت ہاتھ اٹھا اپنے تو بسمل کے گلو سے / تا آب دم تیغ لب زخم تو چوسے

تو سایہ فگن ہووے تو جوں سرو چراغاں / ظاہر ید بیضا ہو مرے ہر سر مو سے

آہ دل عاشق بھی دم گریہ کسی طرح — کچھ کم نہیں اے فاختہ سرو لب جو سے
ہیں جھوٹ نہ بولونگا مجھے تم سے ہی الفت — بیٹھا طرف کعبہ ہوں اسوقت وضو سے
کر قتل شہید سے الفت کو یہ بولے — ہی بوئے شراب آتی مجھے اسکے لہو سے

معلوم نہیں روٹھے ہیں کس آئینہ رو سے — پانی جو اتر تا نہیں غنچوں کے گلو سے
چین آوے نہ کیوں ایسے پریزاد کی بو سے — بن مانگے دئیے جن نے مجھے آنکھوں کے بوسے
اب کوئی ہما ہو تو اسے ذبح کریں ہم — تعویذ بہت لکھ چکے ہد ہد کے لہو سے
شیشے نہوں دس بیس تو مستوں کی تسلی — ساقی کوئی ہوتی ہے بھلا ایک سبو سے
انشا غزل اک اور قوافی میں بھی لکھ ڈال — داد اس کی بھی مانگ آ کے ہر اک ریختہ گو سے

ہو تو بہ شکن آج دلا تو سر نو سے — کپڑوں پہ چھڑک مے کو اڑا شمع کی لو سے
ایدل وہ خوشا گشت بر و مند کہ جسکو — خطرہ ہی نہیں تہلکۂ وقت درو سے
گر بیٹھے وہیں فضل خدا ساز پہ تکیہ — جب بن نہ پڑی بات کچھ اپنی تگ و دو سے
یاد آتے ہیں اک پیر مغاں کے مجھے ابرو — ہے اس سبب افراط محبت مہ نو سے
افواج گل و لالہ میں ہے زلزلہ انشا — اس باد بہاری کی سواری کے جلو سے

ہیں تیرے صدقے نہ رکھ اسے مری پیاری روزہ — بندی رکھ لیگی ترے بدلے ہزاری روزہ
نمش اور برف کے کوزوں کی ہوئی تیاری — آج کس شخص کی رکھی گی دولاری روزہ
دن دہاڑا ہے ابھی رات کو انشا اللہ — تیرے قربان گئی ہے مجھے واری روزہ

چونپ کیا ہو جو کسی سے گوئی ہر روز ملے — چاہئے ہمقدہیں دلسوز سے دلسوز ملے

چبھتی ہے یہ نگوڑی مسلسل کی اوڑھنی — لا دے وہی دوا مجھے ململ کی اوڑھنی
بن سر ڈھیے ہوئے تجھے کیا چاہئے بھلا — بوٹے سے قد پہ اپنے بڑے آنچل کی اوڑھنی
انشا کے سونگھنے کے لیے اُن نے بھیجدی — جالیکی کرتی اور وہی ہلکی اوڑھنی

اختیاری تو نہیں آپ سے جو دوری ہے — سخت لاچار ہوں میں عالم مجبوری ہے

کب تلک ابر کے پر تو سے رہی گیلی دھوپ — بار الہا نکل آئے کہیں چٹکیلی دھوپ

کھل پڑے عالم ہستی میں تو ہم تخت تلے — لے نہ آئے دختر رز اب تو ترے تخت تلے

قطعہ

له از دیوان ریختی

له از اشعار متفرق

[illegible]

[illegible]

[illegible]

گرچہ یہ نالوں کا زور ہا اور نہ تن کا ہجوم
میکشوں سے اسقدر سختی نکر اے محتسب

دم بدم ہوتی ہے اے صابر نظر اپنی بلند
آپ سا رکھتا کہاں ہے روئے پُرنور آفتاب
جائے بیزاری ہے دنیا اسلئے رکھتا ہے پشت
کچھ نظر آتا نہیں مجکو فراق یار میں
شمع کرساماں غفلت تا میسّر ہو فروغ
اسقدر شام و شب فرقت میں لگیا ہی چپ
شکوہ وعدہ بھی تمہارا اگر ہی خالی نہیں
لقمہ جانوں کو ہمیشہ لقمہ جانوں کا ہے پاس

ق

شک بھرتا ہے اگر اسمیں سواد شام ہجر
صابر ارباب کرم کو ہے برابر قرب و بعد
جا رہی نگاہ بیباک کے اشکوں میں سوے دوست
ناطاقتی سے جان نہ تن سے نکل سکی
بل آگیا مزاج میں اک امر سہل پہ
[illegible]
دونی ہوئی ہے مجکو کدورت رقیب سے
کہتا ہے کچھ بہک کے نکلتا ہے منہ سے کچھ
خار دل رقیب کی اتنی ہیں کثرتیں
غصہ سا غصہ آتا ہے صابر جناب کو
رحم ظاہر ہے مگر ظلم کو پنہاں رکھکر
دل ویران کو وہیں چھوڑ دیا دشت میں
آن بیٹھے ہیں وہ جو دیکھو صابر ہیں آج

پنبہ منقوش اک اک استخواں ہو جائیگا
دل ترا سنگ در پیر مغاں ہو جائیگا
شیشہ عینک محتاج آسماں ہو جائیگا
اپنے نزدیک آپکو کھینچا کرے دور آفتاب
منہ نہ پھیریگا ادھر کو تا بمقدور آفتاب
میری آنکھوں کی سیاہی سے ملی ہے نور آفتاب
ہی کسکے بننے سے ہوا مشہور انگور آفتاب
کیا کھلاتا ہے شفق کا مجکو سیندور آفتاب
جانتے ہو ہم ہمارا روئے پرنور آفتاب
چارہ میری زخم کا رکھتا ہے منظور آفتاب
صبح کا آکر لگا دیتا ہے کافور آفتاب
ماہ کو دیتا ہے لیتے فرق پرنور آفتاب
پژمردہ تا نہ ہو گل روئے نکوئے دوست
مجکو ہوئی حیات ابد آرزوئے دوست
ہوئے سیاہ دست سے نازک ہے خود دوست
[illegible] سوے کوے دوست
جس دن سے دل میں خاک ہوئی آرزوئے دوست
ہے بیقرار میری طرح گفتگوئے دوست
مسدود ہو گئی ہے رہ جستجوئے دوست
مجھے کبھی لقبیہ آتش خوئے دوست
آئے مقتل میں پر آنکھوں پہ وہ دامن رکھکر
ہم بیابان کو چلے گھر میں بیاباں رکھکر
دیکھیے جیتا ہے گا حسرت دل نالاں رکھکر

یاروں کے ہوں سراغ دو اور شکستہ پر
ہوں مرغ نیم ذبح تری صید گاہ میں
تا سقف تار الفرقہ انداز ہے مشغلہ
اے گل ترے فراق میں ہے عندلیب دل
صیاد ہے یہ جیسے ضد ہی کہ مرغ شمیم گل

تو نہ جا انجمن وصل سے ترساں ہو کر
گر یہی کثرت اعدا ہے تو گھبرا کے کبھی
آپ جاتے ہیں تو قسمت کی سیاہی میری
میرے انداز محبت کے وہ دیوانے ہیں
ہو گئی رخ کی جھلک پردہ چشم اغیار
اسقدر خوش ہوئی اُس کو بھی صبا جا کر

کچھ اضطراب دل سے بنے اپنی جان پر
ہم ناتواں چڑھ نہ سکے اسکے ایوان پر
ایسا ہے کہ سر نہ اٹھائے دیار سے
اللہ ری ضد کہ بیٹھے جو ہم اسکے در کے پاس
صیاد ہماری زیست ہے تصویر یاس کی

یوں ضعف میں نکلی تری رنجور کی آواز
غش ہو گیا ہی حضرت موسی اسے سنکر
کیا منہ ہے جو غصے میں کوئی مار سکے دم
یوں نشہ الفت میں ہوں خاموش کہ گویا
شیشہ گرانا وہ نالاں تماشہ کو کہ جو آسن

رخ کی تابش سے ہے زلفوں کی شکن میں آتش
ذات ایسی ہی ہے جسمیں کو خدا سے زینت

ہوں بلبلان باغ سے دور اور شکستہ پر
مضطر ہوں کوہ و راغ سے دور اور شکستہ پر
قمری ہے سرو باغ سے دور اور شکستہ پر
ہے گلشن فراغ سے دور اور شکستہ پر
ہے اسطرح دماغ سے دور اور شکستہ پر

راہ پاؤں سے لپٹ جائیگی داماں ہو کر
اپنے در پر تمہیں بیٹھے گی نگہباں ہو کر
پھیل جاتی ہے سواد شب ہجراں ہو کر
اٹھ جاتی ہیں نگاہیں مری پریاں ہو کر
صبر پڑتا ہے مرا آپکا احسان ہو کر
جیسے آباد ہوا ہو کوئی ویراں ہو کر

پر حرف آرزو نہیں آتا زباں پر
تہمت فراموشی کی ہے اُس بدگمان پر
رکھتے ہو واسطے نظر اس ناتوان پر
اُلٹا چڑھا مکان کا سایہ مکان پر
مرتے ہیں روز ایک نہ ایک نوجوان پر

اُڑتی سی کوئی جیسے سنے دور کی آواز
ہے شعلہ طور اُس بت مغرور کی آواز
ہو جاتی ہے قلقل دہن اُس حور کی آواز
ہو جائے گرہ حلق میں مخمور کی آواز
ملتی ہی نہیں بہت صیاد منصور کی آواز

کشتے اعجاز سے باتوں کی ہے روشن ہوا نقش
پہنے پیراہن گل رنگ ہے تو شنقش

[illegible]

کر نہ بیٹھ جائے کہیں جا کے ذوق میرا آتش
اس طرح سے بھری ہے اپنے سخن میں آتش
کہاں جا پہنچے ہمراہ ہوئی میری آتش

پردہ دیدہ کو پیتا ہے تمہارا برقع
دور سے دریا پہ جو آیا نظر اس کا برقع
ہو خطا یار کی غفلت سے کھلا یا برقع
ایک عارف پہ نظر آتا ہے [illegible] کا برقع
کر [illegible] الفاظ کا اوڑھا برقع

[illegible]

نہ نکلیں شہر اشک سے لڑکی جو لڑاں

ٹھوکریں طالب دیدار کو کھلواتی ہیں

تنگ آواز سنائی نہ دکھائی صورت

خواب میں آئے جو وہ [illegible]

نہیں کرتی [illegible]

[illegible]

کبھی گریاں ہوں [illegible]

[illegible]

ہو گئیں سنگ در یار پہ قربان آنکھیں

شکل ہی ایسی تھی [illegible] آنکھیں

کان کا کام [illegible] آنکھیں

کھول [illegible] صورت کا [illegible] آنکھیں

[illegible]

مجھے صاحب بنایا کیوں بنا دینا خالق
کہ اپنے وقت پہ آتا تمہارے حشم و خدم

ہم عجب زیست کیا کرتے ہیں
روز آوارہ پھرا کرتے ہیں

یا تو دیکھا ہے کہ اکثر اشخاص
بیٹھ کر یاد خدا کرتے ہیں

یا جوانی کا مزا لوٹتے ہیں
خوش ہو کے چمنوں میں رہا کرتے ہیں

یا کہ خفا نہ ہستی سے مدام
یاد معشوق کیا کرتے ہیں

ایک ہم ہیں کہ ادھر ہیں نہ اُدھر
تلف اوقات کیا کرتے ہیں

چلے جو سوچ کے گھر سے باہر
کہ بڑی ہم بھی خطا کرتے ہیں

لینے واں چلئے کہ جس جائے گزر
شعرا و فصحا کرتے ہیں

ہمنے دیکھا ہے کہ انسان وہاں
آدمی جا کے بنا کرتے ہیں

قاعدہ ہے شہر نازاد ہم سب
اچھے لوگوں سے ملا کرتے ہیں

خدمتِ حضرت صاحب میں گیا
کہ وہ نزدیک رہا کرتے ہیں

اکتساب ہنر و علم و کمال
اُنسے اکثر طلب کرتے ہیں

جھک کے آداب بجا لا بیٹھے
خورد جس طرح کیا کرتے ہیں

کھلے طرفین میں ابواب کلام
جیسے آپس میں ہوا کرتے ہیں

دیکھا جب خوب کہ لطف و اشفاق
وہ مرے ساتھ ادا کرتے ہیں

عرض کی میں نے کہ قبلہ اب بھی
آپ اشعار کہا کرتے ہیں

مستفید اُن سے ہوں حضرت کہ سبھی
وصف اکثر سے سنا کرتے ہیں

سُن کے فرمایا کہ اب شعر کہا
خون دل اپنا پیا کرتے ہیں

شعر کہنا تو رہا وصلی ہیں
اب تو دن رات بکا کرتے ہیں

قتل کنبہ ہوا سارا جو ہم
رات دن غم سے جلا کرتے ہیں

سبھی سامان امارت بگڑے
فکر روزی میں پھرا کرتے ہیں

مٹ گئی قطع کی گرمی ساری
نفس سرد بھرا کرتے ہیں

بھائی ہم سے بھی پریشان خاطر
کہیں اشعار کہا کرتے ہیں

مرزا پور میں آئے جب سے / روز وحشت میں رہا کرتے ہیں

شعر خوانی کا نہ چرچا ہے یہاں / نہ یہ خواہش سے شعر فکر کرتے ہیں

شاعر اچھے ہیں یہاں بھی دوچار / پر وہ بے لطف جیا کرتے ہیں

نہ کہیں ہوتی ہے بزم انشاد / نہ لبِ نطق کو وا کرتے ہیں

نہ کبھی بزم پہ مردِ قابل / جمع اک جا تو ہوا کرتے ہیں

یہاں تو وہ بھی نہیں اے بندہ نواز / روز بیکار رہا کرتے ہیں

کس کے آگے کوئی اشعار پڑھے / کس سے یہ شعر سنا کرتے ہیں

ہاں مگر ساتھ ہم آنور کے / پچھلے اشعار پڑھا کرتے ہیں

وہ سخن سنج ہیں ایسے اس جا / نکتہ رس جیسے ہوا کرتے ہیں

سن کے البتہ وہ ہر ایک شعر / داد کچھ ہمکو دیا کرتے ہیں

سن کے بیٹھے کہا اے غیاث من / آپ ارشاد بجا کرتے ہیں

پھر کہیں آتے اُستاد یہاں / کبھی بے شغل رہا کرتے ہیں

سچ فرمایا کہ اچھا سنئے / ہم جو بیہودہ بکا کرتے ہیں

اللہ اللہ زباں سے اُن کی / کچھ عجب پھول جھڑا کرتے ہیں

شعر پڑھتے نہیں سنتے گویا / درِ فردوس کو وا کرتے ہیں

آپ ہم اُن کو منا کرتے ہیں / اور جفا ہوں تو گلا کرتے ہیں

قسم وہ بلبل ہیں کہ شوق گشت / سبکے پر و بال اُڑا کرتے ہیں

کوسوں ہو جاتی ہے غائب تاثیر / ہم اگر قصدِ دعا کرتے ہیں

جان دیں اُن کو محبت کر کیوں ہم / آپ وہ جان لیا کرتے ہیں

اک یہی مونسِ تنہائی ہے / مشورے دل سے ہوا کرتے ہیں

جو نسیمِ گل پہ بہار آتی ہے / پہلے ہم جان فدا کرتے ہیں

جو دلکو محبت کے مزے آئے ہوئے ہیں / وہ اپنی طبیعت پہ ابھی چھائے ہوئے ہیں

ہر بات پہ اظہارِ نزاکت ہے حیا سے / شامت ہے کہ تکلیف بھی کچھ پائے ہوئے ہیں

[illegible] لکھا ہے [illegible]

[illegible] اپنے کو [illegible] چاہیے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کو

[illegible]

[illegible]

کیوں آتش گل باغ میں ہے [illegible]

دن رات کا فرق ان کی محبت [illegible]

دل [illegible]

[illegible] ہم اور زیادہ

[illegible] ایک [illegible]

[illegible] گردش کا [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کو

[illegible] کو

[illegible] کو

[illegible] کو

[illegible] شام کا اور [illegible] سحر کو

[illegible] سمجھتا ہوں [illegible] کو

[illegible] قدم اور زیادہ

[illegible] اور زیادہ

رفتار میں چڑھ جاتا ہے [illegible] اور زیادہ

[illegible] اور زیادہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

پہونچے جو ہم تو زمانے کو رزق پہونچایا
ہمارے بخت کی گردش بھی آسیا ٹھہری

نکھرے چپکے گیا دل اعدا کے خار رستے ہیں
کہ جان راہِ فنا میں نہ ایک جا ٹھہری

ورقِ قبول پہ تھا منتظر اثر لیکن
ہجوم سے نہ لبوں پر مری دعا ٹھہری

لئے ہے مدِ نظر کیا اجل کا استقبال
لبوں پہ رہتی ہے کیوں جانِ مبتلا ٹھہری

نہیں [illegible] سہل کچھ اس مضطرب کی ناصبری
کہ ایک دم نہ جہاں میں کہیں صبا ٹھہری

ملے ہیں ہم سے وہ اس شرط پر کہ پھر ملیں
ہمارے صبر کی صبا بھی جزا ٹھہری

چرخ نے ظلم سے توڑے ہیں مکانِ دہلی
ہو رقم خطِ شکستہ سے بیانِ دہلی

جس طرف دیکھیے اللہ غضب آتا ہے
پڑھ گئی اور بھی بربادی سے شانِ دہلی

لوٹے اور بھی بازار ہوا گرم انکا
صاف ہے صورتِ آئینہ دکانِ دہلی

انکے اٹھنے سے یہاں بیٹھنے کو جا نہ رہی
ہند میں ظلِ الٰہی تھے نگہبانِ دہلی

لوٹے ہے حق نمک اس کا ہے سب پہ ثابت
کس دہن میں نہ گئی نعمتِ خوانِ دہلی

رشکِ گلزار ہی زخم سے تن اک عالم کا
بن گئی موسمِ گل فصلِ خزانِ دہلی

اہل دہلی کی سیہ بختی کا غم ہی صابر
کہ سیہ پوش ہیں سب حرف بیانِ دہلی

جو کہی اسنے [illegible] گر وہ کہی سنے بھی
آ بھی جھنجھپہ تو پھر کیا ہنگی میں سنے بھی

شام سے جاکے مرے دل وال کر کہیں وہ یہاں
آج سوچا ہے یہ ترکیب نئی میں نے بھی

ہیں جو اُکھڑا تو رقیبوں کو بھا چھینے نہ دیا
ایک ایسی ہی وہاں جا کے جڑی میں نے بھی

رلیا اغیار کے پیچھے کی قسم کیوں کھاؤں
آئی عالم کی زبان پر تو سنی میں نے بھی

ہو خجل لبِ شیریں کا تمہارے پایا
کھائی جی کھول کے یہ تلِ شکری میں نے بھی

کی بہت ردوبدل اس نے مگر مجھ سے ظہیر
بات مرضی کے موافق نہ کہی میں نے

گالی ہی کی ملاقات ہی یہ بھی نہ سہی
اور کیا اسکے سوا بات ہے یہ بھی نہ سہی

[illegible] ہیں ہم اک سال میں مشکل سے ملے
یہی گر باعثِ اوقات ہے یہ بھی نہ سہی

خط کا لکھنا بھی گراں ہی تو وہ بھی نہ لکھیں
دور کی طرفہ حکایات ہے یہ بھی نہ سہی

نظرِ لطف کبھی حال پہ کر لیتے ہو
اس میں گر قصدِ مساوات ہے یہ بھی نہ سہی

اور کیا دیتے ہو دشنام سوا تم مجھکو
آہ کرتا ہوں کبھی تنگ ستم سے ہو کر
چھوڑ دی آپ نے سب بندہ نوازی صابر
اور تو کیا ہے فقط ایک خوشی سے ملنا

یہی تحفہ ہی سہی [illegible] یہ بھی نہ سہی
گر جفا کی ہے مکافات [illegible] یہ بھی نہ سہی
ایک صابر کی عنایت ہے یہ بھی نہ سہی
یہی صابر کی کرامات ہے یہ بھی نہ سہی

ہزار دل کو نقاہت رہا دبائے ہوئے
ہوا بلند پریشانیوں کا جب رتبہ
کہیں [illegible] کیونکہ وہ ہر رنگ میں ہیں مجھے پورا
کہ [illegible] سر میں [illegible] مثالی کی
وہ منہ چھپا کے نہ بیٹھیں کہ نام اپنے لگا
منہ سے اٹھاتے ہیں شکووں کو ہم تصور میں
ہوا ہی صبر [illegible] صابر کو نا امیدی سے

وہ اب بھی سر پہ ہیں [illegible] اٹھائے ہوئے
وہ تیغ کرتے ہیں [illegible] سر سے اڑائے ہوئے
ہزار رنگ کی ہیں [illegible] لگائے ہوئے
قدم کو [illegible] ترقی سے ہیں بڑھائے ہوئے
کہاں تک ہیں [illegible] کو دبائے ہوئے
وہ گویا سامنے بیٹھے ہیں سر جھکائے ہوئے
کہ جیسے ہو کوئی اپنی مراد پائے ہوئے

جگر میں چوٹ کیا خون جگر کھانے سے
رند وہ ہوں کہ مری خاک سے خم بنتے ہیں
سب کو ملنے سے دیدار [illegible] ساقی
مجھ سے دنیا [illegible] ہونا [illegible]
وصل کیا پھر [illegible]

زندگی ہو گئی [illegible] مر جانے سے
پاؤں مر کر بھی نکلتا نہیں میخانے سے
ایک محروم ہیں جاتے ہیں میخانے سے
[illegible] سمجھا [illegible] جاتے [illegible] سمجھانے سے
آج کے دن [illegible] شہر [illegible] لینے سے

تیری طرز جفا وقت سخن کچھ اور کہتی ہے
[illegible] لیلی کی [illegible] آنکھیں [illegible] دیکھو
ڈر والے [illegible] لازم
بہار [illegible] گیا [illegible]
لگا دو آگ تم [illegible] اپنی [illegible]

مری گستاخی [illegible] زبان سخن کچھ اور کہتی ہے
[illegible] کچھ اور کہتی ہے
[illegible] کچھ اور کہتی ہے
[illegible] اور کہتی ہے
[illegible] داغ [illegible] کچھ اور کہتی ہے

چراغ صبح ہوتے [illegible] صابر
بہار [illegible] داغ [illegible] کچھ اور کہتی ہے

انتخاب دیوان حضرت خواجہ

میر درد

علیہ الرحمۃ

مقدور ہمیں کب ترے وصفوں کے رقم کا
حقا کہ خداوند ہے تو لوح و قلم کا

اس مسند عزت پہ کہ تو جلوہ نما ہے
کیا تاب گذر ہووے تعقل کے قدم کا

بستے ہیں ترے سائے میں سب شیخ و برہمن
آباد ہے تجھ ہی سے تو گھر دیر و حرم کا

ہے خوف اگر جی میں تو ہے تیرے غضب کا
اور دل میں بھروسا ہے تو ہے تیرے کرم کا

مانند حباب آنکھ تو اے درد کھلی تھی
کھینچا نہ پر اس بحر میں عرصہ کوئی دم کا

مدرسہ یا دیر تھا یا کعبہ یا بتخانہ تھا
ہم سبھی مہماں تھے واں اور تو ہی صاحب خانہ تھا

وائے نادانی کہ وقت مرگ یہ ثابت ہوا
خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

حیف کہتے ہیں ہوا گلزار تاراج خزاں
آشنا اپنا بھی واں اک سبزۂ بیگانہ تھا

ہو گیا مہمان سرائے کثرت موہوم آہ
وہ دل خالی کہ تیرا خاص خلوت خانہ تھا

کبھو خوش بھی کیا ہے دل کسی رند شرابی کا
بھڑا دے منہ سے منہ ساقی ہمارا اور گلابی کا

شرار و برق کی سی بھی نہیں یاں فرصت ہستی
فلک نے ہم کو سونپا کام جو کچھ تھا شتابی کا

میں اپنا درد دل جا کر کہا جس پاس عالم میں
بیاں کرنے لگا قصہ وہ اپنی ہی خرابی کا

زمانے کی نہ دیکھی جرعہ ریزی درد کچھ تو نے
ملایا مثل مینا خاک میں خوں ہر شرابی کا

جان پہ کھیلا ہوں میں میرا جگر دیکھنا
جی نہ رہے یار ہے مجھ کو ادھر دیکھنا

گرچہ وہ خورشید رو ہے مرے سامنے
تو بھی میسر نہیں بھر کے نظر دیکھنا

سو کبھی نہ تو کوئی دم دیکھ سکا اے نگہ
اور تو یاں کچھ نہ تھا ایک مگر دیکھنا

ذکر وفا کیجئے اس سے جو واقف نہ ہو / کہتے ہیں کس سے ہو تم تاک تو ادھر دیکھنا
نالۂ دل کا اثر دیکھ لیا درد بس / جی میں نہ سمجھئے یہ آہ ہی کر دیکھنا

اے اسیر یہ ہوس اتنا نہ ناز کرنا / بہتر ہے کیا اسے دل کا گداز کرنا
اے آنسو نہ آوے کچھ دل کی بات منہ پر / لڑکے ہو تم کہیں مت افشائے راز کرنا
ہم جانتے نہیں ہیں اے درد کیا ہے کعبہ / جیدھر پھرے وہ ابرو ادھر نماز کرنا

شکل نگین جو ہمسے ہوا کام رہ گیا / ہم رو سیاہ جل گئے تہہ نام رہ گیا
یارب یہ دل ہے یا کوئی مہمان سرا ہے / غم رہ گیا کبھو کبھو آرام رہ گیا
ہم تک کے چل بسے نہ ہوا پر مژدۂ وصال / کچھ آج ہوتے ہوتے سرانجام رہ گیا
کہتے ہیں وہ تپاک تو موقوف ہو گئے / اب گاہ گاہ بوسہ پیغام رہ گیا
از بسکہ ہمنے نام دوئی کا مٹا دیا / اے درد اپنے وقت میں ابہام رہ گیا

جگ میں آکر ادھر ادھر دیکھا / نظر آیا تو ہی جدھر دیکھا
جان سے ہو گئے بدن خالی / جس طرف تو نے آنکھ بھر دیکھا
نالہ فریاد آہ اور زاری / آپ سے ہو سکا سو کر دیکھا
ان لبوں نے نہ کی مسیحائی / ہمنے سو سو طرح سے مر دیکھا
زور عاشق مزاج ہے کوئی / درد کو قصہ مختصر دیکھا

ہمنے کس رات نالہ سر نہ کیا / پر اسے آہ کچھ اثر نہ کیا
سنگ ہاں تم ہوئے کرم فرما / اس طرف کو کبھو گذر نہ کیا
کون سا دل ہے وہ کہ جسمیں آہ / خانہ آباد تو نے گھر نہ کیا
تجھسے ظالم کے سامنے آیا / جان کا میں نے کچھ خطر نہ کیا
سب کے جوہر نظر میں آئے درد / بے ہنر تو نے کچھ ہنر نہ کیا

قتل عاشق کسی معشوق سے کچھ دور نہ تھا / پر ترے عہد سے آگے تو یہ دستور نہ تھا
رات مجلس میں ترے حسن کے شعلے کے حضور / شمع کے منہ پہ جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا
ذکر میرا تو وہ کرتا تھا صریحاً لیکن / میں جو پوچھا تو کہا خیر یہ مذکور نہ تھا

باوجودیکہ پر و بال نہ تھے آدم کے
وہاں پہونچا کہ فرشتے کا بھی مقدور نہ تھا

پرورش غم کی ترے یاں تئیں تو کی دیکھا
کوئی بھی داغ تھا سینے پہ کہ ناسور نہ تھا

محتسب آج تو میخانہ میں تیرے ہاتھوں
دل نہ تھا کوئی کہ شیشے کیطرح چور نہ تھا

درد کے ملنے سے اے یار برا کیوں مانا
اسکو کچھ اور سوا دید کے منظور نہ تھا

تجھی کو جو یاں جلوہ فرما نہ دیکھا
برابر ہے دنیا کو دیکھا نہ دیکھا

مرا غنچۂ دل ہے وہ دل گرفتہ
کہ جسکو کسی نے کبھی وا نہ دیکھا

یگانہ ہے تو آہ بیگانگی میں
کوئی دوسرا اور ایسا نہ دیکھا

اذیت مصیبت ملامت بلائیں
ترے عشق میں ہمنے کیا کیا نہ دیکھا

کیا مجھکو داغوں نے سرو چراغاں
کبھو تونے آکر تماشا نہ دیکھا

حجاب رخ یار تھے آپ ہی ہم
کھلی آنکھ جب کوئی پردا نہ دیکھا

شب و روز اے درد درپے ہوں اسکے
کسو نے جسے یاں نہ سمجھا نہ دیکھا

گل و گلزار خوش نہیں آتا
باغ بے یار خوش نہیں آتا

کیا جفا کی سوا تجھے کچھ اور
اے ستمگار خوش نہیں آتا

درد مجھکو یہ رات دن تیرا
نالۂ زار خوش نہیں آتا

چاہیے کس واسطے اے درد میخانے کے بیچ
اور ہی لذت ہے اپنے دل کے پیمانے کے بیچ

سیر باغ و بوستاں تو ہے یہ پہر گھڑی
آ بسے گا ہے فقیر و تکیہ ہی ویرانے کے بیچ

جو مزے ہیں مرگ میں سو جیتے جی پایا نہ جائے
کوئی جانے آہ کیا لذت ہے مر جانے کے بیچ

اسقدر تھا یا کرم یا ظلم رانی اسقدر
مہربانی اسقدر نامہربانی اسقدر

جان کو آنے دے لب تک نزع میں کیوں ہے یہ ہو
سختی مجھسے کرے ہے ناتوانی اسقدر

کیا کہوں دلکا کسو سے قصۂ آوارگی
کوئی بھی بے ربط ہوتی ہے کہانی اسقدر

درد تو کرتا ہے معنی کے تئیں صورت پذیر
دسترس رکھتی ہے کب بہزاد و مانی اسقدر

کرتا رہا ہے دیدۂ گریاں کی احتیاط
پر ہو سکی نہ اشک کے طوفاں کی احتیاط

خار مژہ پڑے ہیں مرے خاک میں ملے
اے دشت اپنی کیجیو داماں کی احتیاط

جوشِ جنوں کے ہاتھ سے فصلِ بہار میں
گل سے بھی ہو سکی نہ گریباں کی احتیاط

دیکھے تغافل اس کو گر ہے ابھی کو تیری نہیں
ہے زلف کو بھی اپنی پریشانی کی احتیاط

داغوں کی اپنے کیوں نہ کروں درد پرورش
سو باغباں کرے ہے گلستاں کی احتیاط

لایا تھا تو نہ آج تلک ہاتھ سوئے تیغ
وابستہ تیرے قتل سے تھی آبروئے تیغ

کھینچے نہ قتلِ اہلِ وفا سے تو ہاتھ ہے
بارے کہیں نکالے اب آرزوئے تیغ

کوئی مزاج دان نہ ہوا آج تک مگر
ایک آشنا کی خو سے ملتی ہی خوئے تیغ

حیا نثار اور بھی ہے پھر آ ابروان یار
پھر کس طرح نہ ٹھہرے کوئی روبروئے تیغ

اے درد مثلِ زخم زباں کھینچے ہاتھ سے
دیکھا نہ آنکھ کھول کے ہم تیرہ روئے تیغ

پیغام پاس بھیج نہ مجھ بیقرار تک
ہوں نیم جان میں سو بھی ترے انتظار تک

صیاد اب رہائی سے کیا مجھ اسیر کو
ہے کس کو زندگی کی توقع بہار تک

راہِ عدم میں درد میں اتنا ہوں تیز رو
پہونچا صبا کا ہاتھ نہ میرے غبار تک

مژگانِ تر ہوں یا رگِ تاکِ بریدہ ہوں
جو کچھ کہ ہوں سو ہوں غرض آفت رسیدہ ہوں

کھینچے ہے دور آپ کو میری فروتنی
افتادہ ہوں پہ سایۂ قد کشیدہ ہوں

ہر شام مثلِ شام ہوں میں تیرہ روزگار
ہر صبح مثلِ صبح گریباں دریدہ ہوں

کرتی ہے بوئے گل تو مرے ساتھ اختلاط
پر آہ میں تو موجِ نسیمِ وزیدہ ہوں

اے درد جا چکا ہے مرا کام ضبط سے
میں غم زدہ تو قطرۂ اشکِ چکیدہ ہوں

ہم کس ہوس پہ تجھ سے فلک جستجو کریں
دل ہی نہیں رہا ہے جو کچھ آرزو کریں

تر دامنی پہ شیخ ہماری نہ جا ابھی
دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں

سر تا قدم زباں ہیں جوں شمع گو کہ ہم
پر یہ کہاں مجال جو کچھ گفتگو کریں

ہے گل کو بھی ثبات نہ ہم کو ہے اعتبار
کس بات پر چمن ہوسِ رنگ و بو کریں

ہے اپنی یہ صلاح کہ سب زاہدانِ شہر
اے درد آ کے بیعتِ دستِ سبو کریں

اُس نے کیا تھا یاد مجھے بھول کر کہیں
پاتا نہیں ہوں تب سے میں اپنی خبر کہیں

پھرتی رہی تڑپتی ہی عالم میں جا بجا
دیکھا نہ میری آہ نے روئے اثر کہیں

[illegible]

ملنے نہیں ہم وہ بہت خود تمام کہیں ہو
پھر اس دل بیتاب کو آرام کہیں ہو

خورشید کے مانند پھروں [illegible]
[illegible] کہیں ہو

میخانۂ عالم ہو وہ [illegible]
ہو جسکے جو صراحی کہیں [illegible] جام کہیں ہو

وعدہ تو گئے [illegible]
پھر ایک بھی [illegible] کہیں ہو

ہرچند تجھے صبر نہیں درد و لیکن
اتنا بھی نہ ملیو کہ وہ بدنام کہیں ہو

مست ہوں پیر مغاں کیا مجھکو فرماتا ہو
پابوس ختم کروں یا دست بوسی [illegible]

صبح اور خورشید کے مانند پھری جیب کو
[illegible]

تیری [illegible] آشنا میاں مشہور [illegible]
ایک قطرہ [illegible]

اپنے [illegible] چاہو سو پیدا کرو
[illegible] آزاد کرو

[illegible]
داستان درد کو [illegible] یاد کرو

[illegible]

تہمتیں چند اپنے ذمے دھر چلے
کس لیے آئے تھے ہم کیا کر چلے

زندگی ہے یا کوئی طوفان ہے
ہم تو اس جینے کے ہاتھوں مر چلے

شمع کے مانند ہم اس بزم میں
چشم تر آئے تھے دامن تر چلے

ساقیا یاں لگ رہا ہے چل چلاو
جب تلک بس چل سکے ساغر چلے

درد کچھ معلوم ہے یہ لوگ سب
کس طرف سے آئے تھے کیدھر چلے

چھپانا ہے گر ... پوشیدہ ... نکل سکے
مشکل ہے ... جیسے سے جی نکل سکے

شعر ... اس ... [illegible]
ہاں دست و پا ... کوئی ... ہل سکے

گر ... خلق کی نظر ... [illegible]
... اگر ... سنبھل سکے

کہہ اور ... غزل کوئی اس ردیف میں
اے درد قافیے کو اگر تو بدل سکے

ارض و سما کہاں تری وسعت کو پا سکے
میرا ہی دل ہے وہ کہ جہاں تو سما سکے

میں وہ فتادہ ہوں کہ بغیر از فنا مجھے
نقش قدم کی طرح نہ کوئی اٹھا سکے

غافل خدا کی یاد پہ مت بھول زینہار
اپنے تئیں بھلا دے اگر تو بھلا سکے

اطفائے نار عشق نہ ہو آب اشک سے
یہ آگ وہ نہیں جسے پانی بجھا سکے

مست شراب عشق وہ بیخود ہے جس کو حشر
اے درد چاہے لائے بخود پر نہ لا سکے

دشوار ہو گئی ... [illegible]
... [illegible] ... کہانی

[illegible]
... [illegible] ... حوالہ

[illegible]

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتخاب دیوان میر نظام الدین ممنون دہلوی

[illegible] | [illegible]

[illegible] | [illegible]

[illegible] | آئینہ خانہ جہاں حسن ترا [illegible]

[illegible] | [illegible] عشق [illegible]

[illegible] | [illegible] الفت [illegible]

ہوئی دل [illegible] | اسکے [illegible]

وحشت [illegible] غول ہوا [illegible] | [illegible]

[illegible] خرد آبلہ [illegible] | [illegible]

[illegible] قدم [illegible] | [illegible]

خون میں [illegible] | [illegible]

[illegible] | [illegible]

[illegible] خون ہو [illegible] | [illegible]

[illegible] تلک اس [illegible] | [illegible]

سینہ [illegible] | ایک [illegible]

واقف [illegible] | کیا تری درگاہ میں حاجت [illegible]

[illegible] دل خون ترا | [illegible] چاہیے تجھے [illegible]

تجھے نقش ہستی مٹایا تو دیکھا | جو پردہ تھا حائل اٹھایا تو دیکھا

[illegible] حسن کا پرتو [illegible] | [illegible] تو دیکھا

[illegible] | [illegible] جو دل کو جلایا تو دیکھا

[illegible] | [illegible] ایسا بنایا تو دیکھا

ہو کیونکہ ممنون پیر مغاں کا
یہ عالم جو ساغر پلایا تو دیکھا

گماں نہ کیونکہ کروں تجھ پہ دل چرانے کا
جھکا کے آنکھ سبب کیا ہے مسکرانے کا

وفور گریہ ترحم ہجوم نالۂ گرم
کہ ہے ارادہ ترا درد دل سنانے کا

یہ سینہ ہے یہ جگر ہے یہ دل ہے بسم اللہ
اگر خیال ہے تلوار آزمانے کا

دیا ہے وعدہ جاں بخش سے تمہیں مقدور
ہزار اتر رہے مردہ کو جلانے کا

وہ تیر ناز لگا کر کہے مرے دل پر
کہ یہ خدنگ ہے لائق اسی نشانے کا

الٰہی جیب کہ دامن کہ آستیں دہو ڈالا
مژہ نے سیکھہ لیا شغل خونفشانی کا

[illegible] بجا مرض عشق سے کوئی ممنون
نہیں دریغ بہت ہے تری جوانی کا

رات [illegible] ایک آہ جو وہ بہ مہجور ہوا
رشتۂ بستر [illegible] راحت دم سا طور ہوا

دل پر شوق کہ تھا تنگ شکیب پر کاہ
دل بے ہمت کہ حریف شرر طور ہوا

مجھکو نزدیک بدل جا ہو یاران وطن
تفرقہ سازی دوراں سے ہیں گو دور ہوا

چاندنی مارگئی [illegible] دل زخمی کو رات
پرتو انداز یہ کس کا رخ پرنور ہوا

[illegible]
کبھی کھولی قبا گہ طرۂ عنبر فشاں باندھا

[illegible]
بس اب احرام ہوئے خانۂ [illegible] باندھا

[illegible]
ہر قدم پر ہاتھ میں داماں قاتل آگیا

[illegible] سے [illegible] ذرا کوئی آنکھ
تو [illegible] بالیں کو وہ بیدل آگیا

کوئی کہہ دے [illegible] سے یوں لگا
گر [illegible] اک ناتواں بسمل نکل گیا

مجھہ لگا ہوں [illegible] کیا چاہتے تھا [illegible]
تیری چتون دیکھکر لیکن یہ مسائل آگیا

[illegible]
آہ اک ہونے کا ہوتا ہی ہی غافل آگیا

[illegible] قدم [illegible] آیا
جب تلک صبا کا جھوکا نہ تیری بو لایا

[illegible] رات [illegible]
کہ ہر رگ ہونے بدن پر [illegible] نشتر توڑا

[illegible] غم لکھی تھی
کہ مرے نامہ نے بازوئے کبوتر توڑا

[illegible]
وہ لگے کہنے یہ طعن آپ نے ہم پر توڑا

ہر مو سے سوز غم نے شعلہ اٹھا کے چھوڑا
الفت کو آگ لگیو آخر جلا کے چھوڑا

کیا کیا نہ میں ہوں پر کا صیاد بستگاں نے
جو تو اسیر چھوڑا مجھکو دکھا کے چھوڑا

اس گردن و کمر میں خم ہو چکیں ہیں باہیں
بے جرائی دل نے قابو میں لا کے چھوڑا

اے باد آہ جنبش اتنی ہی تھی نہ لازم
ایک ایک پارہ دل آخر اڑا کے چھوڑا

کیا کہہ گئے طبیب اب بیمار کو تمہارے
کہتے ہیں آسرے پر ہمکو خدا کے چھوڑا

ممنوں سے محبت پی سہل مت سمجھکر
یہ جام کم کسی نے منہ سے لگا کے چھوڑا

سینہ میں ایک نفس ہی نہ ترا تیر رہا
خون حسرت میں تڑپتا دل نخچیر رہا

بے ہاری بیکسی دامن بے یاری جیب
کہ مرا دست جنوں بستۂ زنجیر رہا

جب کیا قہقہہ مانند صراحی ہمنے
گریۂ خوں ہی یہاں ساتھ گلوگیر رہا

دل میں کیا کیا ہوس عرض تمنا تھی و لے
تری چتون کا وہ ڈھب مانع تقریر رہا

کیا لگا ہو نسیے یہاں رخ بسمل ٹپکا
ایک قطرہ نہ تری چشم سے قاتل ٹپکا

بطرح شب تپاں دل بیتاب تو ہوا
سینہ کا جا بجا سے گستہ رفو ہوا

بیمار انتظار نے تیرے غشی سے آنکھ
کھولی ذرا تو بس نگراں چار سو ہوا

غمزہ نے کس کے تیغ لگائی کہ چشم میں
انداز صید نگہ تشنہ لہو ہوا

یہاں ارتباط شعلہ و خس ہی بہم کہیں
جتنا جلا فروغ ترا شعلہ خو ہوا

نہ رہا پر نہ طپش سے دل بیتاب رہا
رات ہاتھوں میں نہ کیا کیا میں اذیت سے رہا

اسکی آنکھوں سے ستارہ و نگہ تیز نگہ
صبح تک جسکا کھلا دیدۂ بیخواب رہا

کیا تپ دل تھی تہ خاک کہ تربت پہ مرے
ملتہب یا سا شاخ لالہ شاداب رہا

چشم سے کیا ترے بیمار کی حسرت ٹپکی
کہ شب اشکوں سے بھرا دیدۂ احباب رہا

گزرتا ہی جنازہ دیکھنا یہ جان من کسکا
ذرا پہچان تھا بیمار چشم سحر فن کسکا

ترے قربان اتنا پوچھ آکر نعش پر میری
شہید ناز ہے یہ کشتہ خوں میں کفن کسکا

گنہ میرا ہی رنگ چہرہ گونا گوں ہو محفل میں
اشارہ غیر سے کرنا گنہ ہے جان من کسکا

بہجوم ناز و انداز و ادا میں دل ہوا کشتہ
کہے ہے لوگ میں قاتل دو لب [illegible] کسکا

تھا حسن میں نہ رنگ ادا کا نہ ناز کا / یہ نقش پا دکھا رہی آئینہ ساز کا

اے شیفتہ فقط بت صنم تیرے پاؤں [illegible] / چھپتا ہے سادہ راہ پر اس مجاز کا

سینہ میں برچھیاں سی لگا گئیں میں صبح [illegible] / شب تھا خیال کس نگہ نیم باز کا

دامن بچا ہو کہ مسیحا ادھر ہے قصد / پھر اک شرار نالۂ افلاک تاز کا

تصویر بت چھپائی ہے ممنوں نے سینہ [illegible] / گوشہ اولٹ کے دیکھو ٹک جانماز کا

وہ مرا نالہ سنتے گیا گھر [illegible] / سینہ میں اس دل نازک کو دیکھتے دیکھا

ہم نہ کہتے تھے کہ ممنوں نہ بتوں کو دیکھو / ہاتھ سے لیگئے دل تکتے ہی تکتے دیکھا

کل وصل میں بھی نیند نہ آئی تمام شب / ایک ایک بات پر تھی لڑائی تمام شب

کس بے ادب کو عرض ہوس ہر نگہ میں تھی / آنکھ اس نے شرم میں نہ اٹھائی تمام شب

ممنوں [illegible] کہاں ہوتی فرصت قیامت / کیونکر یہ [illegible] قیامت

آہستہ تو سے ہم یہ جو ہوئی تھی سو ہو لی / آیا دو [illegible] قیامت

رفتار تری اس دل مضطر میں بھی ہے / آئی ہے قیامت [illegible] قیامت

لگ اٹھی آگ قفس میں صیاد / برق [illegible] قفس [illegible] صیاد

تیغ زن کس پہ رہا تو کہ ہے / ہم [illegible] ہوس [illegible] صیاد

خونچکاں صید دواں آتے ہیں / [illegible] قفس میں صیاد

جان و دل ہوں یہ عنایات ستمگر دیکھ کر / آیا دکر [illegible] مرا دل تو کبھی خنجر دیکھ کر

خاک میں لوٹیں ہیں یہاں کیا کیا تمنائیں [illegible] / ٹک قدم رکھتا ادھر تربت اور پھر دیکھ کر

یہ نہ جانا تھا کہ اس محفل میں ان [illegible] / ہم تو [illegible] چلے آئینگے ہم پھر دیکھ کر

نظروں میں وہ کچھ تھا آنکھیں ملا ملا کر / سینے ہیں دل اڑا ہم لیکن جتا جتا کر

پوچھا اپنا [illegible] کس کو ڈرا ڈرا کر / ہم دل پہ زخم کھائیں شعلوں [illegible] لگا کر

دہشت جنوں [illegible] مشکل کیا ہو گیا گزر [illegible] / ہر خار سے ہوں آیا دامن [illegible] کر

میں دل کو ڈھونڈتا ہوں تم ہی لے گئے [illegible] / کیوں مسکرا رہے ہو آنکھیں ذرا اٹھا کر

کہتے تھے [illegible] ممنوں تونے آخر / دل [illegible] آنسو بہا بہا کر

آہ کسکا دل زخمی ہے نہ خاک ہنوز
کہ نکلتے ہیں سینے گل جگر چاک ہنوز

کیوں کریں ہاتھ سوے منعم مغرور دراز
پاؤں بیٹھے ہیں سمیٹے ہم طرف گور دراز

زلف سے مانگ تلک مانگ سے تا حد قصد
دل کو آیا ہے سفر پیش عجب دور دراز

دل خروشاں ہے یہاں لب خاموش
خم سربستہ ساں ہیں سر جوش

اون محفل میں اب ہوا ساقی
ہر طرف سے ہے بانگ نوشا نوش

واہ طرز کلام ممنون واہ
کس قدر ہے پسند صاحب ہوش

دیکھو تو اس ادا میں ہے مجنوں شیدا ایک طرف
بانگ درا سے ناقہ پر نالہ سا اٹھا ایک طرف

کیا تشنہ کام [illegible] زخم ناز کو
بیتاب ایک جانب خنجر [illegible] ایک طرف

زلفیں [illegible] آیا جو وہ کیا گری ہے [illegible]
تسبیح زاہد ایک طرف زنار [illegible] ایک طرف

ہے [illegible] ساقی [illegible]
پیمانے آج زاہد جام [illegible] ایک طرف

[illegible] دل [illegible] زیر خاک
تو ہو چکا نصیب تجھے خواب زیر خاک

[illegible] برق [illegible]
دامن اٹھا کے [illegible]

خرام ناز سے [illegible]
زمیں پر فتنہ [illegible]

[illegible] ہو چکی ظالم
ترود میں دل احباب ہے جان دو [illegible]

نکہت کو [illegible] اور [illegible] ہم
لے عطر تیرے تن سے قبا اور قبا سے ہم

[illegible] عطر گریباں [illegible]
گل سے چمن چمن سے ہوا اور ہوا سے ہم

[illegible]
شانہ سے مو [illegible] اور [illegible] سے ہم

آئینہ [illegible] اکتساب نور
دل آئینہ سے دل سے صفا اور صفا سے ہم

ہر [illegible] قدر انداز سے تیرے
حیران قد رقد سے قضا اور قضا سے ہم

[illegible] تیرے لب میں ہے بیخودی مگر
ہونٹوں سے تیرے مست [illegible] اور [illegible] سے ہم

ممنون کی عجیب غزل جسکی مدح سے
عاجز ہیں [illegible] اور [illegible] سے ہم

ہو سکے یا ہر سے قاصد کا نہ پیغام تمام
تھا سخن [illegible] قاتل نے کیا کام تمام

طپش دل نے نہ چھوڑا کبھی ہم ایک [illegible]
[illegible] نام تمام

دن ڈہلا جائے ہے جی ہمارا ڈہلے ہے شتاب | کیونکہ وعدہ کا ترے روز ہوتا شام تمام

کر حسرت دل بتائیں گے ہم | تمکو بہی بہت رلائیں گے ہم
بیتابی دل ذرا ٹہیر جا | تک چاک جگر سلائیں گے ہم
چاہو جس پاس جاکے بیٹہو | تم سے دل ہی اٹہائیں گے ہم
اٹہو ترے در پہ آکے بیٹہے | جو ظلم ہو سو اٹہائیں گے ہم
ممنون جیتے رہی شب ہجر | منہ وصل میں کیا دکہائیں گے ہم

چل بسے قافلے یاروں کی خبر ہے کہ نہیں | دل غفلت زدہ کچہہ فکر سفر ہے کہ نہیں
چشم گریاں ترے رخسار پہ شب تہی کسکی | شبنم آلودہ سا کچہہ وہ گل تر ہے کہ نہیں
روبروے غیر تو ہنگام سخن رکہتے ہو | ہرتی پہرتی مری قسمت میں نظر ہو کہ نہیں

صورت نقش قدم مجہسے اٹہا جائے کہاں | اس سر راہ پہ بندہ تو رہا جائے کہاں
مجہکو ہر بار نکلوا چاہیے در سے پیارے | تو ہی کہہ دل جو کہیں کا ہو لگا جائے کہاں
ہے جو احوال ستم دیدۂ ہجراں کا ترے | وہ کہا جائے کہاں اور سنا جائے کہاں

قہقہہ شیشہ صفت جب میں کبہو کرتا ہوں | گریۂ خون سے لبریز گلو کرتا ہوں
تو نے دل زخمی کو نہیں لذت درد | ہمیں پہر نشتر پہ زہر فرو کرتا ہوں
خم میں بیٹہا جو فلاطوں تو یہ کہتا تہا سپہر | رہ تیری خاک کو میں صرف سبو کرتا ہوں

یہ صفا یہ رنگ۔ یہ خوبیاں۔ جو بہریں ہیں عارض یار میں
نہ سمن میں یہ۔ نہ چمن میں یہ۔ نہ گلوں میں یہ۔ نہ بہار میں

دل فریبی پہ تو وہ رشک پری دیکہو تو | دل ندے یہ ہی تاب بشری دیکہو تو
گہ دخاں گاہ ہوا شعلے گئے گاہ برق | تک یہ نیرنگی آہ سحری دیکہو تو
دل نہیں ماندہ پہ کیا [illegible] اٹہے صبر و قرار | سب چلے یہ رفقاے سفری دیکہو تو
دین و دل جان لیا کچہہ بہی نہ چہوڑا جو تہا | ایک گالی بہی نہ دی صفت بری دیکہو تو
جلوہ اس کا گلوں جلوہ نما ہو سکے تہا | ہم ہیں مشتاق نظارے بصری دیکہو تو
صبا پیغام یہ کہیو ہمارا [illegible] کو | سنا جایا کرے آواز کہتے ہم اسیروں کو

اک نظر لڑتے ہی اظہار کیا کیا کیا کچھ
تجھ چپا سا تبسم قول غلط سے بے غلط
آپ کو تاک کیا تاک کو برباد دیا
پیوستہ وہاں ہی تیر کماں ستم کے ساتھ
شب ہم کو کشت و خون رہا فوج غم کے ساتھ
کون آئے کہ سینہ میں بیدار ہو گئی
لے چشم انتظار تو اختر شماری رہ
یہی ہی ظلم نہ کیجے جور نا گہاں
یارب یہ کسکا چہرہ دلکش ہے جو ادھر
پیچ تجھکو ربط غیر سے کب ہی کہیے ہی صفا
کسی کا دل جو لینا تو لیجے چاہ کی راہ
دلدار مرکو [illegible] کچھ [illegible] گیا
روش کچھ اور ہی ہے کس میرے طریق ہیں اور
پڑے ہیں مست در دیر پر مرید و آو
کسیکی پر قد لطف پر [illegible] چشم اس کی
دل کے یہ داغ ہیں اک آگ لگانے والا
خواہ بیداد تو کر خواہ فلک خواہ یہ دل
پاؤں ممنون نے نکالے ہیں بہت [illegible]
نگاہ و غمزہ سے اس کی ستم یہ جان پڑی
نپوچھ کچھ مری راحت کہ بن ترے کروٹ
جو خوں ہو طرز تبسم سے دیکھ پھر بھی
قسم جنوں کے سنگ ستموں کی آنچ نہیں
کبھی نہ حالت ممنون کو نہ یہ دیکھو [illegible]

دو اشاروں میں ہوئے شوق دل کیا کیا کچھ
وفا بھی [illegible] کی ندو فغا کیسا کیا پڑھ
گوشہ نشیں کی ہیں دم مشق فنا کیا کیا کچھ
کیا دیکھئے سلوک ہوں صید حرم کے ساتھ
سو حسرتیں شہید ہوئیں اپنے دم کے ساتھ
صد آرزوئے خفتہ صدا سے قدم کے ساتھ
یہ رات آشنا ہی نہیں صبح دم کے ساتھ
اول کرے ہی مجھکو وہ تو گر کرم کے ساتھ
چاتا ہے تیری کبھی مرا ہر اک قدم کے ساتھ
رکنا تری زبانکا جھوٹی قسم کے ساتھ
کہ نہیں فائدہ کا فائدہ ہے راہ کی راہ
کہ [illegible] سے اس نکال سپاہ کی راہ
دلا نظر نہیں آتی ہے کچھ سباہ کی راہ
کہ شیخ بھول گئے رات خانقاہ کی راہ
جو اختیار ہے ممنون نے کی گناہ کی راہ
جو مرے پہلو میں بیٹھے ہو جلانے والے
ہم بہ مشکل ہیں اک ظلم اٹھانے والے
ہیں یہی اس شہر میں زنجیر ہلانے والے
کہ تیغ تیغ پہ لگتی سنان سناں پڑی
لگے ہے دشنہ پہ کہہ تیغ خوں چکاں پڑی
خیال بوسہ نہیں اس لب دہاں پڑی
یہ پھر ہیں کہ گراں جسم ناتواں پہ سے
کہ ہاں نہ دوا دیہ تاب دل طپاں پڑی

غمزہ کو بہر ہے کا شبہ اس دل [illegible] عاشق کی
وصل میں بھی نگاہ شوق [illegible] آنکھی
حسرت و یاس و رنج و غم محنت و غصہ و درد
نے گل خندہ زن ہوئے بلبل [illegible]
نام بھی اپنا بہت [illegible]
شعر [illegible] سے کل [illegible]
وداع ہوش کو [illegible]
نگاہ ناز و نیاز [illegible]

کیا مقام [illegible]
کیا شکست ضبط آہ [illegible]
وداع اس [illegible]
یہ بھی [illegible]
پھر [illegible]
گھر میں [illegible]
عشق [illegible]

[illegible]
جگر کے درد سے رنگین نشان آہ گئے
[illegible] ضبط سے وہ آہستہ جگر اپنا
[illegible] مشغول [illegible] اس کا نام
[illegible] ہم کو بٹھا دیا ہی کہ
یہ سبزہ [illegible] پا فلک ہم
[illegible]
مشغول ہم فقط [illegible] رہتے ہیں

قطرہ خون ہی وہ پیدا کشتہ جان خراش سے
[illegible] سے غمزہ کی [illegible]
[illegible] دل [illegible]
باغ جہان میں فائدہ کیا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

دل شہید کے غم میں علم سیاہ لیے
نہ ضبط کرتے ہی بن آئے کہ نہ آہ کیے
اس آہ سے یہ نہ کیا کیا یہاں گناہ کیے
پھر اضطراب دل نے وہاں سے اٹھا دیا ہی
[illegible] ظالم ملا دیا ہے
[illegible] اک چاند سا دیا ہی
البتہ ایک دل تو درد آشنا دیا ہے

فقط

انتخاب کلیات ملک الشعرا مہدی علی
ذکی مرادآبادی معاصر شیخ ناسخ

داد و اصل علی رتبہ جناب پاک کا / جسکے حسن جلوہ پر نازاں شرف لولاک کا

جلوہ کرتا ہے دوبالا دلبر چالاک کا / چھینٹی رنگت پہ عالم چھینٹی پوشاک کا

خون کا دریا تھا سینہ میں اپنے موج زن / تیر کر نکلا خدنگ ناز اس سفاک کا

ناز معشوقانہ کو زیبندہ ہے شان حجاب / لن ترانی گو ہے جلوہ شاہد بیباک کا

ریختے میں بوئے معنی سے کئے پیدا ذکی / سرزمین ہند میں کیا عطر کھینچا خاک کا

دل میں جلوہ دیدار سے دیکھا اثر پیدا / نقاب لن ترانی گرچہ تھا پیش نظر پیدا

شب تاریک میں برق تجلی جلوہ گر ہووے / جو شکیں جعد میں اس سیمتن کی ہو کمر پیدا

بگولے کی طرح اٹھتا ہوں میں صحرا نوردی کو / کیا ہے بے سر و پائی میں کیا پائے سفر پیدا

لگی یہ زخم جگر کا رنگ ہو پھر داغ سینہ روشن / جو اپنی خاک سے ہو لالہ خونیں جگر پیدا

تن و جاں کی نہیں اصلا خبر آشفتہ حالوں کو / ہوئے ہیں بیخودی کے واسطے ہم بیخبر پیدا

ذکی ہوں شمع اپنی زندگی جلتے کٹی ہے / کیا تو سوز دل کے واسطے ہم کو مگر پیدا

رمز سوال ہے نہ اشارہ جواب کا / خانہ خراب عالم شرم و حجاب کا

کیونکر نہ خون ہو مری حسرت بھری نگاہ / آنکھوں میں کٹ گیا ہے زمانہ شباب کا

ساقی رہا نہ بزم خرابات نہ حریف / افسانہ رہ گیا ہے مرے حال خراب کا

پیدا لطف زندگی کی بہاریں ہیں رنج میں / عیش و طرب کے ساتھ مزا ہے شراب کا

اس [illegible] ہو مشتاق خاطر ہو ذکی / مشتاق شوق ہو غزل انتخاب کا

[illegible] خانہ خراب کا / [illegible] کا زمانہ شباب کا

[illegible] ہرگز نہیں [illegible] / دیکھا [illegible] زندگی میں [illegible] کا

[illegible] / دیکھا [illegible] گلاب کا

[illegible] / [illegible] افسانہ خواب کا

ہر غنچہ میں چھپی ہوئی اک بات ہے ذکی — گویا جواب ہے دہن لا جواب کا
دیکھا جو سبز رنگ بت سبز پوش کا — خوں زہر ہو گیا دل خونابہ نوش کا
گویا صریر خامۂ معجز نگار سے — مضمون لڑ گیا ہے فغان سروش کا
شانوں پہ اس پری کے پریشاں جو زلف ہے — انداز اور ہے دل خانہ بدوش کا
وہ دل نہ وہ بہار نہ وہ پیچ ہے — افسانہ رہ گیا مرے جوش و خروش کا
دریا کی سطح پر قلم موج سے ذکی — تحریر حال کیجیے اشکوں کے جوش کا

یہ لطف ہے کہ تکلف ہے آشنائی کا — یہ دلبری ہے کہ فقرہ ہے دلربائی کا
نہیں خیال کچھ اس گل کی بیوفائی کا — بہار پر ہے مزا تازہ آشنائی کا
جگر کا داغ ہے مثل ہلال روز افزوں — خواہش ہے یہ کسی ناخن حنائی کا
مزے جہاں کے اٹھائے ہیں خاکساری میں — کہ بندگی میں تماشا کیا خدائی کا
ذکی جہاں میں کیا کیا دو رنگیاں دیکھیں — جو رات وصل کی گزری تو دن جدائی کا

یہ کیا سبب ہے تکلف ہے مہربانی کا — تپاک سے ترے دھڑکا ہے بدگمانی کا
سنا ہے شہرہ تری غمزۂ نہانی کا — کہ جی تڑپنے لگا برق لن ترانی کا
ہنوز دشت جنوں میں غبار اڑتا ہے — نشان باقی ہے مجنوں کی بے نشانی کا
تڑپ اٹھے جو دل زار بیقراری سے — قیامت آئے جو ہو زور ناتوانی کا
ذکی رہی نہ کہیں جوہر سخن کی قدر — کسے دکھائیے انداز نکتہ دانی کا

[illegible] — واحسرتا ہے یاری چھوٹا تو گریباں کا
ہوس بادہ کہاں شیشۂ مستانی میں — لب ساقی کی گر رنگ ہو تو مزہ اس کا
لے اڑی انجمن ناز میں دل کس کی نگاہ — چٹکیاں لینے لگا غمزۂ پنہاں کس کا

طرفہ موزوں رات حسن و عشق کا افسانہ تھا — شمع اک مصرع تو اک مصرع پروانہ تھا
صبح میں تعبیر کے یوسف کو نیند آنے لگی — تھا جو خواب زلیخا کا عجب افسانہ تھا
اے قیامت کیا کیا ہو تفرقہ پرداز چرخ — کس مزے پر اتفاق جلسۂ یاراں تھا
داغ ہو کر دل نے دکھلایا تماشا بے بہار — چشم تر کو اشتیاق جلوۂ جانانہ تھا

یہاں شب تار غم میں شغل تنہائی ذکی | صبح محشر تک زباں پر زلف کا افسانہ تھا

قاصد کے ہوش گم تھے یہ طرفہ ماجرا تھا | کہتا تھا کچھ زبانی اور خط میں کچھ لکھا تھا
شکل حباب کیا کیا آنکھوں سے رنگ دیکھے | کیا چشم تر کا ساغر جام جہاں نما تھا
وہ پیچ پڑ رہے ہیں ایسا کہ آنکھ جھپکی | برق طور کی تجلی یا شعلۂ حنا تھا
اک بات پر تمہاری سوجھی سے ہم تو فریاد | کچھ بات اپنے جی میں جو کہا جائیے وہ کیا تھا
سنکر پڑا دل ذکی سے ایسے ستم کا شکوہ | خاموش کیوں ہوا تو گر دل میں حوصلہ تھا

شب غم اختلاط ہم دلستاں سے تھا | دل سے نہ ایک حرف شکایت زباں پہ تھا
لانا نہ تھا رقیب کے آگے زبان پر | شکوہ جو کچھ ہمیں اس بت نامہرباں سے تھا
اغیار کی نے جرأت کے یکسر مٹا دیا | ہر جا چرچا کہ ہر کہ شور و فغاں تھا
حالت میں اپنی گرم فغاں تھا میں ہمسفر | شکوہ بہار سے نہ گلہ باغباں سے تھا
آتش تھی غم کی برق سے کئی بوسے | اٹھتا بلند گرد رہ کارواں سے تھا
کچھ دیر رفتہ رفتہ گئی ہم اتنے جہاں میں | پھر کچھ خبر نہیں کہ ملاقات جہاں سے تھا
غیروں نے آ کے کہیں جو یہاں شدید ذکی | معلوم کچھ ہوا کہ اشارہ کہاں سے تھا

شیشہ ساں یاں جگر غم سے لہو کرتا تھا | بار حسرت سے گو بند گلو کرتا تھا
دامن سے ہوا خاطر صبا دکھ | ابر چمن کو کرتا تھا
رشتہ تار کو جیب کی خاطر | چاک پیراہن رفو کرتا تھا

شب وصل گزر گئی تو سحر کو اپنا ہوا اتنا | دل کو ... خوب تھا
یہی ہائے خوب تھی زندگی کہ ہماری ... | ... شوق کا اثر تھا
گئے دن گزر جو شباب کے تو مزے جہاں کے ... | ... نہ کا سال تھا
نہ وہ اختلاط کی گھات تھی نہ وہ ارتباط کی بات تھی | نہ تو دن وہ تھا نہ وہ رات تھی نہ وہ ماہ تھا نہ وہ سال تھا
مرے حال زار پہ کی نظر تو رہی نہ اسکو بھی کچھ خبر | ہوئیں حیرتیں جو ادھر ادھر تو جواب تھا نہ سوال تھا
یہ کشمکش تھی دلمیں ساری کہ اپنی طبع نہ جمتی تھی | لکھیں اس میں شعر غزل ذکی ... تو خیال تھا
وہ نگاہ اس بت ... کا کہ خون ہو دل غزال چین کا | وہ جلوہ افشاں ... کا

نکلتا غمزہ سے رمز پائی کھلی تغافل سے کج ادائی
کہ آفت جاں آشنائی حجاب ہی چشم شرمگیں کا

کہوں نہیں اس شکریں دہن سے کہ رنگ اڑایا تری ہنسی نے
جو خندہ شمع انجمن سے مزا ٹپکتا ہی انگبیں کا

زماں ہنشیں کا داجدا ہی کہ عبرت افزا یہ ہر بلا ہی
زباں پہ یارو سنکے رہ گیا ہی جو ذکر باقی نہیں کہیں کا

نیا خط ہی گماں سے باہر کہ آئینہ ہی وہ روے انور
دھواں سا ہی شعلہ دار منہ پر یہ عکس گیسوے عنبریں کا

اگر رہ ملبوس میں نظر سے کے دکھا انداز دلبری کی
تو اٹھ چلے ہیں یہاں سے کہکر نشہ اس شوخ نازنیں کا

ہوا یہ روشن سخن کا جوہر کہ ہر سخنور کی ہی زباں پر
کیا ہی مہر فلک نے برتری کی نے ہر ذرہ اس زمیں کا

تا مرگ درد عشق نہ ہمسے جدا ہوا
زیر کفن بھی ہاتھ ہی دل پر دھرا ہوا

نالہ ضعیف دل سے کہاں آئے لب تلک
منزل بڑی ہی اور مسافر تھکا ہوا

کیا کیا مجنوں نے اٹھائیں مصیبتیں
کس کس کا آشنا دل درد آشنا ہوا

اب تک فغاں بلند ہی سیلاب کوہ سے
شیریں جو کوہکن کو نہ روئی تو کیا ہوا

اچھا ہوا کہ عشق کی رسوائیاں ہوئیں
کچھ ہمسے آشنا تو وہ نا آشنا ہوا

غریب دراتمہ ہا انکشاف نہ ہوا
بہار ٹوٹا پڑا محبت کا بسا نہ ہوا

بہار تازہ دکھائی خزاں کی آتش نے
کہ لالہ زار خس و خار آشنا نہ ہوا

لپیٹے ہوے تھے دلوں میں شرار یار ہا نیرنگ
طلسم ہستی موہوم اک حباب نہ ہوا

یہ جوہر ابر بہار سخن کے دیکھ ذکی
قلم سے گرتے ہی نکتہ در یتیم نہ ہوا

پھر ہنگامہ شور جنوں تازہ دم ہوا
پھر آفتاب حشر کا تیغا قلم ہوا

اے رشک حور دیکھ کہ اشکوں کے داغ سے
شہر چراغ دامن باغ ارم ہوا

طوفاں اٹھیں گے انجمن حسن و عشق میں
تر دامن نگاہ گر اے چشم نم ہوا

دل کے دھوئیں سے قیس کا سینہ ہوا سیاہ
لیلے کا خیمہ گاہ سواد حرم ہوا

مضموں سیاہ مست نکلنے لگے ذکی
گویا قلم شراب کی اپنا قلم ہوا

گل ہوست داغ نہاں جسم پر [illegible] ہوا
کا [illegible] پیدا [illegible] آغاز ہوا

[illegible]
جلوہ [illegible] آواز [illegible]

[illegible]
[illegible] مضموں [illegible] قلم انداز ہوا

خاک سے گشتہ لب کے ہو چمن میں پیدا اثر / خون پڑتا دہن غنچہ اگر باز ہوا
کہہ رہا ہے گلستان معانی میں ذکی / کوئی پیدا انجمن بلبل شیراز ہوا

یہاں طپش سے مطلب سرگشتگی حاصل ہوا / شعلہ جوالہ بیتابی سے داغ دل ہوا

جلوہ گر چشم سے حال دل بیتاب ہوا / یاں عیاں آئینہ سے جوہر سیماب ہوا
چھپ گیا دل کی کدورت سے طبیعت کا فروغ / گلگنہ ابر آفتاب رخ مہتاب ہوا
سجدہ قبلہ ابرو ہمیں زنہار قبول / قد جو پیری میں دوتا صورت محراب ہوا
دور ہستی میں خرابی کے جو دیکھے سامان / دل خورشید سحر ساغر خونناب ہوا
باغ معنی کی بہار اب ہے زمانہ میں ذکی / فیض سلطان سخن ور سے جو شاداب ہوا

مذکور حسن و عشق اب افسانہ ہو گیا / خواب خیال جلسہ یارانہ ہو گیا
ہم ہیں کہ تجھ پہ مرتے ہیں اے شوخ بیوفا / دل ہے کہ جان بوجھ کے دیوانہ ہو گیا
اب چشم و دل سے کام حریفانہ لے ذکی / انجام دور شیشہ و پیمانہ ہو گیا

جب سے شہیدوں نے کچھ لگا کر کفن دیکھا / سینہ غم سے کے داغ [illegible] چمن دیکھا
برق طپش [illegible] دیکھا / زرد ماہتاب [illegible] دیکھا
صبح شعلہ فانوس گل ہو لالہ اس گل سے کا / شبنمی دوپٹے میں [illegible] دیکھا
کس قدر چمن آرا داغ دل سے بلبل کا / آفتاب محشر کو شمع انجمن دیکھا
آنکھ میں سمائی ہے جو لطافت اس تن کی / خون دل ذکی [illegible] دیکھا

یہاں طپش سے شور محشر آشکارا ہو گیا / داغ دل صبح قیامت کا ستارا ہو گیا
ہر جہاں تڑپی لگیں دلبر نگاہ یار کی / غمزہ کافر کا جب پہنچا تو اشارا ہو گیا
شوق آنکھوں سے دکھاتا ہے بہار نخل [illegible] / لالہ باغ ارم داغ [illegible] ہو گیا
تو ہوا گرم سخن او کھل گیا راز نہاں / تو ہنسا اور غنچہ تصویر گویا ہو گیا
آہ سوزاں ہر دل دانا کو شمع راہ ہے / رہنمائے کارواں شوق زلیخا ہو گیا

شب جو پیالے میں [illegible] دیکھا / چاند کے ہالہ آغوش میں تارا دیکھا
[illegible] داغ [illegible] اپنا دل [illegible] / اس پری کو جو کہیں انجمن آرا دیکھا

شعلہ پنہاں جگر سنگ میں ہے جلوہ نما
آتش عشق کہیں بھڑک اٹھے نہ ذکی

دریا میں ہے عکس رخ تاباں کا تماشا
کچھ اور ہے باقی ہوس اپنی تو کوہ کن و قیس
ان آنکھوں میں ہے جلوہ گری شعلہ رخوں کی
ہر غنچہ ہے اک طفل پریزاد کے مانند
سرگشتہ بگولے کی طرح خود میں ذکی ہم

بگڑی جو کسی سے تو پھر مزا نہ رہا
یہ طرز ہے کہ بناوٹ ہوئی ہوئی نہ ہوئی
لب فغاں سے ٹپکتا ہے رنگ عشق ذکی

بیچا آپ ہوئے تجھکو خریدار کیا
مہ کنعاں کی زلیخا نے خریداری کی
گو ملو بات ہے کچھ کہہ نہیں سکتا قاصد

چشمک پنہاں کی شوخی نے اثر پیدا کیا
دیدۂ خونیں سے پھر چمکا ستارا اشک کا
آگیا پیری میں دل پر نشہ افسردگی ہے
ہو سکے از خود رفتہ ہم طرز آشنائے غم ہو
تازہ پھر ہمنے کیا طرز غزلخوانی ذکی

فصل گل نے چاک چاک دلمیں گھر پیدا کیا
برق کی صورت سدا شور طپش سے کام ہے
جسکی ہمراہ قاصد کے نگاہ انتظار
عالم آشفتگی سے خوب کہتے ہیں خبر
زہر کھایا ہے بغیر رنگوں کی محبت میں ذکی

ہم نے خورشید کے پیراہن خارا دیکھا
اختلاط اس سے بہت گرم ہمارا دیکھا

ہر موج میں ہے شہر چراغاں کا تماشا
یا دیکھیے کوہ و بیاباں کا تماشا
آئینہ محل میں ہے پرستاں کا تماشا
سیر چمنستاں ہے پرستاں کا تماشا
پھر خاک کریں گے گنبد گرداں کا تماشا

ادھر تو ناز تغافل ادھر گلا نہ رہا
یہ رمز ہے کہ تکلف رہا رہا نہ رہا
ہزار ہمنے چھپایا مگر چھپا نہ رہا

ہمنے اس دشمن جانی سے بہت پیار کیا
عشق نے حسن کو رسوا سر بازار کیا
کہ نہ انکار کیا اسنے نہ اقرار کیا

غمزہ کا فسوں نے چوری کا ہنر پیدا کیا
پھر ادا سی نے یہاں رنگ سحر پیدا کیا
عاقبت جام صبوحی نے اثر پیدا کیا
آپ گذرے تو اسکے دل میں گھر پیدا کیا
پھر بہار عشق نے رنگ دگر پیدا کیا

ہمنے گل کھا کھا کے سو ٹکڑے جگر پیدا کیا
بیقراری نے لیے تکو مگر پیدا کیا
نقش پا نے چشم حیراں کا اثر پیدا کیا
اپنے عالم میں ہمیں گو بیخبر پیدا کیا
چند لی رنگوں کے غم میں دردسر پیدا کیا

جب سامنے کبھی وہ پریزاد آگیا ۔ دیوانہ پن کبھی کا ہمیں یاد آگیا ۔

دیرینہ شوق شور جنوں یاد آگیا ۔ یہ کیا خیال اے دل ناشاد آگیا ۔

مطلب تھا بیخودی کی خرابی سے عشق کو ۔ تیشہ کے سامنے سر فرہاد آگیا

بیخود دوانے اسیر قفس کس خیال میں ۔ ہشیار ہو کہ موسم فریاد آگیا

ضبط نفس کی ہونے لگیں دم شماریاں ۔ نزدیک عرصۂ لب فریاد آگیا

ہم بھی چلیں گے آپ سے ہو کر ذکی غبار ۔ گر کارواں نکہت برباد آگیا ۔

گذری بہار نالہ و فریاد رہ گیا ۔ افسانہ وار عہد جنوں یاد رہ گیا

سب ہمصفیر قید سے چھوٹے بہار میں ۔ اک میں اسیر الفت صیاد رہ گیا

ہونٹوں پر آگئی جو مری جان ناتواں ۔ حسرت سے مجکو دیکھکے جلاد رہ گیا

عشرتکدے تو دور فلک نے کئے خراب ۔ ویرانہ جنوں مگر آباد رہ گیا

کس کام پھر تو اے دل ناشاد آئیگا ۔ پھر پھر کے کیا یہ موسم فریاد آئیگا

ان صحبتوں سے چھوٹ کے تڑپینگے مدتوں ۔ یہ چہچہہ چمن کا بہت یاد آئیگا ۔

اے وائے بیخودی کہ خبر ہوگی اس گھڑی ۔ جب تیغ سر پہ پھینکے جلاد آئیگا

طے کر چکا ہے ناقہ بیاباں بیخودی ۔ آگے جنوں کا دشت عدم آباد آئیگا

کسکو یہ ہوش ہے کہ اسیری ہو گہاتیں ۔ کسکو خبر ہے باغ میں صیاد آئیگا

وحشت سے رسم و راہ جو چھٹی تو اے ذکی ۔ کیا کیا تپاک دل کا مزا یاد آئیگا

صاحب نکلا بعد فنا کام رہ گیا ۔ جمشید کا نشاں نہ رہا جام رہ گیا

صیاد نے خبر بھی نہ لی مرغ دل کی ہیہات ۔ آخر تڑپ تڑپ کے تہ دام رہ گیا

قاصد نے آکے بات زبانی نہ کچھ کہی ۔ حیران ہوکے شوق سے پیغام رہ گیا

دیکھا جو زرد رنگی عشاق کا کمال ۔ حیرت میں آفتاب لب بام رہ گیا

فصل بہار میں نہوے ہم شگفتہ دل ۔ شور جنوں کا مفت میں الزام رہ گیا

کیا کیا مزے اٹھائے حریفوں نے اے ذکی ۔ اک تو ہی بزم عشق میں ناکام رہ گیا

جادو ہے کہ غمزہ ہے کسی رشک پری کا ۔ شوخی میں اثر برق کی ہے جلوہ گری کا

اس چشم فسوں ساز سے لڑتی ہیں نگاہیں
اس کا فریب حرم کو پروا نہیں زنہار
اس زلف پریشاں کی ہمیں یاد خوش آئی
محفل میں حریفوں کی دل افسردہ ہیں لیکن
اک برق سی چمکی نگہ شعلہ فشاں میں
عنقا کی طرح نام کو رہ جائے گا جو ہر
آنکھوں سے مری صورت حیرت ہے نمایاں
دزدیدہ نگاہوں میں تکلف ہے زیادہ
پیری میں ذکی عشق کی رخصت کا سماں ہے
حیرت ہے ذکی محفل یاراں عدم میں

چشم میں ہو جو نگاہ شرر افشاں پیدا
گر ستم ریز ہو آبلہ پا دشت کا غبار
دل میں خوں ہو گئیں افسوس وہ پہلی امیدیں
کیا گلستاں عدم میں ہیں ہم شادی و غم
کیا نشاں قافلۂ رفتہ کے گم ہیں کہ ذکی
یوں ہوئے داغ دروں زیر گریباں پیدا
چاہیے داغ نمایاں جگر چاک کے ساتھ
سبزہ و رخسار [illegible]
داد جو ملتی ہے غزل کی غلط ہے [illegible]
[illegible]

یاران [illegible] باقی نشاں رہا
[illegible] دل کو [illegible]
[illegible] آہ کو [illegible]

دہن زخم ہے اگر دل کی [illegible] جگری کا
قائل ہوں میں اے آہ تری بے اثری کا
کیا رنگ جما مرغ شب شور سحری کا
پروانے کو ہے داغ چراغ سحری کا
دیکھا جو ہو کا بدن اس رشک پری کا
پیر جاتے ہے جہاں میں جو ہی بے ہنری کا
آئینہ ہے انداز تری جلوہ گری کا
کافر کو گماں ہے جو مری بے نظری کا
ہر داغ جگر ہے جلوہ چراغ سحری کا
افسانہ سنا ہے جو مری بے خبری کا

صف مژگاں پہ کروں شہر نمکداں پیدا
اشک فرسا نے کئے ریگ بیاباں پیدا
اب تمنا ہے کہ پھر ہوں نئے ارماں پیدا
شکل خنداں جو ہوئے چاک گریباں پیدا
نقش پا ہے نہ کہیں گرد بیاباں پیدا
جس طرح شعلہ ہو فانوس میں پنہاں پیدا
ہوئے خورشید و سحر دست گریباں پیدا
[illegible] کے ورق پر خط ریحاں پیدا
سبزۂ گور ہوا خضر بیاباں پیدا
[illegible] کیا ہم کو [illegible] پیدا

[illegible]
[illegible]
[illegible]

دور جہاں میں اب ہیں قیامت خرامیاں
عالم میں فیض لطف طبیعت سے اے ذکی

شب فراق میں گرم انتظار رہا
مزا نہ زیست کا اے جان بے قرار رہا
مزا نہیں جو گلستاں میں چار دن مہماں
کسی نے بھی مری افتادگی پہ کی نہ نگاہ
ذکی فراق کی تاثیر سے ہوئے یہ بھی

چمن میں جا کے فغاں سے جو بار بار گیا
مثال شمع یہ کی اشک و آہ کی خاطر
ٹپک سکے اشک گرے چشم تر کے دامن پر
گیا جو سینے دل خستہ جاں کو شوق داغ
شرر گرا کے سفینے میں سوز دل سے ذکی

کیا کہا میں نے کہ جو ہجر کی کا [illegible]
بھیگے بالوں کو جو ہاتھوں سے نچوڑا انسے
ہر سخن میں بھی رہتا ہے تکلف کا خیال
اک نہاں ہے کہ نہیں لطف نگہ سے آگاہ
بلبل [illegible] چمنستاں میں ذکی

جب وقت شور اپنے دم سرد کا اٹھا
اٹھ گیا بولوں سے اسنے بجائیں تالیاں
[illegible] نے فرصت شور و فغاں نہ دی
دل [illegible] گیا ہے زمانے کی سیر سے
پھولوں کی پاشنی لب حسرت سے اے ذکی

سینے کیا چشم تصور میں گلستاں نہ رہا

نہ وہ زمانہ رہا ہے نہ وہ آسماں رہا
جوں بوسۂ گل عزیز رہا میں جہاں رہا

دل ستم زدہ پہلو میں بے قرار رہا
کہ یہاں وہ دل نہ وہاں عالم بہار رہا
مسافروں کی طرح موسم بہار رہا
عدم کے قافلہ والوں کو میں پکار رہا
چمن سے دور مرا سبزۂ مزار رہا

غم ہزار کیا ماتم بہار کیا
کہ سر کا طرہ بنایا گلے کا ہار کیا
جو خندہ لب ساغر نے شرمسار کیا
نگہ کو سوختہ برق انتظار کیا
قلم نے صفحۂ مکتوب زر نگار کیا

بات کیا منہ سے نکالی کہ گنہگار ہوا
شعلۂ رنگ حنا زور وہاں دہار ہوا
بات کہنا بھی ترے سامنے دشوار ہوا
ایک میں ہوں کہ ترا کشتۂ دیدار ہوا
اس کے کوچہ میں تری صورت دیوار ہوا

خورشید صبح حشر وہیں تھر تھرا اٹھا
شعلہ سا نیکے طائر رنگ حنا اٹھا
دل میں تو اپنے درد نہاں بار ہا اٹھا
یہ طائر خیال جہاں سے اٹھا اٹھا
یا بوسۂ لب نمکیں کا مزا اٹھا

تھا نہ آئینہ میں عکس جدا [illegible] بانہ رہا

صبح محشر سے ہوئی سینۂ صد چاک کی شرط
چشم نے نوح کے طوفاں سے توأماں باندھا

کیا کہیں قتل پہ عشاق کے باندھی ہے کمر
خیر ہے آپ نے کیوں گوشۂ داماں باندھا

ہے نئے چاک جگر و داغ دروں کا مضموں
مثل خورشید و سحر دست و گریباں باندھا

شوخ مضموں ہے ذکی زلف سخن کا پابند
دام تصویر میں آہوئے بیاباں باندھا

طرز سخن مرقع نیرنگ ہو گیا
کاغذ طلسم خانۂ ارژنگ ہو گیا

جب آفتاب داغ تمنا ہوا طلوع
دریائے چشم تر شفقی رنگ ہو گیا

کیا لطف زندگی تھا بہار شباب میں
ہستی کی انجمن میں عجب رنگ ہو گیا

شادی میں حسن و عشق کی ہر بیت جو بیں
وحشت سے نامزد دل بے ننگ ہو گیا

جیسے نگاہ یار جو ترچھی ہوئی ذکی
نالہ مرا تو ٹیڑھا کج آہنگ ہو گیا

یہ بزم دہر میں ہے احترام شیشے کا
کہ جلوہ گاہ پری ہے مقام شیشے کا

یہ اہل دل کو ہے مستانہ وجد اے صوفی
کہ دیکھتے ہیں قعود و قیام شیشے کا

جا بجا گرم ہے چرچا دل سودائی کا
ہر زباں پر ہے سخن عشق کی رسوائی کا

عشق ہے رنگ حنا کو کہ یہ کس خوبی سے
بوسہ لیتا ہے ترے ہاتھ کی زیبائی کا

حسن کی سیر ہی منظور تو رکھئے ہر آن
آئینہ پیش نظر چشم تماشائی کا

وحشت آباد جنوں میں جو کوئی لے دیکھے
لے اڑا شوق ہمیں بادیہ پیمائی کا

عالم حشر میں دل کسکا بہلتا ہے ذکی
کہ اٹھایا ہے مزا قبر میں تنہائی کا

سودے کا رشتہ زلف گرہ گیر سے ہوا
جاری جنوں کا سلسلہ زنجیر سے ہوا

پروانے سے کہیں تری دل کی کدورتیں
مطلب عیاں لپیٹ کی تقریر سے ہوا

یکجا ہوئے جو منزل وحشت میں حسن و عشق
خلخال کا مقابلہ زنجیر سے ہوا

دریا میں جب در آیا جو وہ نگار
نیرنگ طرفہ جلوۂ تصویر سے ہوا

پایا سواد نقش جبیں سے کھلے ذکی
ظاہر لکھے قلم یہ تقدیر سے ہوا

لوح تو نسخہ ہے جسم او بت رعنا اوترا
انکھڑیاں بھی ہیں چڑھی چہرہ ہے اوترا اوترا

بوسہ عارض کا لیا منہ بلائیں لیکر
کس تکلف سے ترے حسن کا صدقہ اوترا

یہ لیسی دل میں ذکی باغ مضامیں کی ہوا — کہ نگاہوں سے پرستانکا تماشا اوترا

چل بسے اہل جنوں خالی بیاباں ہو گیا — جا بجا الجھا ہوا کانٹوں میں داماں رہ گیا

ہنسی کے لطف اٹھے جو غضب میں یار آیا — ملی جو بوسہ پہ گالی تو اور پیار آیا
جنوں کے ساتھ میں کوچۂ زلف جاناں کے — ادھر ادھر دل گم گشتہ کو پکار آیا
نگاہ کیجیے برگشتگی نصیبوں کی — کہ انتظار میں ہم مر گئے تو یار آیا
ہوائے غم سے ہوئے تازہ دل میں داغ کہن — یہ گل کھلے کہ یہاں موسم بہار آیا
شفق عیاں ہے جو صبح شب فراق کی — نظر میں خون ہوا لطف انتظار آیا

جو زرد پوش کوئی رشک آفتاب آیا — شکستہ رنگی مہتاب کو حجاب آیا

گر یہی دل ہے تو ہوتی ہے تمنا کیا کیا — یہی آنکھیں ہیں تو دیکھیں گے تماشا کیا کیا
جلوۂ حسن بتاں شورش خونابہ فشاں — موجزن چشم کے کوزے میں ہیں دریا کیا کیا
صورتیں دیدہ و دل سے تو نمایاں ہیں — دیکھیں اب لوٹ کے ہوں ساغر و مینا کیا کیا
گرد سے داغ نہاں رنگ کی زردی سے عیاں — حال پوشیدہ ہوئے آہ سے پیدا کیا کیا
عاشقانہ سخن اب تک تو ہے عالم میں [illegible] کی — دیکھیے آگے زمانے میں ہو چرچا کیا کیا

دیوانہ اس گلی میں دل زار ہو گیا — سایہ پری کا سایۂ دیوار ہو گیا
قامت سے دلبروں کی قیامت ہوئی بپا — فتنہ خرام ناز سے بیدار ہو گیا

تاریک شب میں جلوۂ رخ یار نے کیا — مشعل کا کام آتش دیدار نے کیا
پھر لائیں دل کو جوش پہ اب گرم جوشیاں — سودا جو تازہ گرمی بازار نے کیا
تارے بنائے صبح [illegible] کو [illegible] نے گہر — بجلی کو برق جلوۂ رخسار نے کیا
فضل و کرم پہ اس کے بھروسہ [illegible] ہیں — کیا وعدہ بندگان گنہگار نے کیا
پرساں حال کچھ نہ ہوئے [illegible] — نالہ ہزار مرغ گرفتار نے کیا

جو خط میں نام کو سوز نہاں بیاں ہوتا — تو جائے نقش نگیں داغ کا نشاں ہوتا
ہنسی ہنسی میں کیا [illegible] زخم دل تازہ — نمک چھڑکتے تو ایسا مزا کہاں ہوتا
شب وصال نہ تڑپا یہ دل تو غضب ہوا — کہ ہم تو جان سے جاتے وہ بدگماں ہوتا

نگاہ تمہاری نے بھڑکائی آگ دل میں ذکی
وہ شوخ پیار میں آتا تو بتا کہاں ہو

غفلت میں کام دل میں نہ جستجو ملا
اپنی تلاش تھی کہ نصیبوں سے تو ملا

ہر طرح جور و ظلم روا رکھ پر اے صنم
بولوں دل کو خاک میں نہ مرے رو برو ملا

گذرے جو بعد میں بھی بزم ہم وہاں ق
ہوگا مقام حسرت کہ ہاسے وہ ہو ملا

ٹوٹے ہوئے پڑے تھے نظر کاسہ ہائے
شیشہ نہ جام ملا نہ سبو ملا

تحریر حال گریہ ہو منظور تو ذکی
پانی کی جا مداد میں دل کا لہو ملا

تونے کیا ہم سے علاقہ بہت نادان چھوڑا
ہم ہی چپکے جو ترا گوشہ داماں چھوڑا

آسماں تازہ کرے ڈھنگ دل آزاری کا
رنگ اوڑا اسے جو ترے جامہ زنگاری کا

اک بوسہ کے طلب پر یہ گراں ہو خاطر
اور پھر حوصلہ ہو دل کی خریداری کا

خواب غفلت کا خیال آئے شب ہجر میں کیا
لطف اٹھایا ہے شب وصل کی بیداری کا

کیوں ہوں رشک سے زنہار نصیب دشمن
نام لوں گر میں غم عشق کی بیماری کا

کیوں ہوئے کشمکش عشق سے دلتنگ ذکی
حوصلہ رکھتے تھے گر شرط وفاداری کا

غمزۂ بیباک مشتاق دل آرائی ہوا
مژدہ اے شور جنوں ساماں رسوائی ہوا

جان کے جانے کا پھر یار میں کچھ غم نہیں
ہے تجھے تنہا پڑ غضب لے سنج تنہائی ہوا

گرم پڑی ہے ترے نظارہ بازو نیز بدلے
جلوہ آرائی میں کیا شوق دل آرائی ہوا

جب سے دیکھیں انکھڑیاں متوالیاں اس شوخ کی
لطف از خود رفتگی کا میں تمنائی ہوا

بے تکلف ہے دیکھا جلوۂ حسن اے ذکی
حسب مست ناز مصروف خود آرائی ہو

وہاں لے تو گیا نامہ و پیغام ہمارا
پر لے نہ سکا نامہ رساں نام ہمارا

بیخود جو دل ساقی سرشار نے کیا
کار شراب شربت دیدار نے کیا

مقتل میں بسملوں کے ہے چہرہ شکستہ رنگ
یہ کیفیت سحر کے چاند سے رخسار نے کیا

گذرے جو گرم آبلہ پاؤں کے قافلے
طعنہ چمن پہ وادی پر خار نے کیا

اس گل کے جھانکنے سے جو پائی مراد دل
روشن چراغ روزن دیوار نے کیا

چمکا جو دل کا داغ گریباں لیے ذکی
کار شعاع مہر ہر اک تار نے کیا

کبھی تو دل یہ کبھی یہ نصیب ہو یارب
کہ دل سے دوست ہمارا حبیب ہو یارب

زباں حال سے وحشت میں شور ہو کیونکر
کوئی تو اپنے سخن کا مجیب ہو یارب

یہ آرزو ہے کہ اس سے کہوں میں رفع حجاب
کبھی جو خلوت میں دلفریب ہو یارب

عطا کر اپنے کرم سے وہ خاطر ہموار
کہ ایک حال فراز و نشیب ہو یارب

شب فراق میں پھر دم بدم ہو یہ دعائے ذکی
وصال وہ صنم دلربا نصیب ہو یارب

دل ہے تو شمع آتش دیدار کا سبب
ہیں ہم ہوس کی گرمی بازار کا سبب

آنکھیں چھپیں اسکے شرم سے نیچی نگاہ کی
سمجھے وہ حیرت دل بیمار کا سبب

آتا ہے رشک اسکو محبت کے نام سے
اے دل یہی ہوا غضب یار کا سبب

بیمار چشم یار سے معلوم کیجئے
مجھ سے نہ پوچھیے مرے آزار کا سبب

حسن سخن سے رتبہ پایا کہ اے ذکی
خوبوں کا عشق خوبی اشعار کا سبب

آشنا رہا ہے لب ساقی سے پیمانے کی بات
آنکھیاں متوالیاں کرتی ہیں میخانے کی بات

طور پر کیوں اشتیاق جلوہ دیدار سے
یاد ہو گی وادی ایمن کی ویرانے کی بات

تم کہو قصہ ہمارا بزم حسن و عشق میں
گل سنے روداد بلبل شمع پروانے کی بات

ہم اکیلے روتے ہیں برہم ہوئی بزم نشاط
حسرت اے شمع سحر ہے یہ تو مر جانے کی بات

غمزہ خونریز نے پیدا کیا دل سے تپاک
سن کے ہم برق تبسم سے تڑپ جانے کی بات

ہر شگفتہ و بستہ کا دل خوں ہو گیا ہے ذکی
سن کے بلبل کی زباں سے اپنے غم کھانے کی بات

ہاتھ سے چھوڑوں نہ شب بھر دامن گیسوئے دوست
تا سحر آنکھوں سے دیکھوں آفتاب روئے دوست

ہو گئی برباد شاید واں ہماری مشت خاک
کچھ غبار آلودہ آتی ہے نسیم کوئے دوست

خاک ہونے سے مرے ہے اسکی خاطر پر غبار
عکس دل ہے جلوہ گر آئینہ سے پہلوئے دوست

زخم دل کی کیا کریں چشم منتظر ہی دیکھے
اور کیا کیا گل کھلاوے نرگس جادوئے دوست

طاق نسیاں پر اسے کیونکر کوئی رکھے ذکی
مطلع دیواں اگر ہو مطلع ابروئے دوست

آتش گل ہے مرغ چمن کی سخن میں آج
ہے طرہ بہار پریشاں چمن میں آج

یاد آ گئی بہار جو سینہ میں عشق کی
شعلے بھڑک اٹھے مرے داغ کہن میں آج

شاید کیا ہے خون کسی بیقرار کا
ہنستا ہے وہ کہ ہونٹوں پہ سرخی ہے پان کی
ہیں سب کے زرد رنگ کہ آیا وہ شعلہ رو
غربت کی اپنے دی ہے خبر جو نسیم نے
سودے سے کیا دماغ پریشاں ہو ذکی

سلجھیاں معنی اقرار سے انکار کے پیچ
کرتے ہیں جلوہ نما شام شفق کا نیرنگ
پیچ و تاب دل عاشق کے سوا اور کہیں
نہیں منظور غم زلف کی خاطر کسی
پیچ و تاب غم دوری سے ہو بیتاب ذکی

سوز سخن ہے معنی چاک جگر کی شرح
زلف سخن ہے طرۂ پیچاں کی ترجمان
دیکھا جہاں کے ہم نے سیاہ و سفید کو
آنکھوں کے شوق دید سے دل ہو گیا ہے داغ
جوہر کی قدر کھلتی ہے معنی شناس سے
نامو شگافیاں ہوں سخن میں تیرے ذکی

نشان زیست جو ہے نقش آب کے مانند

آہ و فغاں کے سوا کچھ نہیں نشان درد
ہوا انجمن میں دہر کی حیرت کا اک سماں
گلزار غم کو نالۂ سوزاں نے آگ دی
جو گل کھلا سو چاک جگر ہی نظر پڑا
وہاں بیٹھتا ہے آتش فروش جگر و دل کی

گئی نے سفر کہیں نہ لیا مہر سے بعد

شوخی ہے تیر غمزۂ خاطر شکن میں آج
آتش لگی ہے خرمن برق چمن میں آج
جیتا بیاں نہیں چھٹنے لگیں انجمن میں آج
ہے داغ مہر سینۂ صبح وطن میں آج
آشفتگی ہے زلف نسیم سخن میں آج

ہم نہ سمجھے سخن نامہ بر یار کے پیچ
زلف میں آ الجھے ہیں گفتار جو دستار کے پیچ
کیا ہے نہ کھلے شوخی رفتار کے پیچ
ورنہ ہم خوب سمجھتے ہیں کچھ سرکار کے پیچ
جسکو خوش آئے ہوں اس کا کل خمدار کے پیچ

مطلع ہے آفتاب کا رمز سحر کی شرح
نازک خیال ہیں کسی موئے کمر کی شرح
ہے صاف صاف نسخۂ شام و سحر کی شرح
سینے کے گل میں خوبی باغ نظر کی شرح
فہم سخن ہے نسخۂ علم و ہنر کی شرح
لکھیے موقلم سے نکتۂ زلف و کمر کی شرح

تمام آبلہ ہیں ہم حباب کے مانند

گویا خموش ہے جرس کاروان درد
کہیے زبان حال سے گر داستان درد
سوز دروں نے پھونک دیا گلستان درد
ہے نخلبند باغ جہاں باغبان درد
بازار عشق میں جو نسیمی ہو دکاندار

پایا ہے زنجیر ... صبا مہر سے بعد

لالہ رویونکا جگر غم سے مرے داغ ہوا
اپنی قسمت سے بہار ان میں ہوئی نایاب
دشت خار بیاباں کا زبانی پیغام
سخن اپنا جو نمک شور جنوں ہے تو ذکی
اک شور تازہ ہو طپش دل کو دیکھکر
اوڑ گئے غزال بیاباں قدس کے
ہنس ہنس کے چٹکیوں میں اوڑاتی ہو کیا بہا
مقصود کا مقام بہت دور ہے ابھی
معشوق چاہتے ہیں کہ چاہے ہمیں کوئی
دھومیں اڑا ہے اُن آنکھوں نے میر سیاہ ہوکر
یہ کیا ستم ہے کہ ... سیاہ ... میں ... [illegible]
... [illegible] ... قفس میں ہم تو ذکی
کہتے ہیں جسے باد ... [illegible] ... قربان بہار
[illegible]
جلوہ افشاں ... [illegible]
لالہ زار ... [illegible]
[illegible] ... حسن کی
[illegible]
... [illegible] ... کا مقام
عشق کی ... [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

تازہ گل باغ محبت میں کھلا میرے بعد
ڈھونڈنا درد محبت کی دوا میرے بعد
وہاں سے آیا نہ کوئی آبلہ پا میرے بعد
بار پڑہ پڑہ کے اٹھائیں گے مزا میرے بعد
محشر تڑپ اٹھے ترے بسمل کو دیکھکر
آوارگان عشق کی منزل کو دیکھکر
نالاں ہوا ہے گل میں عنادل کو دیکھکر
مرتے ہیں یار پہلی ہی منزل کو دیکھکر
پریوں نے غش کیا ہے مرے دلکو دیکھکر
نگاہ برق ہی غمزہ آشنا ہو کر
یہ کیا غضب ہے کہ منستے ہو تم خفا ہو کر
کہ تم صفیر چلے قید سے رہا ہو کر
پھر تو انکو چھوڑتے کر کرکے قربان بہار
آنکھیں آنکھوں سے ... [illegible] ... بہار
... [illegible] ... افشاں بہار
... [illegible] ... روشن ... [illegible] ... بہار
[illegible] ... بہار
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

کس جگر سوزی سے داغ عشق ہے نازکی — کیا گریباں چاک ہوتے ہیں جو آتی ہے بہار

شمع دلسوز نے تحمل کھائے ہیں پروانے پر — مر گئی ہے عاشق جانباز کے جل جانے پر

ہوئے ساقی سے خجل اوری کم ظرفی دل — بوسۂ لب کی طلب پہلے ہی پیمانے پر

اب یہ سوچے کہ بناوٹ کی لگاوٹ تھی تجھے — مدتوں ہوتے رہے ہم ترے یارانے پر

داغ ہوتا ہے اسی غم سے دل زار کہ ہائے — شمع ہنس دیتی ہے پروانے کے جل جانے پر

پہنچ گیا جو صدمہ بہت اب وہ مزا دور گیا — جان کیوں شمع سحر دیتی ہے پروانے پر

قسمت نے کیا پھر بھی گرفتار اڑا کر — صیاد نے چھوڑا ہمیں سو بار اڑا کر

اس شوخ جفاکار کی معشوق نگاہیں — لیجاتی ہیں آنکھوں میں دل زار اڑا کر

چھپکانے لگی برق بھی سوچ کی نظر کو — انداز نگاہ بت خونخوار اڑا کر

معنی جو چھپا نازکی اپنے سخن میں — مضمون لیے جاتے ہیں اغیار اڑا کر

غش ہے نگاہ شوخیٔ انداز ناز پر — بجلی لوٹتا ہے غمزۂ عاشق نواز پر

گر ہو روش یہی تو قیامت بپا ہوئی — کیوں ناز ہے تو جو ہے جالت نیاز پر

مژگاں کی ہو کٹے سے جال بہار کی — کھنچیں ہیں شبیہ دیدۂ لطف رہ باز پر

ہم دل پہ کھینچتے ہیں وہ کاغذ پہ شکل دوست — ہم ہیں حقیقتوں پہ تو مائل مجاز پر

دل کو ہے اشتیاق تماشا تو کیجئے — قرباں ہیں زمانہ نیرنگ ساز پر

مضمون سوز دل کا اثر دیکھنا ذکی — خوں ہو زبان خامۂ معنی طراز پر

پامال غم کی اس کف پا کو نہو خبر — دل خوں ہے اور رنگ حنا کو نہو خبر

چوری سے بوسہ لیجئے پاس نگار کا — اس رنگ سے کہ دزد حنا کو نہو خبر

پردے میں آنکھ لڑتی ہے اس ترک مست سے — پردہ رہے کہ شرم و حیا کو نہو خبر

دل بستگان الفت صیاد [illegible] — یارب کہیں چمن کی ہوا کو نہو خبر

بیمار غم بھی ہو [illegible] — اس رنگ سے [illegible] خبر

[illegible] — [illegible]

[illegible] — [illegible]

تعظیم سے کیا پردے میں بناتے ہیں مجھے آپ — ہیں خوب سمجھتا ہوں لبا ہے تو قہر کے انداز
کیا دیر ہوئی [illegible] ہوا محو تماشا — ہم پا گئے قاصد تری تاخیر کے انداز
باتوں میں لگا لینے کے تو [illegible] — سمجھا ہیں ذکی آپ کی تقریر کے انداز

[illegible] تیغ کا مارا ہوں شب تار کے پاس — وہ دور گوش ہو یا طرۂ طرار کے پاس
سامنے یار کے کیا جائیے خالی ہاتھوں — [illegible] دل بھی نہ ہا شائق دیدار کے پاس
[illegible] شوخ تری [illegible] — خون ہو دل جا کے نگہ شعلۂ رخسار کے پاس
[illegible] تصور کا تماشا ہے ذکی — گھر گذری ہے جو خوبان طرحدار کے پاس

نالہ ہے جوش پہ دل آزردہ جان خموش — [illegible] شکوہ ہے اور [illegible] زبان خموش
اشکوں کے ساتھ آ نکلتی ہے [illegible] صدا — ہوتا ہے رنگ قافلے [illegible] نشان خموش
مجنوں ناتواں کو نہیں تاب انتظار — نالہ ہے [illegible] کاروان خموش
استاد عشق طوطی دل سے یہ حرف رازدان — اور ہیں ہوں آئینہ کی طرح [illegible] خموش
طرز سخن سے لطف اٹھاتے ہیں اُن کی — محفل میں بیٹھتے ہیں کہیں نکتہ دان خموش

ہے شعلہ زبانی سے دہن میں آتش — پھونک دے شعلہ آواز سخن میں آتش
داغ دل یار ازل ہے جگر افگاروں کو — ساتھ لایا گل [illegible] کفن میں آتش
سرخی پان سے ہوئی [illegible] تبسم کی بہار — اور بھڑکی چمن برق یمن میں آتش
ظاہر اشعلہ فشاں ہیں سخن گرم ذکی — جوں حنا رہتی ہے پنہاں مرے تن میں آتش
وہ [illegible] پوش کرے جب اٹھا کے دامن [illegible] — مزے میں آ کے دکھائی بہار گلشن [illegible]

ہے گفتگو میں یار کی تکرار سے غرض — انکار سے ہے کام نہ اقرار سے غرض
بیتاب غم کو ہے سر سودائے انتظار — [illegible] سے کچھ نہ وعدۂ دیدار سے غرض
صحرا میں دیکھتا ہے تماشائے لالہ زار — [illegible] آبلوں کو ہے خلش خار سے غرض

[illegible] تیغ ادا سے [illegible] شرط — [illegible] برق کی شمشیر سے شرط
[illegible] — [illegible] شمشیر سے شرط
[illegible] — [illegible] شمشیر سے شرط

فسردہ دل کو نہو کچھ وصال یار سے حظ
اٹھائے غنچۂ پژمردہ کیا بہار سے حظ

جبیں سے اس کی ہوا نشۂ شراب طلوع
کہ چاندنی میں ہوا نور آفتاب طلوع

ہوا ہے شوخئ برق نگہ سے آئینہ دار
کہ انکھڑیوں سے ہوا نشۂ شباب طلوع

شکستہ رنگی مہتاب موہنہ سے ظاہر ہے
جو اپنے دل سے ہوا خورشید اضطراب طلوع

قمر کی جو روشنی داغ سینہ ہم دکھلائیں
جبیں یار سے ہو پھر عتاب طلوع

دل ہو شگفتگی سے جو عشرت کا خانہ باغ
وا شد سے ہو نشاط کی سارا زمانہ باغ

عشرتکدہ خیال کا ہے سوز غم سے داغ
جلتا ہوا دکھاتا ہے اپنا فسانہ باغ

گلگشت لالہ زار سے سیراب ہے نگاہ
ہے اپنی حوض دیدۂ تر کا خزانہ باغ

عیش و طرب بہار تماشا ہے فی المثل
فصل چمن شباب ہے دور زمانہ باغ

بلبل کے زمزمے سے تماشا ہے گلستاں
گلکاری نقش سے ہے رنگیں فسانہ باغ

فصل چمن میں ہے تماشا سے تازہ ہے
اس گل کی رنگ و بو سے ہے عنبر خانہ باغ

حسن نقش پہ نور برستا ہے اے ذکی
کیا روکش ارم ہے کچھ [illegible] فسانہ باغ

ہے آہ سرو خستہ جگر میں بجائے داغ
[illegible] چمن سے ہوئے داغ

بزم صنم میں عشق بتاں سے فروغ ہے
[illegible] میں ہے شمع بجائے داغ

اس بزم کے آگے فانوس ہوئے دل کی چراغ
[illegible] رنگی [illegible] سے داغ

احوال چشم تر ہوا ہے جام سے پیدا
[illegible] سے داغ

دیوانہ ہوں بہار جنوں کا ہیں آئے [illegible]
[illegible] دکھلا [illegible] داغ

خوں ہے زباں خامہ [illegible] پہ حرف
[illegible] پہ حرف

دکھلا سکے روئے یار [illegible]
[illegible] پہ حرف

کیوں اے ذکی [illegible]
[illegible] پہ حرف

[illegible] ہے دل جلوہ [illegible] اشتیاق
[illegible] اشتیاق

اے شوخ [illegible] رستے کا [illegible]
[illegible] اشتیاق

مشتاق کا [illegible]
[illegible] اشتیاق

کیونکر دل بیتاب پہ لگتا ہے نشانہ

شورش کا زور ہے دل گرم فغاں تلک
ہونٹوں تک آتے آتے جگر خوں ہوگیا
اشک وہاں چلیں تو نکل جائے تن رنج
قلم میں تڑپ تڑپ کے گرا رخوں ہوا
دل کی طرح قلم کا جگر چاک ہے ذکی

عشق کی لاگ سے بھڑکی ہے دل بیتاب آگ
سوچ میں اشک کے ہے سوز نہاں شعلہ فشاں
اب شیریں کے یہ ہے پان کی سرخی کا خیال
ساز کے سوز سے ہے شعلۂ آواز عجب
اے ذکی اپنا قلم شعلہ فشاں ہے گویا

تازہ تر رنگ بہار ہے دل افگار نکال
دل کے داغوں سے اٹھا برق تجلی کا مزا
حشر کو وعدہ ہے اور مجھکو نہیں تاب طپش
مشکل فرہاد ذکی کو ہنی ہے آسان

ہے شوخیوں پہ حسن طرحدار آج کل
کیا ہوگئی وہ گرمی سودائے حسن و عشق
جادو نگاہ تاک میں سرگرم ہیں ذکی

جو شرار سوز ذرا اٹھے تو مذاق شعلہ اڑالے دل
مجھے [illegible]
کہیں دوستی کا مزا نہیں کوئی آشنا ہے وفا نہیں
[illegible]
[illegible]

ہیں سب قدردان ذہنیت تیر کے مشتاق

نالہ کا شور ہے حسن کا ارزاں تلک
پہنچی نہ درد عشق کی نوبت بیاں تلک
راہ عدم ہے سفر کا رواں تلک
پہنچے نہ [illegible] نہیں اس بدگماں تلک
لکھے کوئی شکایت دوراں کہاں تلک

برق سوزاں سے لگی چشمۂ سیماب میں آگ
دیکھ [illegible] لگ گئی
کہ بھڑکتی نظر آتی ہے شکر خواب میں آگ
مشکل [illegible] ناخن مضراب میں آگ
غم سے جوں برق لگی ہے دل بیتاب میں آگ

چمن زخم جگر سے گل [illegible] نکال
حسرت لے سوختۂ آتش دیدار نکال
منہ سے ظالم نہ اپنے وعدۂ دیدار نکال
کہو ذکی کر [illegible] کوئی مطلب [illegible] نکال

بال پری ہے طرۂ دستار آج کل
حسن سا ان کیوں ہے مصر کا بازار آج کل
[illegible] آج کل

جو جبر [illegible] دل
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

شگفتہ ہیں ... دیدۂ خونبار کے پھول
... جلوۂ دیدار کے پھول

جلوۂ دست نگارین ... [illegible]
ورق گل تحفہ ہاتھوں میں ہوئے یار کے پھول

رنگ بو تازہ ہے کیا حسن معانی سے ذکی
گل جنت ہیں ... گلشن اشعار کے پھول

عالم نور ہے کیا جلوہ گری کا عالم
کہ ... پری کا عالم

نشہ میں چور ہوا وہ بت ... [illegible]
قابل سیر ہوا ... کا عالم

کرتی چال کی تری دیکھ کے ... [illegible]
... دیدہ وری کا عالم

موئے ژولیدہ سے یاں ... سوداگری
وحشت آباد ہے ... دربدری کا عالم

سادہ رو ... بہار ... [illegible]
... دیکھا نہ ہو شمع سحری کا عالم

نہ امیدی ہی رہے گی ... ذکی
... بال و پری کا عالم

... جمال ... دیدۂ تر کی قسم
... جلوہ گری ... عشق ... پردہ در کی قسم

ہوتا ... یار ... [illegible]
... کی خبر ... نشۂ ... کی قسم

تجھے عارض رشک قمر کی قسم ... شعلۂ ... کی قسم
تجھے شوخی برق نظر کی قسم تجھے گرمی جلوہ گری کی قسم

تجھے یوسف ... کی قسم ... کی قسم
تجھے دامن خاک چمن کی قسم تجھے شوق ... کی قسم

تجھے ... خیال ... جگر
کہ ... خاک ... سحر کی قسم

... ذکی ... مذاق ... [illegible]
... آتی ہے ... جنوں ... جگر کی قسم

ہر چند گناہ گار ہیں ہم
رحمت کے امیدوار ہیں ہم

اے حشر شتاب لینا
بیتاب تہ مزار ہیں ہم

... لاله پیدا
خونیں جگر بہار ہیں ہم

لے پیک اجل شتاب چلنا
گر ... منتظر ہیں ہم

... زیست پہ ... کی آن
پرواز میں ... شرار ہیں ہم

... رہتے ہیں ہم
... محبت ... رہتے ہیں ہم

شب ... [illegible]
... جلتے ہیں ... ہم

... [illegible]
... اجل یاد کرتے رہتے ہیں ہم

خیال اسکے دل میں ہمارا نہ گذرا
ذکی تذکرہ شب جو تھا وہ یاں فنا کیا

دل تڑپ جائے گا سنتے جو ہوں یاد ستم
رنج و راحت سے قدم میں کبھی آگاہ نہ تھے
ہمصفیر ونکو مبارک ہو تماشائے بہار
جھڑ گیا قافلہ گم گشتہ ہم سے جو بچھڑ کے
کوئی ہم درد ذکی عالم فرقت میں نہیں

اس شوق سے سنتے ہیں تم عشق سے باہم
باطن میں تو ہر آن تصور سے ہیں باہم
ہاں سچ ہے کہ الطاف کے لائق تو ہیں اغیار
کہتے نہیں کچھ منہ سے تو ہوتا ہے جگر خون
فریاد و فغاں آہ و بکا نالہ و زاری
غربت کی محبت میں عزیز ونکو بھلایا

تری نگاہ کا ساقی امیدوار ہوں میں
لکھا قضا نے کہ سرگرم انتظار ہوں میں
زبان حال سے کرتا ہوں بے صدا فریاد
ہزار شکر کہ ہوں خاکسار عشق مگر
چمن میں آن کا مہمان ہوں ذکی گویا

ہمیشہ ناخن غم دلخراش رکھتے ہیں
ہزار رنگ سے مرغ چمن گلستاں میں
جہاں کے رنج سے کچھ غم نہیں ذکی ہمکو

تلوہ دست نگاریں جو لیا آنکھوں میں
بو ہے غنچوں میں نہاں یا ترے ہونٹوں میں مسی

سدا اپنے تجھ سے گذرتے رہتے ہیں ہم
تو دلکو بہت یاد کرتے رہتے ہم

پھر آجائے جو غافل ہوں تری یاد سے ہم
لیجئے تازہ مزہ عالم ایجاد سے ہم
گل کھلاتے ہیں قفس میں تری یاد سے ہم
چلے آئے ہیں ابھی دشت غم آباد سے ہم
کیونکر الفت نہ کریں پھر دل ناشاد سے ہم

کیا دل کے تڑپنے کا اٹھاتے ہیں مزا ہم
ظاہر میں رہیں گو تری خاطر سے جدا ہم
جھڑکی سے کہ منظور اور گنہگار وفا ہم
شرمندہ وہ ہوتا ہے جو کرتے ہیں گلا ہم
سامان پریشانی دل سے ہیں جدا ہم
ہاں سچ ہے وطن میں ہیں ذکی کثرت سے سوا ہم

کہ چور نشہ میں آلودہ جفا ہوں میں
پیام حشر ہے مجھکو کہ بیقرار ہوں میں
شگفتہ باز محبت کا یا سدا رہوں میں
ہزار حیف کہ دل کا ترے غبار ہوں میں
کہ ہوش باختہ رنگ رفتار ہوں میں

یہ غم نہیں کہ جگر پاش پاش رکھتے ہیں
بلند زمزمہ دور باش رکھتے ہیں
سخن سا ہم نفس غم تراش رکھتے ہیں

شمع فانوس ہوا رنگ حنا آنکھوں میں
قید شیشہ میں پری ہے کہ حیا آنکھوں میں

گوہر گوش صنم کا جو تصور ہے مدام
اک ستارا سا چمکتا ہے پڑا آنکھوں میں
گرتے ہیں صبح شب وصل جو آنسو شفقی
لطف نظارہ مگر خون ہوا آنکھوں میں
اب سبب کیا ہے جو کانٹا سا کھٹکتا ہے ذکی
یہ وہی دل ہے کہ رہتا تھا سدا آنکھوں میں

جب اٹھا لطف زبانی کا مزا پایا تو نہیں
دل بہت تڑپا کہ ہوئی جان ہوا پایا تو نہیں
رنگ سو طرح کے تقریر میں بدلے ہمنے
وہ پری وش نکھلا نہ کھلایا تو نہیں
اسطرف دیکھئے سنیئے کہ میں کیا کہتا ہوں
آپ مشغول ہیں اغیار سے کہیا یا تو نہیں
ہم سخن ہوتے ہوئے ہم سے وہ شرماتے ہیں
بھید چھپ چھپنے کا معلوم ہوا پایا تو نہیں
روبرو یار کے کچھ بات بن آئی نہ ذکی
آپ کا ذہن فرد کا دیکھ لیا پایا تو نہیں

اگر نہائے وہ مست شباب پانی میں
تو آتشکار ہو بوے شراب پانی میں
بدن کے نور سے دریا ہو چشمہ خورشید
وہ رشک گوہر جو ڈوبے حباب پانی میں
عیاں ہے گریہ سے نیرنگ روزگار کی سیر
بندھا ہوا ہے طلسم حباب پانی میں
اگر تیرے لب و دنداں کا عکس پڑ جائے
تو آب و تاب ہو کیا لا جواب پانی میں
کسیکی یاد میں رویا جو ساری رات ذکی
تمام بہہ گیا جام خواب پانی میں

جلوہ ہے ہوشوں کا دل داغ داغ میں
کیا چاندنی کی سیر ہے مہتاب باغ میں
زیبا ہے اہل فقر کو پابندی محن
آزادگی فروغ ہے پیاسے فراغ میں
پریوں نکلے ہے لباس بسنتی کی کیا بہار
آرائشیں بسنت کی ہیں حسن باغ میں

کیا ہوا پابند تعلق دل ناکام کہیں
پختہ مغز ونکو ہوئی ہے طمع خام کہیں
بھید ہر تک کھول دیا نامہ بر یار نے راز
یوں ہی کہتا ہے زبانی کوئی پیغام کہیں
جلوہ گاہ حسن میں شمع تجلی نکلیں
وہ شیلی انکھڑیاں ہیں تماشا نکلیں

ذکی یہ سمر گذشت غم سے خاطر شاد کرو
تڑپ جاتے ہیں جب انکا تڑپنا یاد کرتے ہیں
دماغ نالہ و زاری کہاں آزردہ جانوں کو
مگر ہاں شکوہ بیدرد صیاد کرتے ہیں

کیا فغاں کرتے ہیں کیا ضبط نفس کرتے ہیں
زندگی تنگ کر دہ اسیران قفس کرتے ہیں
دل و جاں ہیں تو غم عشق کا رکھتے ہیں ذکی
زیست باقی ہے تو مرنے کی ہوس کرتے ہیں

کیا بنا دیتے ہیں دیوانہ ہم آغوشی کا
پھر تڑپنے کا ہوا شوق رہائی میں خیال
محفل یار میں ہیں شمع سحر ہم تو ذکی
تنگ کیوں جانسے ہم سینہ لگا دیتے ہیں
جوش مجنوں ہی کہ صحرا میں بگولے بنکر

لذت وصل کو جمعیت اسباب کہاں
بیقراری کا مزا پوچھیے مشتاقوں سے
خاکساری میں ہی آرام نپایا کچھ خاک
جو کہ رکھتے ہیں فقیرانہ لباسی کا مزا
چاہ نے جنگ سیاکی کے جھکا دیں گنوئیں

اس پتہ سے پوچھنا قاصد مکان یار کو
عشق کا جلوہ نہ سمجھے عارض نورانی کو
پردہ داری دلربا شوریدہ کو درکار ہو گیا
ہم نوایان چمن ہو گئے افسردہ ذکی
زلف کے دھیان میں اشکوں نے جو تڑکا پہر
برق غم سے ہو سر بگریبان گل تر
جلوہ [illegible] رخ یار کا ہر آن نزول

دم اوکھڑتا ہے تپاک دل ناشاد کے ساتھ
لطف جان [illegible] یہ نظر بیداد کے ساتھ
دل [illegible] خاطر [illegible] میں گریبان
خود پسندی [illegible] چلک اندازہ نکو
گر [illegible] دل آسیب [illegible] دل انتقال [illegible]
دل [illegible] کا [illegible] یکا [illegible]

آدمی کو یہ پریزاد جو مس کرتے ہیں
پھر پر و بال درست ایکی ہوس کرتے ہیں
سینہ سے اک آہ جو کرتے ہیں تو بس کرتے ہیں

زندگی ہی تو پھر ایام بہار آتے ہیں
وجد کرتے ہوئے مستوں کے غبار آتے ہیں

دل کہاں جان کہاں صبر کہاں تاب کہاں
دل افسردہ میں کیفیت سیماب کہاں
کو ہوئے سبزہ پامال مگر خواب کہاں
انکے دلکو ہوس اطلس و کمخواب کہاں
ہم کہاں ورنہ ذکی اور یہ پنجاب کہاں

چھاؤں [illegible] کہتے ہیں کس کے سایہ دیوار کو
ماہتاب نہ بنا چاندنی پیشانی کو
بادبان چاہیے کیا کشتی طوفانی کو
خاک ہم تازہ کریں طرز غزلخوانی کو

زندگی خواب پریشاں سے پریشاں تر ہو
ہر بال [illegible] سینہ کے پسینہ سے گریباں تر ہو
برق نظارہ عجب کیا ہو جو سوزاں تر ہو

او بھی ہچکی ہمیں آتی ہے تری یاد کے ساتھ
مژدہ اے دل کہ مسیحا بھی ہے جلاد کے ساتھ
ہے اسیری کا مزا نالہ و فریاد کے ساتھ
چاہیے خلق حسن حسن خداداد کے ساتھ
دل لگا قافلہ نکہت بر باد کے ساتھ
برق پر جس کی پڑا جلوہ گری کا سایہ

مجکو ڈر ہے کہ پری بنکے نہ اڑ جائے کہیں
عنبریں طرہ پریشاں جو رخ لیلے پر

چاندنی میں تری پوشاک زری کا سایہ
کیا پڑا قیس کی شوریدہ سر تک سایہ

یوں حسن سادہ پہ ہوئی آرزو شباب کی
آئی صبح رنگ پہ سرخی شراب کی
دیکھو شکستہ رنگی عشاق کا کمال
جوہر تو جب ہیں سچے ملکوتی صفات کے
کس زندگی پہ کیجئے سامان بزم عیش
دیوان میں ذکی کے ورق داغ کے لیے

جوں ہو نمود وقت سحر آفتاب کی
مہتاب پہ شبیہ کھچی آفتاب کی
چادر ہی اپنے گور پہ کھچی ماہتاب کی
انسان بنا کے کیوں مری مٹی خراب کی
مہمان چار دن ہیں بہاریں شباب کی
سرخی بنائیں ہم شفق آفتاب کی

ایک ذرا تیغ نگہ کو جو اشارا ہو جائے
نکہت زلف جو لیجائے وہاں موج نسیم
شب کو آجائے جو محفل میں مہ رشک خورشید
جلوۂ نور معانی کا اثر ہو تو ذکی کو

آپکا نام ہو اور کام ہمارا ہو جائے
خاک صحرا سے جنوں عنبر سارا ہو جائے
چاندنی دھوپ ہو سارا رنگ کدا ہو جائے
حرف خامہ سے نکلتے ہی ستارا ہو جائے

بدلی اوٹھی ہے موج ہوا سے بہار سے
شاید چلی ہے جنبش داماں یار سے
جب یہ سنا کہ پاؤں کو مہندی لگی ہے وہاں
تیرے ہی دل میں ہے کدورت ہی ورنہ یاں
کیا گل کھلائے دیکھئے اسکا خرام ناز
تاریک شب میں کیا ہی تجلی ہے نور کی
طرز سخن سے رنگ ٹپکتا ہے اے ذکی

بجلی چمک رہی ہے فشاں ہزار سے
آتی ہے بوئے ناز نسیم بہار سے
شعلہ بھڑک اٹھا نگہ انتظار سے
آئینے صاف ہوتے ہیں اپنے غبار سے
مہندی لگی ہے پاؤں کو خون بہار سے
طرہ کے تار الجھے ہیں گیسوئے یار سے
گویا زباں دھوئی ہے خون بہار سے

نہ وہ عاشق نوازی ہے نہ شوق دلستانی ہے
پریشاں طرہ مشکیں ہے آنکھوں پر ہے بیماری
نہ انداز خود آرائی نہ ناز جلوہ پیرائی
ذرا سوچو تو معشوق ایسے ہی حالوں سے رہتے ہیں

نہ وہ باتیں نہ وہ گھاتیں نہ وہ تلون بیانی ہے
بدن کی چمپئی رنگت بہار زعفرانی ہے
نہ شوق خودنمائی ہے نہ غرور لن ترانی ہے
طلبگاروں کو اپنے نگو یہ صورت دکھانی ہے

مری آنکھوں کے آئینہ میں اپنے منہ کو تو دیکھو
اگر دیکھو تو اس محبوب کو دیکھو جو تم سا ہو
بھلا یوں بھی کہیں ہی جو عاشقانہ وضع کو چھوڑ
ذکی کا حال دیکھو عشق سے ایجان بازآؤ

کیا منہ چھپانے میں دلستانی ہے
نہ قاصد ہی نہ پیغام زبانی ہے
یہ حسن سبزہ کو زہر ہلاہل خستہ جانوں کو
بہا حسن کا سبزہ سے ہوئی آخر کہ کہتے ہیں
ذکی اس لعل لب سے ہم سخن ہو کر مزا پایا

درد پنہاں سے مرے یار خبردار ہوئے
واہ کیا شوق رہائی سے فراغت پائی
جان ہی پار گراں عشق کے دریا میں ذکی

کر بانی لگے سبزہ وا سیم ہوئے
رہتے تھے خاک نشیں کوچہ یار میں
دیکھو ذکی کہ اب وہ حیران لگے نگاہ

دھوئیں آہوں کے اٹھے عشق کے ویرانوں سے
کوچہ کی سنکے خبر عشق کے دیوانوں سے
سیکھے رنج حجاب آئے اگر عہد بہار
گرم ہو اپنے بدن لالہ خودرو کی بہار
اڑتے ہیں خوبوں کی بوکر سنت جو ہنگام خرام

یہ کثافت ہے تو کب عہدہ برآئی ہوگی
بہرہ کیا اس گل رعنا کا جو نیرنگ نما
عید کی شب غم دوری سے ہلال ابرو کماں

بھلا زیبندہ اس گلشن کو یہ رنگ خزانی ہے
لئے جاتا ہے تجھے منظور تیری جاں فشانی ہے
بہت بہتر کہ یہ بھی ایک طرز دلستانی ہے
غزل تازہ سنو ہم سے جو شوق شعر خوانی ہو

غرور حسن کو زیبندہ ناز لن ترانی ہے
پھرا سپہر انکا لگتا بلا سے ناگہانی ہے
یہ زنگار ہی ڈوپٹہ اور قہر آسمانی ہے
خط عارض کسوف آفتاب دلستانی ہے
عجب رنگیں بیانی ہے عجب شیریں زبانی ہے

سر سودا کے تماشے سر بازار ہوئے
بے پر و بال جو ہم تم سے گرفتار ہوئے
دیکھ ڈوبے ہوئے جی کھوکے سبکسار ہوئے

آنکھوں سے دیکھنے کے گنہگار ہم ہوئے
جب جنیں کیوں نہ سہا یہ دیوار ہم ہوئے
آنکھوں کو جن کے دیکھ کے بیمار ہم ہوئے

کالی آندھی چلی آتی ہے بیابانوں سے
نکہت گل نکل آتی ہے گلستانوں سے
کہ ملا دیجئے ہاتھوں کو گریبانوں سے
ستے داغ جگر آتی ہے بیابانوں سے
فتنہ انگیز ہوا آتی ہے دامانوں سے

یہ کدورت ہے تو کیا خاک صفائی ہوگی
چاندنی عکس کف پا سے حنائی ہوگی
کسنے مہندی ترے پاؤں میں لگائی ہوگی

طرح نظارہ خوش آیندہ ہے آنکھوں میں ذکی
خوش نگاہوں سے کہیں آنکھ لڑائی ہوگی

زمیں سے لالہ نکلتا ہے داغ کھائے ہوئے
بہار عشق کے ہیں یہ بھی گل کھلائے ہوئے

کسے ہے حشر میں کچھ ہوش کہنے سننے کا
حواس باختہ ہیں نیند سے جگائے ہوئے

روانہ ہے پس محمل غبار وادی نجد
کہ پیچھے ہے صبا بیڑیاں پنہائے ہوئے

ہوائے شوق نے شورش کو پر لگائے ہیں
جو بوئے گل کو صبا لے چلی اڑائے ہوئے

ذکی مرے دل وحشی کو مثل طائر رنگ
ہوائے شوق لیے جائے ہے اڑائے ہوئے

رات دیوانگی شمع بھی ہم دیکھ چکے
گریہ و خندہ و جانسوزی ہم دیکھ چکے

جی یہی چاہتا ہے پھر بھی کہ دیکھا ہی کریں
لاکھ بار اس کو سر تا بقدم دیکھ چکے

پیری و عہد شباب آہ خرابی میں کٹے
شب غم دیکھ چکے صبح الم دیکھ چکے

اب بھی ہو جاتا ہے پیمان وفا میں دھوکا
جھوٹے سو بار ترے قول و قسم دیکھ چکے

اب ہوس کیا ہے کہ آغوش تصور میں ذکی
لب بلب سینہ بسینہ لیے ہم دیکھ چکے

شمع ساں داغ جگر پیش نظر دیکھ چکے
شبنم کو صورت خورشید سحر دیکھ چکے

اب یہ خطرہ ہے کہ اغیار کہیں دیکھ نہ پائیں
کچھ دنوں ہم انہیں بے خوف و خطر دیکھ چکے

کہیں واشد کا تماشا نظر آیا نہ ذکی
خوب چاک جگر و دیدۂ تر دیکھ چکے

کہو کہ یار سفر صبح جلد تر باندھے
ٹھہرائے قاصد عمر رواں کمر باندھے

جدا بہار سے ہوں تو ہوائے غم ہو نصیب
چھٹیں چمن سے تو صیاد بال و پر باندھے

بندھا رہا جو تری زلف و رخ کا دل میں خیال
ہزاروں شام سے مضموں تا سحر باندھے

بہت ہیں صحبت غربت سے تنگ آیا ہوں
یہاں سے جلد کمر قاصد سفر باندھے

ذکی مسافر ملک فنا کو ہے لازم
کہ بار دوش پہ باندھے تو مختصر باندھے

جو کوئی دل نگہ چشم کو کھا جاتا ہے
قاصد عمر رواں آ کے پھر جاتا ہے

میں تڑپتا ہوں پڑا تیر نگہ کا مشتاق
[illegible] چلتے ہیں [illegible] جاتا ہے

آبرو عشق کی مشکل ہے نہ کھیلے تو ذکی
[illegible] تنگ ہو لب سے اتر جاتا ہے

کبھی ہو تماشا گلستان وطن دیکھیں گے
ہم اسیران قفس [illegible] نہ دیکھیں گے

تاب دیدار کبھی ہو لے نگہ شعلہ فشاں
طپش دل سے قیامت نظر آجائیگی صاف
ماجرا شام غریبی کا زباں پر لا کر
ہیں یہی چاک گریباں کی بہاریں تو ذکی
روکش لالہ و گل داغ تمنا دیکھے
نگہ خوں شدہ کو طاقت دیدار نہیں
پیر چمن کے خاک میں ہی اثر نم اشک بلبل زار
نالہ آتش ریز ہی سوز دل ناشاد سے
ساتھ ہے باد خزاں کے شور فریاد و ہزار
عشق ہو دیوانہ واری کو ہماری لیئے ذکی
آتی ہو طرز سخن سے زلف کی خوشبو مجھے
شب کو سویا جو ادھر سے یار کروٹ پھیر کر
ذبح تڑپایا جو زیر دام بلبل کی مثال
آنکھ کی سرخی ہوئی رنگ بہار حسن و عشق
چادر مہتاب ہو تربت کی چادر اے ذکی
واہ واہ نام خدا حسن طرحدار و نکلے
شب مجھے سوختہ جانوں کے نگاہ ہو کے ہجوم
بیٹھ جاتی ہی سواری جو پر پڑا دل کی
بال بکھرے ہیں ترے چاند سے منہ پر ایسا
دیدہ تر سے ذکی اٹھتے ہیں موجیں تہ گوہر
میری آنکھوں میں ہی وہ شوخ طرحدار پری
نشۂ بادہ گلرنگ سے دیکھا نیرنگ
پر پرواز کی کلیاں ہیں یہ کلیاں گویا

اس پری کا جو ہو کا سایہ دیکھیں گے
راہ تیری اگر لے عہد شکن دیکھیں گے
ہم جگر کو تیرے لیے صبح و شام دیکھیں گے
ٹکڑے ٹکڑے جگر فصل چمن دیکھیں گے
ہمسے پوچھو کہ حسرت عشق میں کیا کیا دیکھے
کس طرح سیر چمن بلبل شیدا دیکھے
کہ جنوں کی لہر سی اٹھتی ہی ہر گل میں ہزار
اڑتی ہیں چنگاریاں گویا لب فریاد سے
گرد ہی یہ کاروان نکہت برباد سے
آرزومند وفا ہیں کس ستم ایجاد کے
طرۂ طرار کا ہر غولہ گیسو مجھے
اضطراب دل کے سوجھے سیکڑوں پہلو مجھے
لے اڑا شوق رہائی لے پر و بازو مجھے
نشہ کا ڈورا اسے زینہ دہ ہی آنسو مجھے
ہو چراغ گور داغ لالہ خو درو مجھے
کیا تجلی ہے کہ پڑتے ہیں نظارو نکلے
کر چراغاں ہوئے روزن تری دیوار نکلے
برق سے اڑتے ہیں سایہ بھی ہو اڑ کر
ایک یوسف ہی اور اتنے خریدار نکلے
نخل بھی خاک سے اگتے ہیں تو تلوار نکلے
زلف ہی بال پری شعلہ رخسار ہی کیا
انکھڑیاں [illegible] برق نگہ یا پری
کہ بنا چاہتی ہے یار کی گفتگو پری

دام تحریر میں مضمون دل آرا ہو اسیر
یا قلم زلف سخن میں ہو گرفتار پری کی

کہیں جلوہ فروشوں سے پرستاں ہو زکی
نظر آتا ہے ہر اک شعر پہ بازار پری کا

ہم کبھی ہجر ان کے میں لطف اٹھانے والے
اور رکاوٹ میں لگا وہ شب کے جگانے والے

ناز اٹھا کر کے معشوق رہانے جو لگا
رہ گئے دیکھ کے منہ ناز اٹھانے والے

شعلہ خو یار کو دیکھا جو ادھر سے ہر دم
اور بھڑکا کے لگے آگ لگانے والے

دم بخود رہ گئے ہم سن کے لطف سخن
دل اڑا لے گئے یا قول ہمارا [illegible] والے

اقربا رات جہاں رنگ سے لیتے ہیں دل کی
آنے والے بھی ہو جاتے ہیں جانے والے

چشم گریاں سے طلسم اکثر بنے اور ٹوٹتا
اشک شبنم دانہ گوہر بنے اور ٹوٹ جائے

سخت جاں ہو جائے عاشق کبھی [illegible]
آبگینہ فی الفور بنے اور ٹوٹ جائے

تیری فکر سخن پر ہے شکست دل کی
دیدنی ایسی تیغ خوش جوہر ہوئی اور ٹوٹ جا

جو طوفاں خنجر خوں زخم دل بنتا بن جائے
آتش چشم نم کا قلزم خوں بنتا ب ہو جائے

نماز کعبۂ ابرو کی [illegible] سر سے
چھیدے جب کہ قیامت صورت محراب بن جا

پڑھے سایہ ہوا اس صورت [illegible]
نظر میں چاندنی وہاں جا در مہتاب بن جائے

نہ پائیں گے زکی ہم [illegible]
تو ناخن زخم کا بھی صورت مضراب بن جائے

شاں بگڑ گئی اڑی [illegible] جانی پھر سے
پڑ گئی رنگت پہ جو زعفرانی پھر سے

منہ چھپایا ہے قیامت کشتۂ دیدار نے
ایک جھلک دکھلا کے نازک ترانی پھر سے

خوباں رکھتا ہے [illegible] عالم [illegible]
حسن کے عالم میں جوش نوجوانی پھر سے

ہے غضب [illegible]
پھر بگڑ جانا غضب ہے بدگمانی پھر سے

اپنے [illegible]
اے ذکی پیرانہ سر معشوق جوانی پھر سے

تیغ کو [illegible] ایسا بھی ہوتا ہے کوئی
جان شیریں ہاتھ سے یوں مفت کھوتا ہے کوئی

دیکھتا تھا [illegible]
منہ چھپاتا ہے کوئی بیتاب ہوتا ہے کوئی

ایک [illegible] جان کو [illegible]
ایک [illegible] کہ پہلو میں چھپاتا ہے کوئی

ناصحا [illegible]
آہ ظالم کیا تری آنکھوں سے [illegible] ہے کوئی

یاد آتا ہے مجھے دل کا جدا ہونا ذکی
وقت رخصت جب کسی سے مل کے روتا ہے کوئی

پھر رہا ہوں کیوں پریشاں ... ہے
خورشید محشر کیا کہیں ... ہے

ہم آپ سے تو جا ہیں ... ہیں
اے نہ آو ... انتظار ... ہے

اے اضطراب ... خنجر کی ... ہے
اے مشتری جلی کہ ترا انتظار ہے

پھری ہیں ... اگر ہو ...
دل کو ... ہو تو تیرا ... بہار ہے

رنگینی ... سے اپنے ذکی کیا کہیں ... گل
تختۂ گلزار ... کا ... ہزار ہے

نالہ آتش ریز ہے سوز دل ناشاد سے
اور فلک ... چھلکا رہا ہوں گویا لب فریاد ہے

بیقراری ... جو ... زیر دام
آئی خجلت ... اٹھا ... صبا ...

آئی اس ... کی ... ذکی ... کا مقام
آرزو مند وفا ہوں ... ہے

نسبت ... کی ... ہے
یعنی ... ہوں ... تصویر ...

منزل وحشت کا داغ دل ... چراغ
نالۂ سوزاں ... خانہ زنجیر ہے

جلوہ کو حسن نظر میں ... ہے
دیدۂ حیراں ہے یا آئینہ تصویر ہے

... دو ... کی ... ہے
وہ نگاہ تیز ہے یا برق کی شمشیر ہے

پھر آزار کی ... روز ... خیال
خنجر ... جانی نالہ ... ہے

... صبح قیامت ہی ... زخم دل
آفتاب روز محشر داغ کی تصویر ہے

... ذکی ... گرمی اشعار ...
سوز دل کا حال ... تحریر ہے

... آنکے ... دیا ...
کسکی ... دامن ناز کا ... ہوا ...

... جو اک ... کا ...
کیا کیا اور اسے پھرتی ہے باد صبا ...

کیا ... دل ... شوخ
پہچان لے جو کشتۂ ناز و ادا ...

... روح ... ذکی
دل جانتا ہے ... ہے ...

... جو یار اٹھاتے
اسکے دامن سے کے پکڑنے کو غبار اٹھتا ہے

... کے ... کہو
کہ جہاں سے کوئی بے صبر و قرار اٹھتا ہے

... جو کبھی گذرا ...
اب ... تربت مجنوں سے غبار اٹھتا ہے

شورش میں گریہ فریاد کا آتا ہے خیال
ہر طرح دلکو خوشی وصل میں حاصل ہو نہ کی

جو اشک ہو خون مری دامن پہ نہ آئے
جلدی ہی جو کافر کو شب وصل سحر کی
اس مہر تجلی سے لڑاتا ہے نگاہیں
بسمل نہ ہوں دلکی مرے شور جنوں سے
میں آپ سے جاتا ہوں ذکی دیکھ خبردار

مسی لب گلگوں پر تصویر نظر آئی ہے
پیش نظر اس رخ کی تنویر نظر آئی
وہاں قند مکرر کا باتوں میں مزا پایا
مستی کا نشاں دیکھا تو خواب گراں دیکھا
نغمہ کی ہوا بندی وہاں چھائی گھٹا بنکر
جادو کا اثر کافر چتون میں ذکی دیکھا

قول پر غیروں کے ہمکو نہ پر خنجر کھینچئے

جوں برق اڑا ہے دل بیتاب کے ٹکڑے
لخت جگر آنکھوں سے ٹپکتے تو ہیں لیکن
دل خوں ہوا غم سے ذکی حیف کہ تینے

حسرت ہے تازہ اسیران قفس آتی ہے
ہر نفس قافلہ عمر سے دیتا ہے نشاں
رو کے ہم بھرتے ہیں یوں کوچۂ جاناں کی

جو دلاتی انکا وطن ہو ویسا ہم تو جفا جھیلے نہ ستم سے چھٹے
بہا دی تیغ خوبوں کی آن ادا تو حیاں نہ پہلو کا دلکو رہا
کبھی دیکھیں گے ابرو چشم صنم تو بلندی کی نہ خواہش انکی ہم

جب بہار روشن ہی ابر بہار اٹھتا ہے
پھر ہیں یہ رنج کہ غم سے سروشکار اٹھتا ہے

جو شمع نہ ہو گل مرے مدفن پہ نہ آئے
چوٹی کو یہ قدرت ہے کہ گردن پہ نہ آئے
آشوب کہیں دیدۂ روزن پہ نہ آئے
گرنار گریباں سر دامن پہ آئے
زنہار قیامت مرے مدفن پہ نہ آئے

یاقوت میں نیلم کی تحریر نظر آئی
پرواز تصور کی تصویر نظر آئی
آلودہ جو لکنت میں تقریر نظر آئی ہے
جب عمر بسر آئی تعبیر نظر آئی ہے
ہر تان میں بجلی کی تحریر نظر آئی ہے
معشوق کے غمزہ میں تسخیر نظر آئی

عہد پورا کیجئے وعدہ برابر کیجئے

ہر کالہ آتش نہیں یہ مہتاب کے ٹکڑے
ڈر ہے کہ ہوویں دل احباب کے ٹکڑے
مستی میں کیے جام مئے ناب کے ٹکڑے

دھوم سے فصل بہار اکی برس آتی ہے
جنبش نبض سے آواز جرس آتی ہے
کہیں ساونکی گھٹا جیسے برس آتی ہے

ہوسے لاکھ طرح کے تنگی رنگ ہم اسیر چھوٹے نہ وہ
ہر چند اسکے تیغ کا ہم رو کہ ہوئے ہمارا رحم سے چھوٹے
دل ہمیں الفت سے بت چھوٹے دل تیغ ہوا حرم سے چھوٹے

ہوئیں نثار زبان جو تشنہ ہو کر انہیں تشنہ لگر کوئی لیوے کہ / کہ تڑپتے ہیں تشنہ جنوں میں پا کے کسی آبلہ کے قدم چھینٹے

رہا جو ہجر میں اور جلوہ بخش ہم سے وصل میں آگاہی جو ستم / ذکی آفت جاں ہے عشق کا غم کہ خوشی سے چھینٹے آئے

چراغ معنی روشن ہے شمع بزم شعور / کہ ہے فروغ سخن آفتاب عالم نور

فروغ معنی روشن اگر ہو جلوہ نما / زبان خامہ بنے ہم زبان شعلۂ طور

نہاں ہے شمع تجلی حجاب معنی میں جو / دکھائے جلوۂ نور نہاں سخن میں ظہور

جو لطف معنی روشن نہ ہو سیاہی میں / سواد خط سے نہ آئے شمیم طرۂ حور

سواد خط میں ہے نور معانی براق / کہ ہے ستارۂ روشن سے وہ شب دیجور

کنایت ظلمات تو ہر ورق ہے روشن / سواد خط میں فروغ سخن سے حسن ظہور

زبان شعلہ ہے گویا مرے قلم کی زبان / مری سخن کی تجلی ہے شمع محفل نور

بیاض صفحہ ہے آئینہ دار صبح امید / بنا ہے چاک قلم مطلع ستارۂ نور

ہزار شکر الٰہی کہ جس نے صانع کو / دیا ہے جوہر ادراک سے کمال شعور

کریم و قادر و خلاق و رازق و جاں بخش / رحیم و عادل و غفار و کردگار غفور

ذکی شفیع قیامت کی اب رقم کر مدح / کہ بعد حمد الٰہی ہے نعت کا دستور

سخن میں پائے جو مضمون آب و تاب قلم / ہو آب خضر سے ظلمت میں کامیاب قلم

سواد خط سے تجلی ہو نور کی پیدا / اٹھائے چہرۂ مطلب سے گر نقاب قلم

ہماری شعلہ زبانی کا سیکھ کر انداز / زبان شمع کو دینے لگا جواب قلم

وہ کسب علم نہ چاہے سرنگوں کہ لیتا ہے / ہمارے بخت سے تعلیم انقلاب قلم

بچا ہوا ہی [illegible] کہ لکھ نہ سکے / جناب پاک کی تصویر بے نقاب قلم

[illegible] جو نعت شہ انبیا میں تازہ سخن / تو لائے ڈھونڈھ کے مضمون آفتاب قلم

[illegible] کا تو ہے تاج نور / کہ [illegible] ذات کے لکھنے آفتاب قلم

[illegible] / اگر اسکی صفت میں ہے گرم اضطراب قلم

[illegible] / اگر تجھے [illegible] دیا اسکا انتخاب قلم

ہر ایک [illegible] / [illegible] دل [illegible] کا [illegible] قلم

موافق اور ریختا لعت تعریف [illegible]
تو یکسد و لو دیکھا [illegible] ہوتا ہے
کہا مزید اثر ور [illegible] سب [illegible]
یہ وہ لہ تحدہ وقیاس [illegible] کا [illegible]
پیدا آمد ہمت طرز [illegible] سخن
چنیں دو [illegible] [illegible] را
کہ ہو ہمرا ہا و از [illegible] د [illegible]
شعرا [illegible] چو سند و نظم [illegible] [illegible]
لیلۃ القدر [illegible] مضمون سواد [illegible]
صورت [illegible] [illegible] اعم [illegible] دی
شد [illegible] از خون گرمی [illegible]
حیرت با شد کہ بود [illegible] [illegible] و کرد از
ساز برگ کا [illegible] [illegible] شد گویا [illegible]
نازش من در جہان [illegible] [illegible]
از [illegible] رنگ [illegible] خون طراو در سخن
[illegible] [illegible] نیز [illegible] جلوہ [illegible] پیدا [illegible]
نا امیدی اشتیاق و شدت اندوہ
چشمہ آب حیات [illegible] ظلمات
[illegible] ریگ گل از فراق فصل چمن
یاران زمانہ [illegible] گذاشت [illegible]
[illegible] [illegible] رسا [illegible] [illegible]
[illegible] نظام الدولہ وزیر الملک [illegible]
سخن [illegible] [illegible] [illegible]
فقط

[illegible] [illegible] [illegible] قلم
کہ اس کی [illegible] [illegible] قلم
[illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] قلم
[illegible] [illegible] [illegible] قلم
[illegible] [illegible] آورد [illegible] قلم
[illegible] [illegible] [illegible] قلم
[illegible] خون [illegible] آتشیں [illegible] من
[illegible] زلف [illegible] آید [illegible] من
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] من
[illegible] [illegible] آتشیں [illegible] من
محفل افروز سخن شمع [illegible] من
[illegible] [illegible] [illegible] من
[illegible] [illegible] [illegible] من
برگ گل گردد زبان بلبل گویای من
[illegible] [illegible] [illegible] یار
[illegible] [illegible] [illegible] کنار
[illegible] صبح [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] بلبل [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] زار
[illegible] نظام سخن [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]

۷۸۶

دیوان واجد علیشاہ اختر

مرحوم بادشاہ اودھ

آلہی عشق ترا میرے دلسے دور نہو گا
گنہگار ہوں پر اب کبھی قصور نہو گا

شراب ساقی کوثر بھری ہیں لبالب
ہزار شیشۂ دل توڑیں چور چور نہو گا

کرشمے لاکھ بدل کر دکھائے وہ رخ رنگین
ترے نظارے کی قابل جمال حور نہو گا

غرور ہے تجھے زیبا کہ تو ہی مالک عالم
کلام بے ادبانہ ترے حضور نہو گا

لوای محمد کا سایہ جو چاہتا ہی تو اختر
تو سر پہ سایۂ بال ہما ضرور نہوگا

ابرو کا کوئی مجھ پر اب وار نہ ٹھہریگا
وہ ترک بھی عاری ہو زنہار نہ ٹھہریگا

بدہی یہ دل مجنوں گیسو سا پریشان ہے
بالوں میں جو الجھیگا زنہار نہ ٹھہریگا

مجھکو بھی دکھا دینا آج اپنا رخ رنگیں
فردائے قیامت پر دیدار نہ ٹھہریگا

آنکھوں میں دم اٹکا ہی اکدم میں رواں ہوگا
اس نرگس شہلا کا بیمار نہ ٹھہریگا

مت پوچھو نکا اختر میخانہ میں دورا ہی
دکان اٹھا ڈالو بازار نہ ٹھہریگا

کیا عشق بکف آئے خریدار تمہارا
دکانیں سماتا نہیں بازار تمہارا

بلبل کی رہائی سے ہوا طائر دل صید
تڑپا قفس تن میں گرفتار تمہارا

ہیں موج می نابی سے شیشے تہ و بالا
کم ظرف ہی اس دور میں سرشار تمہارا

اس چشم کو دیدار اگر مد نظر ہو
سوئے نہ کبھی دیدۂ بیدار تمہارا

میں طائر دل آج اڑا دوں گا ہوا پر
شہباز نظر ہو رہو طیار تمہارا

کچھ حسن بھی رکھتے ہو اگر عشق فزوں ہے
موجود ہی اختر سا خریدار تمہارا

پیر باندھکر اسکو ذرا ہاتھ پہ دھر لا
لے باد صبا خاک در یار ادھر لا

لیجا دل بیتاب نشانی مری قاصد	سیماب سی ہے مرتبۂ عشق خبر لا
میخانے میں روتا ہی مرا شیشۂ دل بھی	نالوں سے اسے خشک کروں دیدۂ تر لا
منقار سے توڑا کرے یہ آتش گل کو	امید دل بلبل نالاں کہیں بر لا
حسرت ہی کہیں حسرت دل اسکی نکالے	اس اختر غمگیں کے لیے دیدۂ تر لا
میں خار خار ہوں میری بہار لیتا جا	چھپا کے برگ میں اے گلعذار لیتا جا
ہوا کی طرح دکھاتا ہی سحر مٹی پر	یہ چار نقش بھی اے شہسوار لیتا جا
گلابی تجھ پہ گلا کاٹے ابا رند ہے تو	مجھے بھی مستی سے اے بادہ خوار لیتا جا
دلا شراب سے وہ نشہ سے ہیں مست بہت	کھلیں ہیں نرگسی آنکھیں خمار لیتا جا
شروع ابر ہے ساقی بنا ہمیں لیلے	ہمارا دوش صبا پر شکار لیتا جا
یہ نذر ہی گل داغ جنوں کی ای اختر	چمن میں آیا تو کچھ گلعذار لیتا جا
زلف کی یاد سے مضمون رسا کھل جاتا	فکر رخسار سے مشتاق لقا کھل جاتا
بستگی ہوتی جو قبضہ میں ترے ای قاتل	خنجر ناز سے خون شہدا کھل جاتا
نام تیرا جو نگین پر ترے کندہ ہوتا	میرے ہر داغ پہ یہ نقش وفا کھل جاتا
تاواں ایسا ہے سنگدلا الفت میں	کہربا سے یہ غم ہوش ربا کھل جاتا
تا یہ نظارۂ جمال رخ روشن کی کہاں	چشم پوشی سے اگر روے خدا کھل جاتا
حسن اختر سے جو اے عشق کبھی تو لڑتا	بحر و بیترا وہیں ذہن و ذکا کھل جاتا
پھر یاں تو آرام نہیں دل دیوانہ رہ گیا	شعلہ پتنگ ہو گیا پروانہ رہ گیا
[illegible] خدا پرست سے تنہا نہ رہ گیا	عشق زلال نوش سے پیمانہ رہ گیا
پیچیدگی نرگس میگوں کا مست ہے	ساغر کا دور ہو گیا مستانہ رہ گیا
پامال ہم ہوئے تھے جو گلشن میں اسکے ساتھ	اپنا سمجھ کے سبزہ بیگانہ رہ گیا
ہے انکا دل دور میں کسی رند مست سے	لبریز اشک چشم کا پیمانہ رہ گیا
[illegible] یار دل میں ہے گو منہ پہ وہ نہیں	اختر خدا کا شکر صنم خانہ رہ گیا
[illegible] ہوا ہے اب تو جینا یارب	کیا سہل ہے موت کا قرینا یارب

پھر مصحفِ رخ دکھائی مجھکو وہ ماہ
آتا ہے رجب کا پھر مہینا یارب

دیوان کھلے ہے میرا تا قیامت باقی
سوتے پہ کیا ہے مئی مہینا یارب

ساقی کی جدائی کیوں نہ بہکائے مجھے
توڑوں کیونکر نہ جام و مینا یارب

احمد کا ہو دہیان دل میں اختر ہر دم
سینہ کیونکر نہو مدینہ یارب

دل خونبار نے اشکو نہیں دکھایا خوناب
عوضِ تارِ نظر آنکھ میں پایا خوناب

جب سنا وصف لب لعل صنم کا میں نے
پیشوائی کو وہیں آنکھ میں آیا خوناب

ہاتھ تو ٹوٹ چکے آنکھ بھی پھوٹیگی ضرور
الفت یار میں اختر نے بہایا خوناب

وہ وطن یاد ہے غربت میں وہ ساری احباب
ہائے کب تجھسے ملیں گی مرے پیارے احباب

جو تیغ سے ہیں گل زخم ہمارے تن شاداب
کمال اس گل تر سے ہوا چمن شاداب

کسیکے تارِ نظر سے بڑہی مسلمانی
ہوا نہ رشتۂ زنار برہمن شاداب

سمجھ تو آتشِ گل کا کہلا ہے راز نہاں
کہ شمع بزم سے ہے سارے انجمن شاداب

گلوں کا نشو و نما ہے مجہی سے اے بلبل
سحاب اشک سے کیونکر نہو چمن شاداب

مسی سے اسکو نہ سوسن نمط سیاہ کرو
کبہی تو پان کی سرخی سے ہو دہن شاداب

گلو کہیں خطِ ریحان بہی صاف کرواؤ
صلاح اختر نہیں سبز ہو چمن شاداب [illegible]

شمع عریاں کی طرح دل نہ جلاؤ صاحب
اپنے جامے سے نہ باہر ہوئیے جاؤ صاحب

حلقۂ چشم کو پابوسی کی حسرت ہے بہت
آنکھ میں بھی مرے پا [illegible] سماؤ صاحب

کہیں تار نظر بد نہ نزاکت پہ پڑے
بال کی اوٹ میں جاتے ہو تو جاؤ صاحب

چشم پوشی نکرو باغ میں ہو جیش نظر
آنکھ نرگس کی ہے جانا ہو تو جاؤ صاحب

ماہ رو سر پہ چڑہایا نکرو اختر کو
آسماں پھر سے زمیں پہ تو بلاؤ صاحب

گلشن بہار پہ سے بنا ہے قلم گلاب
توڑیں زمیں شجر سے کیونکر نہ ہم گلاب

گلشن میں رو رہی طائر رنگ پریدہ ہوں
سمجھا ہے خوب اپنا وجود و عدم گلاب

آئینۂ آتشیں سے گرانی ہے خود مجھے
بہر مریض عشق تو ہوتا ہے سم گلاب

شیشوں میں ہو نہیں شیشہ دل میرا بہر گیا
ساقی کے ہاتھ میں بھی ہیں [illegible] گلاب

اختر جما ہے تختے پہ جس طرح سے قلم — پھولی زمین شعر میں اس طرح کم گلاب

سنگھاؤں سینے سی ساقی کو آج بوئے کباب — شراب خانہ میں لازم ہے جستجوئے کباب
جلے ہوؤں کو جلا کر سیاہ کرتے ہو — نگاہ پھیرتے کیوں دیکھتے ہو سوئے کباب
شکار اب بطی کا ضرور ہو ساقی — شراب پیتے ہیں رند دل کو آرزوئے کباب
بتوں کے دور میں سیخ کباب لازم ہے — خدا جلائے اسکو جو ہو عدوئے کباب
گلوں سے بلبل شیدا کا دل جلاتا — چمن میں آئی ہے اختر کو آج بوئے کباب

چمن سے پھینک دے یا میرا آشیاں کیا خوب — نہال مجکو کیا آ کے باغباں کیا خوب
خبر ہے اپنے بھی رخسار زرد کی اسکو — یہ ہم سے ہنستی ہے کھل کھل کے زعفراں کیا خوب
بڑا ہی پھیر ہے محبت نہ درمیاں لاؤ — کمر کو لوٹے چھپتے ہو ہمسے لے میاں کیا خوب
فلک ہو ٹا مسی پہ اٹھے غضب جما یا ہے — اٹھا ہے آتش بیدا دسے دھواں کیا خوب
تری غزل پہ ہلالی نثار ہے اختر — اگر پڑھے تو کہیں سنکے شعر خواں کیا خوب

پسند آگیا اس بادہ خوار کا اسلوب — وہ اسکی نشہ کی آنکھیں خمار کا اسلوب
ہمیں تو آنکھ لڑانے سے شرم ہے ای برق — دکھا سحاب دل اشکبار کا اسلوب
شرارتیں نکروا ای بتو خدا سے ڈرو — دکھایا سنگ میں تمنے شرار کا اسلوب
ہزار نرگس شہلا بھی زرد ہو لی ہے — چمن میں پائی ہے کب چشم یار کا اسلوب
کیا ہے اختر بیپیر کو مرنے کا قید — کہیں کبھی ہوتا ہے ایسا شکار کا اسلوب

تیرہ بخت کیا پائیں تیرا روی عالمتاب — لکھ سے خط عارض میں اپنا موئے عالمتاب
شعر میری کب جھکے مثل حضرت آتش — کب چکو رہتے پائی منہ سے خوی عالمتاب
فکر سے مرا ہر شعر موتیوں کا مالا ہے — کیا عروس مضمون ہے کیا گلوئے عالمتاب

تاثیر گر نجات دے بلبل کو خار الفت — ہے حسن گلرخاں تک ساری بہار الفت
کس کس کے در پہ رکھتے پھرتے ہیں اپنا سر — خانہ خراب تیرا اے روزگار الفت
آتش محروشش کو دلمیں اپنے اگر جگہ دو — مجھ ہو میرا سینہ روشن ہو نار الفت
اسکا گلے لپٹنا تربت میں یاد آیا — دینے لگی زمیں بھی مجکو فشار الفت

آختر یہ میری ہمدم ہیں غمگسار اسکا
الفت نثار مجھ پر اور ہیں نثار الفت

غنچہ ساں ہم بند ہیں اُس گل کی تقریر کے بیچ
مطلب دل اب بیان کرتے ہیں تحریر کے بیچ

سب مجھے نسب آزاد اُسکے دام گیسو سے ہوئی
ایک ہم باقی رہے ہیں سارے زنجیر کے بیچ

ابرو نے قتل کرتا ہی تو کا فر قتل کر
اک مسلمان گھر گیا ہی دوسری شمشیر کے بیچ

کر سکوں میں کیا ترے روئے کتابی کی صفت
شرح ہی اس مصحف ناطق کی تفسیر کے بیچ

چشم وحدت بیں سے جب دیکھا مرقع دہر کا
اک اسیکی شکل ہی ان ساری تصویر کے بیچ

چپکے سہتے ہیں ستم ہم اُف بھی کر سکتے نہیں
آہ کی طاقت کہاں ہی ہم سے دلگیر کے بیچ

خواب دیکھے ہیں تری زلف سیہ کے بارہا
کیوں دل اختر نہ اُلجھے اسکی تعبیر کے بیچ

آنکھوں سے گرا شیشۂ بلور سے گلے پر
ہیں ساغر دل کیوں نہ کروں چور گلے پر

کافر پہ گلا کاٹتا ہے اپنا مسلمان
ہے نور خدا اے بت پر نور گلے پر

بوسہ ترا آنکھوں سے قمر لے تو بجا ہی
اختر کی لبوں کا نہیں مقدور گلے پر

بتوں کی ذات سے کیا کیا شرارتیں پائیں
جو پائی پائی بہ سنگین عمارتیں پائیں

ہمارے سینہ کی درگاہ پر چڑھی گل داغ
بتوں سے روضۂ دل کی زیارتیں پائیں

خیال یار میسر ہوا تصور میں
شروع خواب میں دل نے بشارتیں پائیں

جمال یار کو سارا بدن ترستا ہے
ہر ایک داغ نے تن پر بصارتیں پائیں

ترے نصیب کی گردش حقیر کرتی ہے
جو مہ کے ہاتھ سے اختر حقارتیں پائیں

ہم نماز وہ نہیں جو بیباک کھڑے رہتے ہیں
سامنے بت کے سفاک کھڑے رہتے ہیں

بیقراری کو مری دیکھ کے اے شاہ سوار
با ادب توسن چالاک کھڑے رہتے ہیں

صبح محشر سے کہاں کم ہے شب ہجر صنم
ہم گریبان جو کئے چاک کھڑے رہتے ہیں

بیخبر کون ہی اس صید گہہ الفت میں
بھاگیں کیا لائق فتراک کھڑے رہتے ہیں

یار کبھی کے ہوس ہم کو نہیں خواہش سے
ہم سے قسمت ترا پاک کھڑے رہتے ہیں

شمع مہتاب ہی عریانی بھی ہی عین بنا
پہنے وہ نور کی پوشاک کھڑے رہتے ہیں

اختر اغیار سے کرتے ہیں جو وہ عشق غلط
ہم چھپائے نگہ پاک کھڑے رہتے ہیں

باغ عالم میں گل مضمون کا ہی جوش اندنوں — سر جھکائے بلبلیں بیٹھی ہیں خاموش اندنوں
داغ سودا کھلا ہو نکا نمونہ ہو گیا — آبلو نکی پاؤں میں پہنی ہی پاپوش اندنوں
سر مرا خالی کیا اے بلبلو چہکار کے — ہمسر باد بہاری ہی میرا دوش اندنوں
صورت معشوق حقیقی کا چمن مشتاق ہی — ہر گلستاں نے پہنائے پھول کی گوش اندنوں
پھر گلستاں بہی مقابل روی گلروسی ہوا — صورت بلبل پھر اڑاتی ہی مری ہوش اندنوں
تیری موہای سیہ سے طاق ابرو کھل گئے — فرق کیا سمجھیں ہوا کعبہ سیہ پوش اندنوں
چھوڑ دیگا کوچہ جانانکا یہ اختر بہی ضرور — یاد کیا مجھکو کرے وہ خود فراموش اندنوں

ایجوانو اب ضعیفی ہی بہاری اندنوں — پہنک دیتی ہی ہمیں باد بہاری اندنوں
طائر مضمون کو وحشت پر لگاتی ہے وہیں — خط کو لے اڑتی ہی میری بیقراری اندنوں
زخم کے تقاضے سے کب بہتی ہی ہمدم جوئی خون — موج تیغ یار کا چشمہ ہی جاری اندنوں
حسرت مقتول کیں سینہ میں مجہنے بیشتر — ہر ہوس پہ ری ہی کیسی ماری ماری اندنوں
وہ تو ایک ماہ سریع السیر پہ ہے مبتلا — کون اختر کی کرے اب غمگساری اندنوں

وہ حسن جو مشہور ہی اخباروں میں — میں بہی بیکار نہیں نام ہے ہر کاروں میں
گل کا عاشق ہوں کیونکر نکرے مجھسے غرور — بلبلیں لائینگی نامہ مرا منقاروں میں
بوہ تو مہ پارہ ہی زہرہ سی ہی مداد طلب — اختر زار کہا ہو نہ گنہگاروں میں

بلبل کی جو جی ہیں میرا جی ہو — پھر گل سے وصال بہی اجی ہو
اتری نہیں یار کی سلامی — ور دتی کہیں شام کی بجی ہو
غنچوں سے نہ کج کلاہ اینٹھیں — تن پر جو قبائے گل سجی ہو
ناسخ کی غزل سجی ہے اختر — یہ اور ردیف ہے اجی ہو

جگر عاشق دل سوز جلاتے نہ چلو — شمع کو محفل عشرت میں رلاتے نہ چلو
سم رہوار سی مردیکو جلاتے نہ چلو — سوتے فتنہ کو تم اے یار جگاتے نہ چلو
قفس تن میں مرا طائر دل پھڑکے گا — چٹکیوں میں گل و بلبل کو اڑاتے نہ چلو
موج گل سے نہ مچا لا ہی نسیم سحری — قد و بالا سے تو یوں خاک اڑاتے نہ چلو

باغمیں آئے ہو گر وتو ذرا بلبل کو
غزل اختر خوش لہجہ سنا نے چلیے

نکالوں کس طرح دلسے تری مژگاں کی تیرونکو
مٹا سکتا نہیں انسان ہاتھوں کی لکیروں کو

یہ حق حق بوریائے فقر پر کیا نقش دکہلائیگی
مری آہیں بہت برباد کردینگی فقیروں کو

نہ جاؤ ناصحو اس سر دہری پر نہ سمجھاؤ
شرارے آگ کے ہیں بت نہ بہرکاؤ شریرونکو

شگفتہ ہوگیا ہر گل تری رنگین ادائی سے
دئے ہیں لٹ پٹی دستار نے کیا داغ جیرونکو

بُرا کیا ہے جو اپنی شادکا کیونکر سفیدی ہو
سیاہی کا لگیگا داغ اختر اُن وزیرونکو

ڈہپ نہیں سکتا بدن آرزو
تنگ ہوا پیرہن آرزو

خونِ شہیداں کی دکہاؤ بہار
سرخ رہے یہ چمن آرزو

نازکا انداز وہاں اور یہاں
قطع ہوا پیرہن آرزو

تیری تصور سے ہوں خلوت نشیں
خالی ہی پہر انجمن آرزو

کیوں نہ بہ صیاد سے اختر لڑا
صید ہے ناوک فگن آرزو

کانوں کو پہر خوش آتی ہے صوتِ ہزار کچہ
آئی چلی ہے گلشنِ دل میں بہار کچہ

مطرب کی صوت سے دلِ ناساز ہے فگار
باقی نہیں ہیں پر گلے میں گریباں کے تار کچہ

پہر آمد بہار میں کٹتے ہیں پر مرے
بیرنگ ہوگیا چمن روزگار کچہ

ساقی نے اپنے دور میں محروم جو رکہا
روشن ہے اُسکے نور سے اب دلمیں نار کچہ

دار و مدار دار فنا میں خدا پہ ہے
اختر ہے تو نکا عشق نہیں پایدار کچہ

دار فانی میں عشقِ حق باقی
اُسکے ناموں کا ہے سبق باقی

پان کہا کر جہائی ہے مستی
سیر شب ہے مگر شفق باقی

خوب چہاڑی زمینِ شعر و غزل
آسمان کے ہیں اب طبق یہ باقی

کہینچ لیتا ہوں اک نظارہ ہیں
کسی گل میں نہیں عرق باقی

تیری غزلیں فنا ہیں اے اختر
ہاں اگر ہے تو نام حق باقی

سوز دل جب گزار کرتا ہے
برق کو بیقرار کرتا ہے

چشم بینا ہوا ہے ہر اک داغ
ہمہ تن انتظار کرتا ہے

اپنی آنکھوں میں رکھ مجھے صیاد — کیوں شکار آشکار کرتا ہی
باغ پر کیوں نہ بلبلیں پھولیں — داغ کو لالہ زار کرتا ہے
ذرۂ خاک سے بھی کمتر ہوں — کون اختر شمار کرتا ہے

میرا صحرائے جنوں سدرجہ درد آمیز ہے — جو بگولا خاک کا اُٹھتا ہی شور انگیز ہی
تیر مژگاں کا گذر ہوگا نہ اے ناوک فگن — رونگٹا ہر ایک میرے تن پہ تیغ تیز ہی
گیسوی شبگوں میں ایک جی بہر لٹکا یا نگر — ہی رقیب روسیہ یا مرغ شب آویز ہی

عارضی رنگین نہیں اس دور میں ہی میکشو — کاسۂ چینی شراب سرخ سے لبریز ہے
جو تنی بوند سے کردیا نہ آگی دیتھا نیو — یہ زمین صاف اس اختر کی آفت خیز ہی

خون کا تیری جوش ہی آہ کا بھی خروش ہے — دل مرا سرخ پوش ہی اور وداع ہوش ہے
داغ جو میری لے سکی ہار دیئیں تیری گوندھ کے — پھول سمجھ کر بیچ لے اسکو جو گل فروش ہے
اے میری چشم غمکی تل آنسو دلسی ذرا تول — سد سکندری ہی دل سینہ میں ایسا جوش ہے
سرو چمن ہی مثل دار سکی ہی قد کا انتظار — باغ میں گل کھلیں ہزار تیرا دہن خموش ہے
مصرع تر یہ درد کا اختر زار ہی بجا — حسن بلا ہی چشم ہی نغمہ بلائی گوش ہی

رخ روشن جو دلبر کا صبیح گا ہی — دل خورشید میں آئی سیا ہی
بنی سد سکندر موج گیسو — سفینہ پر مری آئی تبا ہی
پڑھی تحریر خط عارض یار — لکھوں خواہی نخواہی عذر خواہی
بدل جائے شریعت قاضیو نکی — زبانیں کاٹتے ہیں سب گوا ہی
بتو نکا عشق چھوڑو آئی پیری — کرو اختر بس اب یاد الٰہی

اے کعبۂ دل تیرے سینہ میں خرابی ہے — معشوق جو رہتا ہو ہمیں وہ شرابی ہے
قمری کی خرابی ہی ہر سرو شرابی ہے — ہر غنچہ دلبستہ بلبل کی گلابی ہے
تھا قیس بکھے ماتم سے لیلی کا سیہ خیمہ — گردون کی مرے غم سے پوشاک بھی آبی ہے
نوروز کی رنگینی بلبل کو اڑاتی کی — پھر پھولونکا گلشن میں جامہ جو گلابی ہے
دیکھا نہیں بلبل نے اختر کا جو میخانا — جو شعر ہی دیوان میں گویا وہ گلابی ہی

فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتخاب دیوان مولوی سید علی حیدر صاحب طباطبائی نظم لکھنوی

نظر آتا ہے ابر آسا گزرنا کوہساروں کا
کہ عالم عالم اجسام میں ہے بیقراروں کا

کیا ہے دست گیری کا جو وعدہ تیری رحمت نے
کلیجہ ہاتھ بھر کا ہو گیا امیدواروں کا

گلستاں ہو کہ خارستاں ہو دونوں جا بجا عبرت
یہ مقتل نیزہ بازوں کا وہ مدفن تاجداروں کا

نہیں ہے شرک سجدہ کی جہت مشرق ہو یا مغرب
سمجھتا ہے اگر تو ایک مرجع سب اشاروں کا

کرم ادنی پہ اعلی سے زیادہ ہے تعالی اللہ
گلوں سے بیشتر نشو و نما ہوتا ہے خاروں کا

نہ شوخی اے صبا کر وضع میں اک فرق آتا ہے
غبار اونچا نہ ہو جائے کہیں ہم خاکساروں کا

ضلالت میں گھرے ہیں اور علائق مانع عرفاں
شب تاریک ہے اور کاٹنا ہے کوہساروں کا

ہوا میں اسکے ذرے ہوں تو ہو چونا تو گرنے
پتہ روئے زمیں پر تو نہیں ملتا مزاروں کا

کھلا دیتی ہے سرمہ کیا نگاہ شرمگیں تیری
کہ اف کرتا نہیں مارا ہوا تیرے اشاروں کا

تجمل دیکھکر تیرے شہیدان محبت کا
مسیحا و خضر پڑھنے لگے کلمہ شہادت کا

فرشتہ کی طرح سے پاک دامن ہو تو کیونکر ہو
کہ دل رکھتا ہے انساں اور دل ہے کیا آفت کا

ذرا سن تو سہی کیا شور ہے شہر خموشاں میں
جو غافل ہیں یہاں آکر سبق لیتے ہیں عبرت کا

شباب اس طرح سے گزرا کہ اب معلوم ہوتا ہے
وہ باتیں اک زمانہ کی ہیں قصہ ہم ہیں مدت کا

فغاں آشنا رو اشک ہو گریہ شب غم [illegible]
[illegible]

مٹا دی [illegible] ستیوں کو اگر اٹھا
عدم کا اٹھ گیا پردہ جو دامن تا کمر اٹھا

نگاہ ناز آئینہ میں پڑتی ہے اثر اٹھا
ادھر دیکھو قیامت ہو گی یہ جادو اگر اٹھا

بہار آئی اٹھے بادل چلے صحرا کو دیوانے
ہوئی الجھن بڑھا آزار دل اولا جگر اٹھا

نہ ہونگی کبھی وہ خلوتیں وہ وصل کی باتیں
کہ پردہ شام سے چھوڑا تو ہنگام سحر اٹھا

موذن نے اذاں مغرب کی دی صبح شب فرقت
وہ بل کھا کر لسے ہیں قتل کرنیکو میں ڈرتا ہوں
صبا کی شوخیوں پر رشک کیسا مجھکو آتا ہے
چلے ہیں عزم غیر کیا گیا وہ جو خلوت سے مری نکلے
جواب آیا نہ مرغان چمن سے میرے نالونکا
بہار باغ دونی ہوگئی پسینہ بہ سینے سے
جو سچی بات ہو لے نظم وہ پہلو نہیں کہتی

بجائیں نوبتیں نے وردیاں الٹیں گجر الٹا
مجھی پر کچھ نہ کچھ الزام دھرنے کی کمر الٹا
کہ آنچل اسکا یوں سوتے ہیں کیسے خوف و خطر الٹا
پریشاں باندھکر جوڑا دوپٹہ اوڑھ کر الٹا
گلے کو کسقدر پھیرا زباں کو کسقدر الٹا
نظر آنے لگا ہر ایک تماشے میں شجر الٹا
نظر آتا ہے یکساں گو ہو سیدھا یا کہ الٹا

جفا وجور کی حد ہو گئی بس کہیں گے ہم اچھا
نگہیں نوک اچھی ہیں تیرے ابروئیں تم اچھا
نہ دیکھو انداز آئینہ میں اپنا پوچھ لے ہم سے
جواب صاف دیکر توڑتے کیوں دل مرد لکو
ہے گبر و مسلماں منزل مقصود سے بیگانہ
نفس دزدیدہ جانا خواب گاہ میں حسینوں کی
لحاظ اتنا ابھی تک حضرت ناصح کا باقی ہے
نہ پایا شعر ہم نے دفتروں بہار و سب کچھہ
روانی کو کلام نظم کی انصاف سے دیکھیں

ستائے جاؤ تم اچھا کئے جاؤ ستم اچھا
یہ تیغ جاں ستاں ہی خوب یہ تیر ستم اچھا
زمانہ بھر سے اچھا اور ترے سر کی قسم اچھا
سمجھ لیت و لعل اچھی مجھے لاؤ نعم اچھا
ملا یہ راہ میں ہنگامہ دیر و حرم اچھا
نکالا سیر کا وقت اسلئے نسیم صبح دم اچھا
وہ جو کچھ حکم فرماتے ہیں کہہ دیتے ہیں ہم اچھا
زباں اچھی مضامیں خوب ہا کتہ اچھا قلم اچھا
تو کھل جائے کہ ہے تلوار اچھی یا قلم اچھا

ادائیں سادگی میں کیسی چولی نے خلل ڈالا
کھلے وہ پھول نیلوفر کے آنکھیں تو نے جب کھولیں
نہ اگلی سی محبت ہے نہ اگلی سی مروت ہے
فلک کو دیکھ کر شکوہ کریں ہم یہ ارادہ تھا
ہوا ہے پاؤں سے زنجیر پتھر دور کیسے
ملی ہے آج مستی اب بھلا کیوں ہے آنکھیں
ملا ہو جس میں جیسا کیوں نہ جلوہ دیگا وہ قدرت

شکن ماتھے پہ ابرو میں گرہ گیسو میں بل ڈالا
ستم کیسا کیا شرما کے ہاتھوں سے جو بل ڈالا
الٰہی خیر وہ انداز ہی اب تو بدل ڈالا
کہا جھک کر فلک نے سر اٹھایا اور پہ بل ڈالا
رفیقان کہن میں تفرقہ خوب اسے اجل ڈالا
تعلی بڑھ گئی موافق جو پہلے پہل ڈالا
بتا اے نظم آخر یہیں کیوں تو نے بدل ڈالا

آپ کی محفل میں آکر دل مکدر لیچلا
آئینہ لایا تہا ہیں سے شہ سکندر لیچلا

دیدۂ تر لیچلا اشکوں کی چادر لیچلا
میں جدہر اٹہا بسان موج لشکر لیچلا

آگے میخانہ میں ہم مستوں کو پہلی لوٹ لے
کس طرف اور ابر دریا بار لشکر لیچلا

میں گلے لپٹا تو ہنسکر چٹکیاں لینے لگی
بوسہ مجہسے جبین گنبدے کا گوہر لیچلا

میں تو سمجہا تہا عدم سابق ہی لاحق ہے
ہائے پہر ہستی کی تہمت کیوں لگا کر لیچلا

کاروان گل چلا آخر ہوئی فصل بہار
سبزۂ خودرو چمن سے اپنا بستر لیچلا

وقت آخر آ سکا اہو گئے سب بیکی داغ
خود میں اپنے قبر پر پہولونکی چادر لیچلا

دیکہنا یوں چاہ کی نظروں سے آتا ہے کسے
آنکھ جس سے لڑ گئی ساتہ اسکو حیدر لیچلا

کون سا اس عشق بازی میں نہ ہم نے فن کیا
آہ کی فریاد کی نالہ کیا شیون کیا

چہوٹ کر تیر اسکی چٹکی سے یہ دیتا ہے صدا
آفریں کیا کام تو نے اے شکار افگن کیا

گہل کے کاجل نے کیا آنکہوں کو نیلوفر کا پہول
جم کے مسی نے لبوں کو غیرت سوسن کیا

جس زمین شعر سے لپٹی مری فکر بلند
اس زمیں نے اطلس گردوں کو پیراہن کیا

جنبش ابرو فقط کافی تہی بہر قتل کو
اس قدر جلاد پر لے ترک کیوں قدغن کیا

ہے ستم مرغ چمن شور مچانا تیرا
زخم دل پر ہے نمک رنج اٹہانا تیرا

حوصلہ رہ گیا اے فصل جوانی افسوس
ولولے دل کے سوا کم ہے زمانہ تیرا

یوں نگہ پہیر لے وہ آنکہ ملا کر مجہسے
سلے اجل خوب سمجہتا ہوں بہانہ تیرا

بے مروت کوئی پہر تجہسے ملے کس دل سے
آج تک یاد ہے وہ دل کا دکہانا تیرا

اے جنوں رنج پہ گلا کاٹ کے مرجانا تہا
خوب رسوا ہوئے کہنا جو نہ مانا تیرا

حسرت تیر انہیں ہی یہ جو [illegible] پیرہ بال
[illegible] دیکہا ہے نشانہ کو اڑانا تیرا

[illegible]
رہی کہیں اور ہی کم بخت لگا نہ تیرا

دل مشتاق نے کروٹ نہ ادہر لی [illegible]
وہ یہ کہتے رہے دیکہ جائے گا نشانہ تیرا

تیر لگتا ہے کلیجہ پہ کبہی دل پہ کبہی
شک پڑتا ہے نشانہ پہ نشانہ تیرا

تا کیا شیخ تم دور د خدارا حیدر
ہچکیاں لگ گئیں سن سن کے فسانہ تیرا

زیست میں چار طرف مرگ کا طوفان دیکھا
تند آندھی میں چراغ تہ داماں دیکھا

ہم نے پایا نہ قدم طول امل کے ہاتھوں
کاسۂ گور سوں پہ مسافر نے شبستاں دیکھا

رشک ہے مجھکو تری جامہ دری پر اے صبح
جسطرف ہاتھ بڑھا اپنا گریباں دیکھا

عالم وجد میں کھنچا تھا ابھی دامن یار
آگیا ہوش تو اپنا ہی گریباں دیکھا

قسمت دہر میں لکھی ہوئی ہے ویرانی
میں نے ہر خاک کے ذرے میں بیاباں دیکھا

تو کنارہ پہ کھڑا ہو جو رہا چھوٹ کے راہ
تو نے اے سرو چمن کس کو خراماں دیکھا

کچھ نہیں جانتا کیا ہجر میں گزری ہمپر
آنکھ کھولی تو طبیبوں کو ہراساں دیکھا

کھل رہا تھا پائے نگاریں کا وہ ٹھوکر اپنا
فتنۂ حشر کو بھی خون میں غلطاں دیکھا

کشتنی تھا کہ نہ تھا قتل نہ معلوم مگر
قتل کے بعد ستمگر کو پریشاں دیکھا

پیرو عقل ہو دیوانہ نہیں دل ایسا
کار ناداں نہیں کرتا کوئی عاقل ایسا

بھر گیا پھولوں سے داماں نظر جیب کا ع
اسقدر کثرت گل شور رہا دل ایسا

گو میں ہی نہیں طوفان حوادث سے مفر
موج تو ایسی بلا خیز ہے ساحل ایسا

میں سمجھتا ہوں کہ شادی کا سرانجام ہے غم
مل رہی ہیں کف افسوس جلا جل ایسا

بخش دے خلد کا گلزار وہ ایسا ہے کریم
اک پر کاہ کی بخشش کرے ہما دل ایسا

نیر وجب سے مجھے اپنا لیلے سمجھیں
دیکھ لے قیس اٹھے پردۂ محمل ایسا

جہاں میں کوئی نہ کوئی عدو ہے جان کا
ہوا اچھت میں نہ چکیں تو باغباں ہوگا

چلا ہے قافلہ گزشتگاں کا خاکسار دل کا
پس ناز کش گرد کا رواں ہوگا

لگا ہو کاٹ کے مر جائے تو کچھ ڈر ہے
کہ سب کا اس ستم ایجاد پر گماں ہوگا

نگاہ اس نے جو پھیری تو مر مٹا دل زار
خبر نہ تھی کہ کچھ ایسا مزاج داں ہوگا

خدا کو ڈھونڈھتے ہو جانا کہیں نظم
ہر ایک جا وہ ملے گا جو بے نشاں ہوگا

[illegible]
[illegible]
[illegible]

جہاں کہیں ہوئی کثرت رہا میں آپ سے دور
رہوں میں سب سے بگڑ کر یہاں پھر [illegible]
خدا نے منہ میں زباں دی ہے باتیں [illegible]
جو مجھ سے رکتے ہیں اے نظم اس [illegible]
میں پا کے اس سے عقدہ کا پروانہ چھٹ گیا
کیا حال پر ملال شب غم بیاں کروں
آئی تھی اب [illegible] کہانی شباب کی
کس راستے ناقہ لیلیٰ کو لے چلا
مستی میں ایک کو نہ رہی ایک کی خبر
کاجل لگا کے لاش پہ رونے کو آئے ہیں
ہو اضطراب شوق بھی نکلا حریف بزم
قابو سے کس کو نکلنے بھی نہ دے
دیکھا فریب حیرت بزم وصال کا
دی آنکھ کیا نسیم نے حیرت فزا خبر
تنہا [illegible] روح و تن نفس واپسیں ملک
احسان پہ کیا عرق انفعال سے
واعظ تھا مجھ کہ یہ کس کی نظر لگی
زاہد جو شہر چھوڑ کے صحرا نشیں ہوا
رکھا ہے کیا وطن میں اب اے نظم [illegible]
سر ہی یہاں نہیں ہے جو ساماں ہو تو کیا
[illegible] کہہ کے قسم کیا گئے ہیں وہ
[illegible]
[illegible] جب زباں نہیں [illegible]

جہاں ملی سے مجھے خلوت ظہور میں نے کیا
یہ مسئلہ تھا کہ [illegible] کو دور [illegible] کیا
اس ایک بات پہ [illegible]
تو میں سمجھتا ہوں [illegible]
اماں [illegible] چھٹ گیا
[illegible] چھٹ گیا
[illegible] چھٹ گیا
اے [illegible] پیمانہ چھٹ گیا
[illegible] چھٹ گیا
[illegible] چھٹ گیا
[illegible] شمع کی پروانہ چھٹ گیا
[illegible] چھٹ گیا
[illegible] چھٹ گیا
ہر شاخ گل [illegible] پیمانہ چھٹ گیا
دم [illegible] پیمانہ چھٹ گیا
دامن سے ان کے گریہ مستانہ چھٹ گیا
ہونٹوں تک آ کے ہاتھ سے پیمانہ چھٹ گیا
اس کو یہی قلق ہے کہ [illegible] نہ چھٹ گیا
ہو ان سے لئے اداس کہ ویرانہ چھٹ گیا
داماں ہو تو کیا جو گریباں ہو تو کیا
[illegible] ہو تو کیا
[illegible] ہو تو کیا
[illegible] ہو تو کیا

کیا اے فلک ملا ہمیں بازار دہر میں
ظالم متاع دہی ارزاں نہ ہو تو کیا

کہتے ہو چوٹ سے کی مصیبت اٹھائیں گے
لیکن وہ ظلم کر کے پشیماں نہ ہو تو کیا

مانا کہ تو نے فہم کیا نظم اپنا حال
معلوم اسکو حال پریشاں نہ ہو تو کیا

پرسش جو ہوگی تجھ سے جلاد کیا کریگا
لے خون میں نے بخشا تو یاد کیا کرے گا

دل لے کے پوچھتا ہے تو کس کا شیفتہ ہے
ہو لا الٰہی یہ ظالم پھر یاد کیا کرے گا

اے نظم جس کو چاہے وہ دے بہشت و دوزخ
نمرود کیا کرے گا شداد کیا کریگا

پرکالۂ دل گریۂ سرشار نے کھینچا
کعبہ کو بھی گرتی ہوئی دیوار نے کھینچا

یوں مجھکو سوے دشت دل زار نے کھینچا
جیسے کسی مجبور کو مختار نے کھینچا

ایسی ہے ترے ہاتھ کے بوسوں کی تمنا
اس شوق میں چلہ لب سوفار نے کھینچا

کن کن ثمروں کو قد موزوں نے سنبھالا
کس بوجھ کو موئے کمر یار نے کھینچا

بگڑے کبھی جھکے ہی سے گیسوئے [illegible] صلت
نالہ کبھی پازیب کی جھنکار نے کھینچا

چھپ چھپ کے بھی رویا تو کہنے لگا [illegible]
محشر میں گریباں غم دلدار نے کھینچا

مجنوں کو مری دشت نوردی پہ حسد ہے
کانٹا جو چبھا پاؤں میں خود یار نے کھینچا

جب آہ کی اک داغ محبت ابھر آیا
سورج کی طرح [illegible] دل زار نے کھینچا

جو رنگ لگانے کا جو [illegible] شوق
آنسو سے [illegible] قطرہ [illegible] نے کھینچا

لی ابر بہاری نے پر زاغ کی رنگت
نقشہ دم طاؤس کا گلزار نے کھینچا

دو روز گل رنگ رہا شب کو بیا تنگ
آغوش میں بے ہوش کو ہشیار نے کھینچا

گیسو سے رہا تم دل ناشاد نہ کرنا
اب دام میں لائے ہو تو آزاد نہ کرنا

میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ بیداد نہ کرنا
تم اپنی طرف سے کوئی ایجاد نہ کرنا

ہو لا الٰہی فرقت کی [illegible]
وہ پھر [illegible] یاد نہ کرنا

گنبد کی صدا [illegible]
دیکھو [illegible] ایذا نہ کرنا

بندہ تو اس اقرار پہ بکا ہے ترے ہاتھ
[illegible] آزاد نہ کرنا

اور وعدہ خلاف [illegible]
تا [illegible] یاد نہ کرنا

اے نظم عجب لطف ہے دیوانہ دلی ہیں　　ہاں ترک کبھی عشق پری زاد نہ کرنا

کبھی تیوری چڑہا کے دیکھہ لیا　　اور کبھی مسکرا کے دیکھہ لیا
دیکھہ سکتے تھے آنکھہ سے نہ جسے　　اسکو دل میں چھپا کے دیکھہ لیا
پھول سے ہیں سُبک قدم اُنکے　　میں نے آنکھیں بچھا کے دیکھہ لیا
حال اس شوخ نے میرے دل کا　　کیا نظر میں سما کے دیکھہ لیا
ڈر گیا میں سمجھہ کے تیغ اسکو　　کیوں بہانہ بنا کے دیکھہ لیا
ایک ہی ہاتھہ کا تھا سارا اچھال　　ہاتھہ ہم نے اٹھا کے دیکھہ لیا
دل کی چوری ہی کیا لگی مسیحا　　آنکھہ تم نے چرا کے دیکھہ لیا
ہو داغ کا جواب اے نظم　　طبع کو آزما کے دیکھہ لیا

دم گیا شوق جستجو نہ گیا　　دل گیا داغ آرزو نہ گیا
لے اوڑا مرغ نامہ بر خط شوق　　دل بیٹھا سا بیتہ تو نہ گیا
اُڑ رہا ہوں غبار ہو ہو کر　　زور پرواز جستجو نہ گیا
تھا جو مجھکو لحاظ قاتل کا　　اُڑ گئے دامن تک لہو نہ گیا
نظم اس سال بھی زیارت کو　　بار ہا جانے والے تھے لوگ تو نہ گیا

مٹتا ہے احتیاج کا داغ التجا سے کب　　او ہرزہ کار آگ بجھی ہے ہوا سے کب
ہستی کو جھیل جا تو سعادت شکار ہے　　خالی ہے اس پہاڑ کی چوٹی ہما سے کب
ہرگز گھٹا نہ عشق رہ مستقیم کا　　سر کا بچہ آفتاب خط استوا سے کب
کب ہوگا ہر طرف مرا اندوہ اے کریم　　پانی سفید برسے گا کالی گھٹا سے کب
تو ہی تو ہم کا سب تلے اے شوق کوئے یار　　پیچھے میں رہ گیا ہوں جدا ہوا سے کب
نکلیگا دل سے نظم کے کیونکر غم حسین　　جاتا ہے رنگ لعل سے سرخی حنا سے کب

پاؤں پھیلائے ہیں داماں کی طرح　　ہاتھہ کھینچا ہے گریباں کی طرح
ترے عاشق کا بھی دل تھا ظالم　　توڑ ڈالا جسے پیالہ کی طرح
سر جھکا کر نہ اٹھایا ہم نے　　تیغ آئی تری احساں کی طرح

پر کدورت ہے مرا دل ایسا
نظم کے پاس تھا کیا دل کے سوا

خاک اڑتی ہے بیاباں کی طرح
کھو دیا اسکو بھی ایماں کی طرح

پٹے نگاہ نہ کیوں رشک سے یار کے تل پر
نوالے شادی و غم دو نوالے ہیں ذائقہ دو
کیا تھا میں نے ابھی طے نہ وادیٔ غربت
ملی نہ غمکدۂ دہر میں جگہ اتنی
طواف شوق کو پہنچو انہیں تنگوں سے
ملا طریق وفا میں کوئی جو سنگ گراں
کجا وہ جلوہ گہ ناز تو کجا اے نظم

چمک رہا ہے ستارا سا ماہ کامل پر
کہ پس گیا گل نغمہ کف حنا جل جل پر
کہ پہنچی شام غریباں سواد منزل پر
کہ رو دوں بیٹھ کے میں نامرادی دل پر
تڑپ رہی ہیں جو گر گر کے شمع محفل پر
اٹھا کے راہ سے میں نے اٹھا لیا دل پر
یہ آرزو ہے مجھے اس حوصلہ اس دل پر

کوچہ کوئی نکلے جو رگ جاں کے قریں اور
اللہ رے ساقی کا بجد ہو کے پلانا
اس چھیڑ میں کوئی جو نہ مرتا ہو تو مر جائے
اوڑنے میں لپکنے میں ہے شعلہ پرستن
خوشبو سے پو نہیں ہوش باوصل کی شب بھی
وہ محفل ارباب صفا ہو گئی برہم

اس گنبد بے در سے نکل جائیے کہیں اور
کہتا ہوں نہیں بس نہیں تو وہ کہتا ہی نہیں اور
وعدہ ہے کہیں اور ارادہ ہے کہیں اور
رہ رہ کے قہر دیتا ہے ہوا دامن زیں اور
گیسو ہو سکے برہم تو کھلا نافہ چیں اور
ان لوگوں میں باقی ہے اب اک نظم حزیں اور

احسان لے نہ ہمت مردانہ چھوڑ کر
مرنے کے بعد پھر نہیں کوئی شریک حال
طول امل پہ دل نہ لگانا کہ اہل بزم
پھرنا ہمارا آپ میں آنا محال ہے
توبہ تو کی ہے نظم نہا ہو گے کس طرح

رستہ ہی چل تو سبزۂ بیگانہ چھوڑ کر
جاتا ہے شمع کشتہ کو پروانہ چھوڑ کر
جائیں گے ناتمام یہ افسانہ چھوڑ کر
کوسوں نکل گیا دل دیوانہ چھوڑ کر
کیونکر جیو گے مشرب رندانہ چھوڑ کر

بت سمجھتے ہیں کبھی اپنی تصویر دیکھ کر
پہلو سے دو گھڑی جو سرکتے نہ تھے کبھی
سایہ کے ساتھ دھوپ بھی شرما گئے ہٹ کر

سوجھی ہے دل لگی مجھے دلگیر دیکھ کر
گھبرا گئے وہ دفن میں تاخیر دیکھ کر
زلفوں میں روئے یار کی تنویر دیکھ کر

سمجھے مری دنیا کو ملک نزد بان عشق
خراب تو دیکھنے کہ خیالی تماشہ حسن

پھانس گلہتی ہے ادھر کا گل پچاں دوچار
گیسوؤں میں ہی شب وصل کا نقشہ باقی
میں ہوں وہ کشتۂ حسرت کہ لحد پر میری
اآلکھوں صدمے ہوں مگر عشق کا ایسا ہی ثمر
غم سے جو زردی کہد و کہ تماشا دیکھیے
اس میں کا ہی اشعار ہیں جہاں لئے نظم

دوش پر ہیں کبھی افعی کبھی رخساروں پر
پھیر کی ہی لب جاں بخش کا شہرہ سن کے
بانہیں گردن میں مری ڈال دیتے ہوئے دیکھ شمرا
ہوس لذت بیداد نہ پوچھو مجھ سے
لطف یہ ہی ابھی کھینچی نہیں اس نے تلوار
ہوگیا مستوں کے جھرمٹ میں جو خورشید نمود
سختیاں عشق کی جس طرح سے جھیلیں گے
میرے نالہ کو جو کوٹھے پہ نہ آنے دو گے

سرو قد حشر اٹھا قامت دل جو ہو کر
صبح ہی اے شب عشرت ترے صدقہ میں
دل نہ دنیا سے لگایا کہ ہیں آزادہ روش
مجلس پیر مغاں سے نہ اٹھیں گے ہرگز
قدر اے نظم کسی نے بھی نہ جانی میری

جنوں میں اک ولولہ جو آیا بہار گل کی منگنا
ہمیشہ کوچ و مقام اپنا رہا ہی حضر رہ طریقت

پھر صدر و نالہ شبگیر دیکھ کر
سودا ہوا مجھے وہی تصویر دیکھ کر

مار لیتی ہے ادھر نرگس فتاں دوچار
کچھ گندھی رہ گئیں زلفیں تو پریشاں دوچار
اڑتے پھرتے ہیں حسینوں کے گریباں دوچار
کہ ہزاروں میں ہوتے ہیں نکلے پشیماں دوچار
رنگ بدلے گی ابھی گردش دوراں دوچار
آسماں بھر میں ستارے ہیں رخشاں دوچار

خود ستمگر ہو عنایت ہی ستمگاروں پر
چشم فتاں نے چھری پھیر دی بیماروں پر
منہ جو پوچھو نہیں تو مل کر ترے رخساروں پر
دل جو آتا ہی تو آتا ہی دل آزاروں پر
ٹوٹے پڑتے ہیں گنہگار گنہگاروں پر
سرخ ہیں رنگ شفق پھولی ہی رخساروں پر
سینے دیکھی ہی تجلی نہیں کہساروں پر
چاندنی بن کے وہ رہ جائیگا دیواروں پر

فتنے بیدار ہوے نرگس جادو ہو کر
ڈھانک لے چہرہ خورشید کو گیسو ہو کر
چمنستاں میں بسے ہی تو بسے بو ہو کر
پاؤں اب توڑ کے بیٹھے ہیں دو زانو ہو کر
دامن دشت میں مہکا گل خود رو ہو کر

تو دل میں سما دو درد ہو کر جگر میں بیٹھا خدنگ ہو کر
رکا تو میں سنگ میل بنکر چلا تو آوارہ رنگ ہو کر

جواب کی مینا سے مے کو توڑا چلیگی تلوار تجھ سے
اٹھے تھے تلوار کھینچ کر تم تو پھر ٹال نہ جانا تھا
بہت دنوں بعد تجھکو جید پتہ ملا ہے دل و جگر کا

خار حسرت کو ہے جگر کی تلاش
عشق میں تیرے ہے جہاں بیزار
اپنے دل میں خدا کو ڈھونڈھ لیا
میں دعا مانگتا ہوں محشر کی
سیکڑوں کو ہما سے ڈھونڈھ لیا
ایڑیوں تک پہنچ گئے تیرے ہی زلف
دو پہر تک تھا انتظار اس کا
ترچھی نظروں سے دیکھ لے اک بار
مل گئی قبر کی جگہ اسے

نظم

کچھ ابر نے اوڑھی ہوئی دی ہے خبر فیض
کانٹوں پہ ہی وہ راہ تو آنکھوں پہ ہے رستہ
آتا نہیں دریا کی روانی میں کبھی فرق
طوبیٰ لکھ لے اہل کرم واہ ری رفعت
کیا اہل قناعت کو غرض اہل غنی سے
زاہد تجھے کیا اس کی کرنی سے عجب ہے

نظر شوق کبھی ہے در جاناں کی طرف
دیکھنا لالہ خودرو کا لٹکنا ساقی
بات چھپتی نہیں۔ پڑتی ہیں نگاہیں سب کی
سینکڑوں داغ گنہ دھو گئے رحمت تیری
میری جانب نگہ غیظ کبھی کرتے ہیں

لہو ہی رندوں کا دیکھ لینا بہا ہے لالہ رنگ ہو کر
کہ رہ گئی میرے دل کی حسرت شہید تیغ و رنگ ہو کر
وہ نکلا پتھر سے آگ بھڑکا پیر کا مہندی رنگ ہو کر

گل داغ جنوں کو ہے سر کی تلاش
چارہ گر کو ہے چارہ گر کی تلاش
ہے اب بڑھ گئی بستر کی تلاش
ہے جو ایک شوخ فتنہ گر کی تلاش
گئی خالی نہ ابر تر کی تلاش
مصرع قد تمہارا ہے بحر کی تلاش
دو پہر تک رہی سحر کی تلاش
رگ جاں کو ہی نشتر کی تلاش
ہو گئی ختم عمر بھر کی تلاش

ساقی نظر فیض ہو ساقی نظر فیض
اک وادی اسراف ہے اک رہگذر فیض
تھمتے نہیں رکتے نہیں شوریدہ سر فیض
لے اڑتے ہیں طوبیٰ کی طرف بال و پر فیض
ہمکو نہ سر فیض نہ ہے درد سر فیض
توبہ کا ہو در بند تو کھل جائے در فیض

کبھی حسرت کی نظر دیدۂ دربان کی طرف
کوہ سے دور گئی آگ بیاباں کی طرف
اسکے دامن کی طرف میرے گریباں کی طرف
کیا گھٹا جھوم کے آئی گلستاں کی طرف
دیکھ لیتے ہیں کبھی خنجر براں کی طرف

سر حمد کا سنے سے ہوتے قلم لسان خامہ
نہ پا سکے کبھی مقصود اس بہانے سے ہم
اثر نہ رو سکے گی اک بہانے سے ہیں اسیر
فنا ہوں یوں کہ ملے بعد اسکے صحرا پہ
نہیں سکے جو صورت نہ راہ کا ہستی ہیں
وہ آ رہے ہیں مگر ایسی ہیں بے خبری
جو چل بسے کہیں انکا پتہ جہاں میں نہیں
وہ ہو سکے اٹھ ہیں کسکو خیال عرض نیاز
وہاں تھا تغافل سے سرگرانی سے
فلک کو رشک ہے اسکے طراز دامن پر
وہ کاش سائل دیدار کو جلا دیتا
برا نہ مان جو پہنچے کسی سے رنج اے نظم
کسی سے ہیں کہ امید کشود کار نہیں
جواب نامہ کا قاصد ہزار پہر لایا
پھر اس کے ہاتھ گئی پائیں سے میری تیغ
جو تو ہو پاس تو جز و خصوص سب کچھ ہو
عدم کا قافلہ کیا جانئے کس طرف کو گیا
خزاں کے آنے سے پہلے ہی تھا مجھے معلوم
غزل کہی ہے کہ موتی پروئے ہیں اے نظم
جو دل کو بیس سے کہ ہنستیں تو آرزو کریں
کہیں نثار ہیں حق ہم وہ تیغ عریاں ہیں
بتا سکے زہد و ورع کو دیکھ لیا
کہ کس کیا کروں وہ تو لب سے لب ملا ہیں

سہی ست جدہ کی جس سے خط فرماں کی طرح
اٹھا کے داغ چلے پانچ روز کا ہے ہم
شکار کیا ہے پہاں دام آبشار سے ہم
نکالیں آپ لقاطات ہزار سے ہم
پیادہ ہو کے نکل جائیں گے سوار سے ہم
کر دیکھتے ہیں انہیں چشم انتظار سے ہم
نشان نقش قدم خاک رہگذار میں نہیں
مزاج پوچھنے کی جرأت مزاج داں میں نہیں
یہاں شراب اثر شیشۂ فغاں میں نہیں
سنا ہے ایسے ثمر گلستاں میں نہیں
کوئی شرار ترے سنگ آستاں میں نہیں
کہ ہوشیار کوئی دور آسماں میں نہیں
مجھے اجل کے بھی آنے کا اعتبار نہیں
کہ جانتا تھا اسے تاب انتظار نہیں
تمام ہو گئی شب اور مجھے قرار نہیں
جو تو نہیں تو نہیں بلکہ نو بہار نہیں
ذرا بھی گرد نہیں راہ میں غبار نہیں
کہ رنگ و بوئے چمن کا کچھ اعتبار نہیں
وہ کون شعر ہے جو در شاہوار نہیں
جو پاؤں کاٹ کے بیٹھیں تو جستجو نہ کریں
کسی کا منہ نہ کریں پاس آبرو نہ کریں
کہیں کچھ ہاتھ جواب بہت سبو نہ کریں
دہن پہ مہر ہے کی ہے کہ گفتگو نہ کریں

نکل گیا کسی صحرا میں نظم آخر کار
جو یوں گیا سمجھتے جانے دیں جستجو کریں

ہے یہ داغ سجدہ چاند جبیں نیاز نہیں
جھلکی ہے چاندنی سے دل پاکباز نہیں

آئی تھی بوسے ناز جو عرض نیاز نہیں
خاموش مثل شمع ہوں سوز و گداز نہیں

کچھ کھل گئے ہیں بند قبا خواب ناز نہیں
نقد وصال سے گرہ نیم باز نہیں

پھانسی لگا رہی ہے اجل کیا بری طرح
الجھا کے رشتہائے امید دراز نہیں

وہ صید پر شکستہ ہوں پائی ہے پرورش
میں نے ہلائے بال پر شاہباز نہیں

تیور قدم قدم پہ مجھے آئے جاتے ہیں
اور دل کے ولولے ہیں کہ دوڑے آتے ہیں

وہ آئے بزم میں کہ ستاروں میں آفتاب
جتنے حسین ہیں سب یہ وہی چھپ جاتے ہیں

باریک ہی جو بال سے درپیش ہے وہ راہ
اور پاؤں مارے خوف کے تھرائے جاتے ہیں

سب قافلہ نکل گیا اے نظم اتو جونکہ
ایسے میں کچھ نشان قدم پائے جاتے ہیں

صبح فرقت کی شعاعیں نیشتر سے کم نہیں
چاک داماں سحر چاک جگر سے کم نہیں

یاس و امید اس طرح سے خاطر دلگیر میں
ہو اندھیرا اور اجالا جس طرح تصویر میں

سر جو ٹکرایا تو دیوار دل کو رخنہ کر دیا
ایڑیاں رگڑیں تو چشمہ نکل آیا تدبیر میں

ہاتھ پہ شاک میں رخنہ عروسی کا ہے سن
لا کے [illegible] کا مزہ [illegible] اک زنجیر میں

کھل گیا جوڑا تو نیند اڑ گئی کیا مصیبت ہو گیا
زلف مشکیں میں کبھی الجھی کبھی زنجیر میں

وہ دل سے عشق کی [illegible]
یوں چمک اٹھی ہے [illegible] روشنی ہوتی نہیں

سو کے اٹھنے کا ترے کچھ اور ہی انداز ہے
اس طرح خورشید کی نوری چڑھی آتی نہیں

دیکھنے والے جل کے رہ جاتے ہیں [illegible]
صبح کو ہوتا ہے جب شب کی مستی آتی نہیں

شکوہ بیداد پر کیا ہو تلافی کی امید
ناز ہوتا ہے اسے شرمندگی ہوتی نہیں

دولت کونین ملتی ہے جو خالی ہوں [illegible]
زندگی [illegible] کہ اتنی [illegible] ہوتی نہیں

آسماں [illegible] اور نظم [illegible]
قسمت اجڑا ابھی تک [illegible] ہوتی نہیں

اس زمیں میں اور کچھ اشعار [illegible]
نظم اہل ذوق کو سیری ذرا ہوتی نہیں

آپ کو میرے دل زار سے کچھ کام نہیں
پھر [illegible] مثنوی تکرار سے کچھ کام نہیں

ونظر کہنے کو چلے آئے ہیں تو او دل ہیں
شعلۂ شمع نہیں ہوں میں ہوں داغ یتیم
کہتا ہے راز نہاں آتش جاں سوز ہوں میں
بیچ کھینچے ہوئے سینہ ہی کی ادا ہے لحظہ
اسکے جاتے ہی چلی چاندنی بھی گھر سے ہے
نیند آتی ہے تو یوں کے چلی جاتی ہے
میں جگر بند پیمبر کا ہوں شعلے نظمی

کچھ غبار دل شیدا کی خبر ہے کہ نہیں
بزم عشرت سے ترے ساتھ سفر ہی میرا
ہے شب وصل کے ماتم میں فلک سوگ نشین
ہائے افسوس نہ کہنا مرا مانا حبیب

کچھ گیسو میں دل زار کو ہم دیکھتے ہیں
پلک سے آئے نگہ کو گر ناز کیا ہیں
گھر اندھیرا ہے جو سنسان نظر آتا ہے
نظم اب ترک محبت کا زمانہ ہے قریب

نفس کے ساتھ آنکھیں [illegible]
اسیری میں بہار آئی ہے فریاد و فغاں کر لیں
حسینوں کی بہار حسن ہے مہماں [illegible] روزہ
غرض ہے کسب [illegible] زوال [illegible]
جواب نامہ لکھنے میں کوئی مضمون [illegible]
نہ آ ملے اجل تجھکو قسم ہے وقت آخر تک
ہماے بسط کی گر ہے دو آرزو لینا چاہتے
تعجب کیا اگر ہیں [illegible] نہیں تیر اٹھا

شیخ کو خانۂ خمار سے کچھ کام نہیں
تجھکو خالق سر دیوار سے کچھ کام نہیں
اور زباں کہتی ہے اظہار سے کچھ کام نہیں
ہے ستم یہ کہ گنہگار سے کچھ کام نہیں
کہ مجھے اب در و دیوار سے کچھ کام نہیں
کہ مجھے دیدۂ بیدار سے کچھ کام نہیں
پھر نہ بند جگر خوں سے کچھ کام نہیں

نظر او آئینہ پرواز ادھر ہے کہ نہیں
دیکھنا رات کچھ اے شمع سحر ہے کہ نہیں
دیکھ لو چاک گریباں سحر ہے کہ نہیں
یار کیوں [illegible] محبت میں ضرر ہے کہ نہیں

اس [illegible] گنہگار کو ہم دیکھتے ہیں
ہر طرف حسن کے انبار کو ہم دیکھتے ہیں
کس نظر سے در و دیوار کو ہم دیکھتے ہیں
او دوا [illegible] نگہ یار کو ہم دیکھتے ہیں

[illegible] کر لیں
نفس کو [illegible] کر لیں
[illegible] کر لیں
[illegible]
[illegible] کر لیں
ابھی کچھ عمر باقی ہے [illegible]
[illegible]
[illegible]

سمجھتے ہیں کہ جینا نزع کی حالت میں بھی اچھا
جو اب ہو تو اجل کو کچھ دنوں ہم مہماں کر لیں

خزاں کے خوف میں مر بیٹھے پر اے نظم بہتر ہی
تماشائے گل و ریحانِ باغ و بوستاں کر لیں

ہر اک سو ڈھونڈتے اپنا دلِ مضطر نکلتے ہیں
جو اس محفل میں آتے ہیں وہ کچھ ہو کر نکلتے ہیں

بہار آئی اٹھا ہی جوشِ خونِ لالہ و گل میں
رگِ سودا میں کیا کیا ڈوب کر نشتر نکلتے ہیں

کسی کے مطلعِ ابرو کو ہم نے پڑھ کے دیکھا ہے
عجب انداز پایا ہے عجب تیور نکلتے ہیں

مری فریاد اور الٹی نگہ امداد باقی ہے
مرے نالے کبھی پر کھینچ کر خنجر نکلتے ہیں

نبا ہے جاتے ہیں کاجل سے کے دنبالے دمِ تیغ
الٰہی خیر ہو تیرِ نگہ کے پر نکلتے ہیں

متاعِ صبر و ہوش اے نظم تو بیٹھا تو ہی لیکن
خبر بھی ہے کہ اس رستے سے غارتگر نکلتے ہیں

ثنائے ساقیِ کوثر میں شعرِ تر نکلتے ہیں
زمینِ شعر سے بھی چشمۂ کوثر نکلتے ہیں

ہوائے دید لے اڑتی ہے مختشر ہو کے گو سر ہو
انہیں میلوں میں ہم تختِ سلیماں کے نکلتے ہیں

صدائے چنگ سے مجھ کو یہی آواز آتی ہے
یہ کہتا ہے کوئی پردے سے ہم باہر نکلتے ہیں

اٹھائے ہیں جہاں میں داغ جو ہر گز نہ ہولے گا
یہ تیرے چند دن ہم اے فلک جوہر نکلتے ہیں

گزر جاتے ہیں یوں روز [illegible] رہا بہت پر
تماشے سطحِ بادل میں چھپ چھپ کے نکلتے ہیں

دل ہے آرزو جیسے [illegible] اے نظم حیران ہوں
کسی سے کہہ [illegible] آرزو کر کر نکلتے ہیں

ہوئی یہ کثرتِ نشو و نما فصلِ بہاری میں
گذر جاتے ہیں وہ [illegible] نکہتِ گل کی سواری میں

حباب بحر ہیں ہم پا بہ سرابِ وحشت [illegible] تو
کہ بو سے اعتبار آئی ہے اس اعتباری میں

پشیماں ہوں کہ [illegible] خوباں کیوں نہ [illegible]
ہنسی کی پھر بات ہی [illegible] غرورِ شہریاری میں

تماشا کر چاہتے ہیں دلوں کے دل کیا [illegible] پایا
کہ گزری زمانہ بردوشی پریشان و زنگاری میں

ہے اس سفاک کا ہر ساتھ [illegible]
خدا جانے کیوں کیا عالم ہے اختیاری میں

اندیشہ ہے رہزن کا بھی ہر راہ گزر میں
اس طرح سے غافل کوئی سوتا ہے سفر میں

آنکھیں مری یوں محوِ تماشا ہیں [illegible]
دو دل سے کہتے گویا [illegible] نظر میں

افسانہ رہا محفلِ عشرت کا [illegible]
وہ شمع کا جلوہ [illegible] ہی پہر میں

در شہرِ خموشاں میں گئے جا کے [illegible]
در ہے مگر آواز نہیں حلقۂ در میں

کس طرح عنادل کے گلے میں اثر آئے
نغمے تھے نہاں پردۂ برگ گل تر میں

ہے اس کی ادا قاتل عالم دم رفتار
تلوار لگا دی ہے نزاکت نے کمر میں

بنایا ناتوانی نے سلیمان زماں مجھکو
اڑا کر لے چلی ہے نسیم بوستاں مجھکو

مری باتوں میں کیا معلوم کب سے وہ کب جاگے
سحر سے اس لیے کہنی پڑی ہے داستاں مجھکو

لحد سے عرصۂ محشر تلک آیا ناتواں ہو کر
کہاں سے حسرت دیدار لے آئی کہاں مجھکو

جو آہ نے اثر کیا ہو یہ تحمل سے بعید تر کیا ہو
نہ جب درد ہی یارب تو دل کیا ہو جگر کیا ہو

بغل گیر آرزو سے ہیں مرادیں یار و مجھسے
یہاں اسوقت تو اک عید ہے غم ہو گر گیا ہو

مقدر میں یہ لکھا ہے کٹے گی عمر مر مر کر
ابھی سے مر گئے ہم دیکھئے اب عمر بھر کیا ہو

مروت سے ہو بیگانہ وفا سے دور ہو کوسوں
یہ سچ ہے نازنیں ہو خوبصورت ہو مگر کیا ہو

لگا کر زخم میں ٹانکے قضا تیری نہ آ جائے
جو وہ ہنس کے سن پائے تو پھر اے چارہ گر کیا ہو

قیامت کے بکھیڑے پڑ گئے آتے ہی دنیا میں
یہ مانا ہم نے مر جانا تو ممکن ہے مگر کیا ہو

کہا میں نے کہ نظم مبتلا مرتا ہے حسرت میں
کہا اس نے اگر مر جائے تو میرا ضرر کیا ہو

کہا میں نے کہ ہے سوز جگر اور اف نہیں کرتا
کہا اس کی اجازت ہی نہیں پھر نوحہ گر کیا ہو

کہا میں نے کہ دیدے اسکو اجازت آہ کرنیکی
کہا اس نے بھڑک اٹھے اگر سوز جگر کیا ہو

کہا میں نے کہ آنسو آنکھ سے لیکن نہیں تھمتا
کہا آنکھیں کوئی تلووں سے مل ڈالے اگر کیا ہو

کہا میں نے قدم بھر پر ہے وہ صورت کہا آؤ
کہا منہ پھیر کر اٹھنا کسی کو دردسر کیا ہو

کہا میں نے اثر مطلق نہیں کیا سنگدل ہے تو
کہا جب دل ہو پتھر کا تو پتھر پر اثر کیا ہو

کہا میں نے جو مر جائے تو کیا ہو سوچ تو دل میں
کہا نا عاقبت اندیش نے کچھ سوچ کر کیا ہو

کہا میں نے خبر بھی ہے کہ دی جان اس نے گھٹ گھٹ کر
کہا مر جائے چپکے سے تو پھر مجھکو خبر کیا ہو

مجھکو سمجھو یادگار رفتگان لکھنؤ
ہوں قدآدم غبار کاروان لکھنؤ

غول حسرت کہہ رہا ہے داستان لکھنؤ
رہ گیا ہے اب یہی رنگیں بیان لکھنؤ

میرے ہر آنسو میں ایک آئینہ تصویر ہے
میرے ہر نالہ میں ہے طرز فغان لکھنؤ

لکھنؤ جن سے عبارت تھی ہوئے وہ ناپدید
ہے نشان لکھنؤ باقی نہ شان لکھنؤ

اب نظر آتا نہیں وہ مجمع اہل کمال
پہلے تھا اہل زباں کا دور اب گردش میں ہیں
مرثیہ گو کتنے یکتائے زمانہ تھے یہاں
یہ غبار ناتواں خاکستر پروانہ ہے
گھنٹیوں چلتا تھا جب اپنے یہاں طرز فصیح
عہد پیرانہ سری میں کیوں نہ شیریں ہو سخن
بوئے انس آتی ہے حیدر خاک پائے پنجتن

انگڑائیوں میں پھیلتے ہیں بار بار ہاتھ
ڈوبے ہیں ترک سعی سے افسوس تو یہ ہے
تھا بیٹھیں نوشتہ قسمت کسی طرح
ساقی سنبھالنا کہ ہے لبریز جام مے
میں اور رہوں علائق دنیا کے دام میں

آئی بہار اور خفقانی جہان کے
کوندا یہ کہہ رہا ہے کہ ہے فوج گل قریب
اب تک میں سن رہا ہوں صدائے الست کو
احسان سر پہ لے تو کسی بار وقار کا
بہتر ہے تو ہی لے نفس واپسیں نہ آ
حیدر شب وصال میں بسمل میں ہو گیا

اس بات کا خیال محبت میں چاہیئے
نکلا حریم قدس رگ جاں کے متصل
مرقد میں داد خواہ کریں کب تک انتظار
حسرت سہی امید سہی آرزو سہی
آنکھوں میں پڑ کے کھنچتی ہے یہ خاک لذتگاں

کہاں گئے ان کو ڈھونڈیں وہ آسمان لکھنؤ
چاہیئے تھی تیغ اردو کو فسان لکھنؤ
کوئی تو آنسوؤں میں ہوتا نوحہ خوان لکھنؤ
خاندان اپنا تھا شمع دودمان لکھنؤ
سجدہ کرتے تھے اسے گردن کشان لکھنؤ
چٹکیاں لیتی ہیں منہ میں جو نئی ہے زبان لکھنؤ
نکہتیں ہیں اک چمن وطن آوارگان لکھنؤ

شہباز کی سمت اٹھتے ہیں بے اختیار ہاتھ
ساحل تھا پاؤں پھر پہ لگا سکے جو چار ہاتھ
پتھر ہے سر کو پھوڑ کہ زانو پہ مار ہاتھ
لغزش ہے میرے پاؤں میں [illegible] ہاتھ
بہر خدا ایک ہاتھ تو اسکے ہیں [illegible] ہاتھ

جنگل میں پیرہن کے گئے خاک چھان کے
کہسار تک پہنچ گئے ہاتھی نشان کے
گویا حجاب قدس ہیں پردے ہیں کان کے
ٹھہرے اگر تو سایہ میں اونچے مکان کے
کب تک اٹھاؤں ضعف میں صدمے تکان کے
خنجر کی طرح چل گئے فقرے اذان کے

یعنی جو چاہیئے تو حقیقت میں چاہیئے
ایسی طناب پردہ قدرت میں چاہیئے
عرصہ طلوع صبح قیامت میں چاہیئے
مونس تو کوئی عالم وحشت میں چاہیئے
سرمہ ضرور دیدۂ عبرت میں چاہیئے

پہلو میں دل ہے آرزوئے یار کے لئے
آنکھیں ملی ہیں حسرت دیدار کے لیے

سب مرتے تن کٹرے ہیں قیامت کے خوف سے
شاہد ہی بال بال گنہگار کے لیے

اب کے عجب بہنیں ہی ہوائے بہار سے
آتے ہیں مسیح نرگس بیمار کے لیے

اللہ رے ذوق دیدکہ خود آپ آئینہ
لہرا رہا ہے سبزۂ زنگار کے لیے

صحرا کی آرزو میں رگڑتے ہیں ایڑیاں
زنداں میں سر ٹپکتے ہیں کہسار کے لیے

یاد آ گئی ہی ہوا ترے کوچہ کی خلد میں
دل لوٹتا ہے سایۂ دیوار کے لیے

پیوند کو سلسلہ تھا نہ ان گیسوؤں سے کچھ
لیکن الجھ پڑے ہیں وہ بیکار کے لیے

نشہ میں سوجھتی ہے مجھے دور دور کی
ندی وہ سامنے ہے شراب طہور کی

اٹھے اگر تو سیکڑوں فتنے اٹھا کے آپ
بیٹھے اگر کہیں تو شرارت ضرور کی

پڑھنے سے میرے خط کے ہی ہمکو حجاب ہے
آنکھیں کھلی ہوئی ہیں جو بین السطور کی

کشتی مری تباہ ہے بہتے پانی میں بے رواں
گرداب غم کی فکر نہ موج سرور کی

سجدہ بھلا بتوں کو میں کرتا محال تھا
تصویر سے کھچی ہوئی تیرے غرور کی

لو اسکے سامنے ہی ہیں بتیا بیاں وہی
نکلے گی آج لاش دل ناصبور کی

سمجھا میں آئینہ سے جو سوتے ہیں منہ سے
بیٹھے ہوئے بنا مٹی باتیں فتور کی

خون کر دیا ہے فندق رنگیں نے لعل کو
ساعد نے پھیر دی ہے کلائی بلور کی

گلشن کو دیکھتا ہوں میں نرگس کی آنکھ سے
سنتا ہوں گوش گل سے کہانی طیور کی

مجھکو یہ آسماں کی دورنگی سے ہے یقین
دن آ رہے ہیں عیش کے راتیں سرور کی

اس سال کربلا کی جو رخصت ملے مجھے
حج کا ثواب نذر کرونگا حضور کی

لے نظم دیکھ لیجئے کا ہم جو کہتے ہیں
پھر اس سے بات آپنے کی اور غرور کی

حسرت اسکے دیکھنے پہ وہ ایسا بدل گئے
آخر نہ قتل کر کے ہی تیوری سے ٹل گئے

کستی ہیں مہر و ماہ کی جلوہ فروشیاں
کھوٹے درم بھی عالم فانی میں چل گئے

ہم دل جلوں کے حال کا پروانہ ہے گواہ
پہنچے قریب شمع تو اس لگ کے جل گئے

کیا ڈر ہے کاتباں عمل کا ہمارے میں
ساقی وہ رات بدلی پھر سے بدل گئے

صورت عتاب کی یہ بنائی ہوئی سی ہے
او حیلہ گر ہنسی تجھے آئی ہوئی سی ہے

شاہان سرفراز کا اتنا تو ہے نشان
کچھ گرد آسمان پہ چھائی ہوئی سی ہے

رنگیں ہے میرے قتل سے دامن ہی یار کا
تلوار بھی لہو میں نہائی ہوئی سی ہے

اس بت کی دید کو نظر پاک ہیں ہے شرط
ہر آنکھ آئینہ کی لگائی ہوئی سی ہے

آسان ہے نظم ترک ملاقات خلق سے
لیکن بری یہ دل میں سمائی ہوئی سی ہے

تنہا نہیں ہوں گر دل دیوانہ ساتھ ہے
وہ ہرزہ گرد ہوں کہ پری خانہ ساتھ ہے

ہنگامہ اس پری کی سواری کا دیکھنا
کیا دھوم ہے کہ سینکڑوں دیوانہ ساتھ ہے

دل میں ہیں لاکھ طرح کے حیلے بھرے ہوئے
پھر مشورہ کو آئینہ و شانہ ساتھ ہے

جو بے بصر ہیں ڈھونڈتے پھرتے ہیں دور دور
ورنہ ہر قدم پہ جلوہ جانانہ ساتھ ہے

سیکھا ہوں میکدہ میں طریق فروتنی
جب تک کہ سر ہے سجدہ شکرانہ ساتھ ہے

خاموش ہیں فغاں سے لب آشنا نہیں ہے
اس کارواں میں ہیں ہم جسمیں درا نہیں ہے

حیرت کا میری باعث جلوہ ہے خود تمہارا
تم آئینہ سے پوچھو میری خطا نہیں ہے

نظم آج ڈھونڈھنے کو اسکے چلا تھا گھر سے
کھویا گیا خود ایسا جسکا پتا نہیں ہے

نہ اترے بام سے جب تک دو پہر گذرے
ہم ایسے سایۂ دیوار سے بھی رہگذر گذرے

کمند آہ کو پھینکوں میں بام گردوں پر
جو گیسوئے شب ہجر تا کمر گذرے

ہمارے غنچۂ دل سے وہ پھول ہی اچھے
جنہیں ترے خم گیسو میں رات بھر گذرے

گہر سمجھ کے اٹھا لیتے خاک سے ہم کو
نہ اس طرف سے کبھی صاحب نظر گذرے

مجھے بھروسا ہے اے نظم انکی رحمت پر
یقیں ہے میرے گناہوں سے وہ بھی درگذرے

نگہ کے چلتے ہیں تیر اور صدا نہیں آتی
یہ سنتے آئے ہیں لیکن قضا نہیں آتی

یہ کس ادا سے پریشاں ہوئے ترے گیسو
کہ جب سے ہوش میں باد صبا نہیں آتی

بلاکشان غم عشق لو مبارک ہو
کہ درد دل کی کسی کو دوا نہیں آتی

جواب صاف ملا ہر طرف سے قاصد کو
اجل بھی ناز سے کہتی ہے جا نہیں آتی

جو منع ہوتیں سیہ مستیاں بہار میں نظم
تو جھوم جھوم کے کالی گھٹا نہیں آتی

جو بزم انس میں ہیں تجھ سے لو لگائے ہوئے — تمام خلق سے بیٹھے ہیں منہ پھرائے ہوئے
لٹک پڑا اگر آنچل تو سیکڑوں فتنے — اٹھیں گے دامن محشر میں منہ چھپائے ہوئے
کہیں چھپائے چھپتی ہے شب کی تنہائی — نگاہیں کتنی ہیں جادو ہیں پر جگائے ہوئے
خبر کرے کوئی ان کو مری اسیری کی — جو ہیں ہوائے چمن کا فریب کھائے ہوئے
حساب ہم سے ہی روز شمار کیا ہوگا — کہ چند روز ہیں وہی گنگنائے ہوئے
جنوں نے دیر کا رکھا ہمیں نہ کعبہ کا — بہکانے چھوٹ گئے رند لگے لگائے ہوئے
انہیں ہے رشک حسینوں میں دیکھ کر مجھ کو — لگی ہے آگ کہ پھرتے ہیں تلملائے ہوئے
بروز حشر میں انکا مزاج پوچھوں گا — ترے جو وعدہ پہ ہیں اعتبار لائے ہوئے
پیالہ پینے کو بیٹھے ہو گر تو ہاں رندو — نظر سے پیر مغاں کی نظر ملائے ہوئے
چلے ہو ظلم کہاں گلشن میں یاروں کی — بغل میں شیشہ دل کو ذرا بچائے ہوئے

حسین ہو کے تکبر ضرور ہوتا ہے — اداؤں میں فتنہ نگہ میں فتور ہوتا ہے
ہر اک قطرہ میں دریا ہے کوئی کیا جانے — وہی سمجھتے ہیں جن کو عبور ہوتا ہے
وہ ظلم اور بھی کرتا ہے مہرباں ہو کر — ستم کا جوش کرم کا وفور ہوتا ہے
چھپیں نہ ریزہ مینا کی طرح کیوں مژگاں — کوئی بھی نشہ میں اس طرح چور ہوتا ہے
مہرا سے دہر میں ہے کون آشنا کس کا — کہ صبح و شام ورود و صدور ہوتا ہے
جنوں نے کھینچا ہے دامن مرا ادھر اودھر — ہر ایک خار جہاں نخل طور ہوتا ہے

کبھی تم ہی سے ذرا پاس آکے بیٹھ گئے — نگاہ پھیر کے تیوری چڑھا کے بیٹھ گئے
یہ بزم بادہ کشوں کی ہے حضرت واعظ — غضب کیا یہ کہاں آپ آکے بیٹھ گئے
فلک نے کیا طلب مدعا کرے کوئی — در قبول پہ پہرے قضا کے بیٹھ گئے
وہ اب کہاں ہیں جو پہلے تھا نظر پر ظالم — کہ ہر بار [illegible] اٹھا کے بیٹھ گئے

ہمیں اب دیدہ تازہ تھا پوچھو گا مگر [illegible] — پلکیں نا کی ہیں تو بھی دیتا [illegible] یاد بھی
اب تو قاتل ہے [illegible] وہ ستم ایجاد بھی — ظلم بھی ہے رحم بھی ہے داد بھی بیداد بھی
[illegible] — اک نگہ پر ہم بکے بھی ہو گئے آزاد بھی

دیکھنا اس خواب نشیں کو نہ چونکے ہم ذرا
شور ماتم بھی رہا شور مبارکباد بھی

کی سواد شہر خاموشاں نے کچھ ایسی کشش
منزلوں پیچھے رہی مجھسے مری فریاد بھی

سایۂ گلبن میں بلبل کو ترستے دیکھکر
چال پرچھائیں کی سی چلنے لگا صیاد بھی

تیغ پر پھولوں کی اس نے کردیئے ثابت ابھر
گنبد گردوں گیا تھا بار ہیں شاید دل ناشاد بھی

یہ نظر لکھوائی نہیں لے نظم ہے صورت گری
یار بد بھی محو حیرت ہو گیا بہزاد بھی

پرستش اہل گنہ روز جزا ہونے کو ہے
گرمی بازار جنس ناروا ہونے کو ہے

شان اس کی دیکھکر تجھسے ترے ہم روز الست
دولت کونین بے مانگے عطا ہونیکو ہے

کس طرح بازو پہ میں پڑھ دوں دعا چشم زخم
اس کی سقا کی پہ شور مرحبا ہونے کو ہے

چپکے چپکے ظلم کرنا چھپ نہیں سکنے کا اب
ناوک بیداد میں پیدا صدا ہونے کو ہے

خواب میں پیر فلک نے جو کبھی دیکھا نہو
اس ستم کی اک چال سے ابتدا ہونیکو ہے

مژدہ اے دل پھر ہوا ہے انقلاب آنیکو ہے
دور گردوں ہو چکا دور شراب آنیکو ہے

خانہ دل سے اٹھا میں اپنا بستر صبر و ہوش
اس سرا میں کاروان اضطراب آنیکو ہے

جوش گل کی کشمکش میں آگیا سبزہ کو غش
شیشۂ شبنم میں کھینچ کر گلاب آنیکو ہے

نظم دیکھیں مصطفیٰ کا جانشیں ہوتا کون
عرش سے [illegible] حکم سد باب آنیکو ہے

جشن ماتم کا ماجرا باد صبا سے پوچھ لے
کیا ہوا گلشن [illegible] ہوا سے پوچھ لے

کشتۂ تیغ تغافل کی نہیں تجھکو خبر
میں بتاؤں تجھکو تو اپنی ادا سے پوچھ لے

پوچھتا کیا ہے کسی سے دلکو دلکی ہے خبر
سارا حال اس ساغر گیتی نما سے پوچھ لے

ہر قدم پر آتی ہے شہر خموشاں کی صدا
خاک میں ہم مل گئے ہیں نقش پا سے پوچھ لے

اے جنوں لے چل کسی جنگل میں ہے فصل بہار
راہ جنگل بن کی اس کالی گھٹا سے پوچھ لے

نوال دنیا کے فریب مکر سے غافل ہے تو
بے وفائی اس کی [illegible] سے پوچھ لے

جوش مستی میں نہ اٹھا ہے حجاب [illegible]
راہ میں آنکھیں بچھی ہیں [illegible] پا سے پوچھ لے

ہے زبان شمع خاموشی میں گویا صرف سخن
بزم مستی کی خبر اہل فنا سے پوچھ لے

بعد قتل میرا تو نہیں ہے اس کی تمنا میں کمی
چشم تر سے پوچھ لے دست حنا سے پوچھ لے

پھر شکیبائی کا دعویٰ ہو چلا ہے نظم کو
دل اگر رہبر ہوا تفہیم معانی ہو جائے
جاتے ہیں حیرت ہے کہ یوں کوچ کرے لشکر گل
اک ذرا آشفتگی شوق میں تاثیر ہے شرط
کبھی مرنے کا ہی مذکور کبھی حشر کا ذکر
رہ گیا پھر جو وہ آنے کو تو منظور یہ تھا
سرشار روش ہے واعظ کہیں ایسا تو نہ ہو
راہ بھولی ہیں اگر نظم کو آ جائے اجل
تیر بھی اس کی نگاہ ہو نہیں ہے شمشیر بھی
منہ سے شکوہ تو نہیں کرتا ہوں جو دیکھ لیں آپ
آئینہ رکھ کے ہی منظور ہے آرائش بھی
نہیں کھلتا سبب غفلت اہل عالم
چاہ کر تم کو گنہگار رہا نظم حزیں
ہو گیا دام کا خطرہ بھی فراموش مجھے
ہیں سنے کہتے ہوئے کعبہ کو سنا ہی اکثر
کہہ رہا ہے یہی نقش خط پیمانہ جسم
ہو جو ممکن تو رگ جاں میں گرہ دے کیوں
عیش کی عمر ہے کوتاہ نہیں تنگ اتنی میں
بادشاہی بھی گدائی در مے خانہ کی
پرسش حشر سے لے نظم بچا لینگی ضرور
غم سے بے صبر کلیجہ مرا سے نکلنے کیلئے
پاؤں بہکا تھا مگر نشہ میں بہکی نہ زباں
موت ہی سنے شب ہجراں میں بہت تاخیر

پھر مزاج اگر ذرا ناز و ادا سے پوچھ لے
مرتفع بعد مکانی و زمانی ہو جائے
جس قافلہ اک برگ خزانی ہو جائے
پھر جو پتھر کی طرف دیکھنے پانی ہو جائے
پاس واعظ کے جو بیٹھے خفقانی ہو جائے
دیدۂ دل مرا صرف نگرانی ہو جائے
صرف رندوں ہی پہ زور ہمہ دانی ہو جائے
گرد صحرا سے نجف بردیمانی ہو جائے
جان بچنے کی الٰہی کوئی تدبیر بھی ہے
دل میں اک زخم ہی ہے زخم میں اک تیر بھی ہے
اسی پردہ میں مرے قتل کی تدبیر بھی ہے
نہیں معلوم کچھ اس خواب کی تعبیر بھی ہے
قابل رحم بھی ہے لائق تعزیر بھی ہے
طبع رنگیں نے نہ رہنے دیا خاموش مجھے
کر دیا ماتم عالم نے سیہ پوش مجھے
پی گئے گھول کے ندائے قدح نوش مجھے
کہ تری یاد نہ ہو جائے فراموش مجھے
شب گیسو میں ہوئی صبح بناگوش مجھے
کر سلیماں کی جگہ لے کے اڑا دوش مجھے
اس کی درگاہ وہ عطا یا تری نظارہ پوش مجھے
اشک بیتاب ہیں آنکھوں سے نکلنے کے لئے
جام ساقی کا لیا گر کے سنبھلنے کے لئے
ہم تو بیٹھے ہیں بڑی دیر سے چلنے کے لئے

یہ سمجھ کر سر پہ ہم نے بنایا ہے ہزار
پہنچے بالوں کی سفیدی خبر مرگ زوال

تم کبھی تو نکل آؤ گے ٹہلنے کے لیے
دھوپ چڑھ آئی ہے سر کو یہ ڈھلنے کیلئے

مژدہ وصل لیے باد صبا آتی ہے
رات دن [illegible] فکر ہے سر گرم سفر
انگلیاں کانوں میں رکھنے تو صدا آتی ہے
موسم گل میں [illegible] جامہ میں سمانا مشکل
شنوا ہو تو کوئی شوق تو ہو منزل کا
دشت غربت سے پلٹنے کا جو ہوتا ہے خیال
[illegible] فسانہ بر انداز چمن
وہ چلا گور غریباں کو خدا خیر کرے
[illegible] پڑتی ہے دنیا پہ تو ہستی [illegible]
نظر آتا ہے اب اور وہ کنج گلشن
[illegible] شاید [illegible] پھر سے
برچھیاں مار کے اور درد جگر جاتی ہے مگر
[illegible] دعا جانب ساقی ازل
[illegible] شاہد صاحب دل [illegible]

سانحہ گل میں [illegible] آتی ہے
دل دھڑکتا ہے تو آواز درا آتی ہے
شور کرتی ہوئی اک سیل فنا آتی ہے
ٹپک آتا ہے گریباں قبا آتی ہے
سینکڑوں کوس سے آواز درا آتی ہے
ساتھ رہ حیرت نقش کف پا آتی ہے
کنج گلشن سے وہاں کی صدا آتی ہے
لو قیامت سر خاک شہدا آتی ہے
[illegible] دریچہ کوئی کھلتا ہے ہوا آتی ہے
یاد [illegible] جہاں باد صبا آتی ہے
[illegible] گرد میں [illegible]
پردہ [illegible] پہلو پھیرے
پھر گئے یا وہ [illegible] پھیر
دل سے خالی نہیں [illegible] پہلو پھیر

رنگ [illegible] نظر آتا ہے مجھے
شمع خیال کیا [illegible] بر انداز حجاب
اس کی رحمت کا ہی جوش [illegible] گناہ [illegible]
[illegible] دیکھی جب سے اس کی تصویر
کشتی بادہ لگا [illegible] لب جو ساقی
آج وہ [illegible] دیکھا [illegible]
[illegible] نفس [illegible] آواز

آج دامن پہ کلیجا نظر آتا ہے مجھے
اب تو پیدا ترا گھر نظر آتا ہے مجھے
ایک پیاسا لب دریا نظر آتا ہے مجھے
[illegible] اجالا نظر آتا ہے مجھے
آج [illegible] دریا نظر آتا ہے مجھے
آسماں [illegible] نظر آتا ہے مجھے
جان [illegible] نظر آتا ہے مجھے

وہ آئی فوج گل وہ برق چمکی
نہ دیکھ اے نقش پا ان شوخیوں کو
فلک دکھلا رہا ہے لالہ و گل
مجھے غش میں پڑا رہنا ہے بہتر
ہمارے دور میں بھی ہے وہی جام
عطا چھپ جائے تو چھپتا ہے لیکن
حذر لازم ہے بدگویوں کو اے نظم
میں ہوں بندوں میں اسکے جو ترا نظم
سکھاتا ہے غرور حسن یوں عاشق کشی اسکو
دبستان وفا سے پڑھ کے جو وحشت آیا
... سے ولیں میں خموشی اپنا وہ کیا ہیں
فلج کش نظم ہے لیکن نہیں ایسا ... اعظم
مروت اسے ظالم کو نہ کچھ شرم و حیا آئے
گزار عمر دیکھا وادی ہستی میں سیل آسا
میں کیا جانوں گنہ اے کاتب اعمال کتنے ہیں
عناں گیر اسکے توسن کا ہو جذب شوق اتنا تو
تلون کی بھی حد ہے اک نگہ اتنے کرشمے ہوں
ترے سمجھنے سے میں تو یہ تو کر لینا ہوا اے واعظ
ہوا سرد مہری چل رہی ہے سارے عالم میں
فسانہ کی عوض اے داستاں گو پڑھ کوئی افسوں
ملانا آنکھ پھر منہ پھیر کر تیوری چڑھا لینا
نگاہ شوق کے چلتے گیا صبر و قرار آخر
نہ آئے وہ ستمگر اور بہار اس طرح سے گزرے

وہ اڑتی آتی ہے بیرق علم کی
تری آنکھوں میں خاک اس کے قدم کی
یہ لاشیں ہیں شہیدان ستم کی
ہوا ہے گرم داماں کرم کی
خرابی کی ہے جس نے ملک جم کی
ادا چھپتی نہیں اہل کرم کی
کہ ہے کالی زباں میرے قلم کی
ہیں احسان عمر بھر مانوں و احساں بھر کے
زمیں پر پاؤں کیوں رکھو کہ وہ قدموں پہ سر رکھے
کسی کا ہو رہے خود یا کسی کو اپنا کر رکھے
... مجھے بھی ساختہ اپنے نامہ ...
شراب کبر و نخوت شیشۂ تو یہ نہیں بھر کے رکھے
جو پیچھے ہٹے تو سیدھی بات کا الٹا جواب آئے
حباب و موج کے مانند ہم پادر رکاب آئے
یہ جھگڑے اس سے کہ جسکو حساب آفتاب آئے
غبار ناتواں تا حلقۂ چشم رکاب آئے
چھپا آئے حجاب آئے غضب آئے عتاب آئے
رہا جاتا نہیں پھر جھوم کر جس دم سحاب آئے
نہ ٹھہرا تا ہوا وقت سحر کیوں آفتاب آئے
اثر اسے ہی شیشہ میں کہ آنکھوں میں خواب آئے
یہ مطلب ہے چھری وہ مار لے جسکو تاب آئے
اسی رستے سے شاید کاروان اضطراب آئے
تڑپ کر برق رہ جائے گر کر سحاب آئے

گزرتا ہے کچھ اس انداز سے لشکر حوادث کا
کہ اڑ کر سر پہ گردوں کے غبار انقلاب آئے

بقدر یک نگہ مہلت نہ دے جب انتظار کا
تو مشکل ہے بقدر یک مژہ آنکھوں میں خواب آئے

بہت اصرار کرنے سے اٹھائی تو ہی آنکھ اپنی
مگر چتون یہ کہتی ہے کہ آئے اور حجاب آئے

پھنسا دیتے نہ گیسوئے الانِ حرم اپنا گلا پہلے
وہ پیچیں تو کمند طرۂ زلف رسا پہلے

طبیعت میں کہاں تھا خود پرستی کا مزا پہلے
بھلا آئینہ کب تھا قبلۂ ناز و ادا پہلے

نہ تھے ہم پیش ازیں آگاہ حال عشق بازی سے
نہ تھا معلوم دل آتا ہے پہلے یا قضا پہلے

بہار آئی ابھی ہیں نغمۂ بلبل نہیں سنتا
مبارکباد کی دیتے شیشۂ توبہ صدا پہلے

تپید لے جنوں اپنا ہی کوہ و بیاباں کا
چلے ہم بھی نکل جاتے دے یہ کالی گھٹا پہلے

ابھی بیٹھا ہوں لے اسکے کوچے سے نکلوایا
کہ جاتے ہی اٹھایا پردۂ دولت سرا پہلے

حجاب آئے اسے کیونکر نہ شبنم کے وہ پیرہن
کسی کی آنکھ پڑتی ہی نہ تھی جیتے رہا بچا پہلے

اڑا کر کاگ شیشے سے گلگوں نکلی ہے
شراب جمع ہیں پیمانہ میں ٹوپی اچھلتی ہے

بہار کیسی آئی چمن کی رت بدلتی ہے
گھٹا مستانہ اٹھتی ہے ہوا مستانہ چلتی ہے

وہ دیوانہ ہے جو اس فصل میں فصد کھلوا
رگ ہر شاخ گل سے خون کی ندی ابلتی ہے

قرار اک دم نہیں آتا ہے خون بیگنہ پی کر
کہ اب تو خود بخود تلوار رہ رہ کر اگلتی ہے

یہ اچھا شغل وحشت میں نکالا تو نے اے جید
گریباں میں الجھنے سے طبیعت تو بہلتی ہے

ہوں جو مہمان رات بھر کے لیے
حشر برپا کریں سحر کے لیے

جتنے عشوے تھے چشم ساقی میں
اتنے ساغر حساب کر کے لیے

کیوں لگائی ہے ڈاب کافی تھا
ایک چھلا تری کمر کے لیے

نزع میں میں نے ہر طرف دیکھا
آپ آئے نہ لمحہ بھر کے لیے

نگہ التفات جس کی ہو
اس کا بندہ ہوں عمر بھر کے لیے

ہجر کی رات ہے یہ رات اے نظم
منتیں مانئے سحر کے لیے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتخاب دیوان شاکی

میرٹھی معاصر غالب

جب رہنمائے خلق رسول عرب ہوا
آئی ندا کمال نبوت کا اب ہوا

رنگین رخ جناب سے رنگیں ہے روی گل
شیریں لبوں سے شاہ کے شیریں طلب ہوا

اُلٹے قضا نے جب ورق دفتر وجود
سو بار لاکھ بار وہی منتخب ہوا

کس شان و احتشام سے کس دھوم دھام سے
معشوق پیش عاشق صادق طلب ہوا

جاں نثار کے غلاموں کو تشویش باز خواست
پر بھی نہ ہوگی ان کو خبر حشر کب ہوا

سبطین کیلئے اسے یثرب وکہا ئے
شاکی وگرنہ مفت ہیں جاں بلب ہوا

ہوتا نہیں سرگرم اقامت سفر اپنا
موج شررستاں ہے یہ سب شور و شر اپنا

کیوں تہنیت مرگ کو ہیں دوست فراہم
آتا ہے مگر نامہ بر خوش خبر اپنا

اب رو بقضا ہیں غلط انداز نگاہیں
سر پیٹ لے اے شوق پریشاں نظر اپنا

غمزے کو ملا حکم دل آشوبی عالم
اور وعدۂ انصاف رہا حشر پر اپنا

کیا کیجیے بد آموزی غماز کا شکوہ
سچ یوں ہے مٹانا ہی تھا مد نظر اپنا

دو رخ کف خاکستر و صنعت ثمر خام
ڈھونڈتے ہیں نشیمن دل بے بال و پر اپنا

پہلی ہی نظر سلسلہ جنبان جنوں تھی
کیا سوچتے آغاز میں نفع و ضرر اپنا

اس لطف سے دیکھوں کہ انھیں بھی نہیں دیکھوں
احسان نہ رکھے میرے سر پر نظر اپنا

مطلوب سمجھتے ہیں سبھی آپ کو شاکی
از بسکہ پھرا پاے طلب در بدر اپنا

دیوانہ اسیر غم دنیا نہیں ہوتا
محتاج رفو دامن صحرا نہیں ہوتا

کیا کیا ستم عشق ہوا کیا نہیں ہوتا
پر دل وہ بلا ہے کہ شکیبا نہیں ہوتا

محویت حرماں سے تصور بھی ہوا محو
آغوش ہم آغوش تمنا نہیں ہوتا

تشویش ابھی ہے کہ نہیں لب بلب جام
جب پی گئے اندیشۂ فردا نہیں ہوتا

درد اٹھتا ہے سینہ میں پر ایسا نہیں اٹھتا
ہوتا ہے جگر چاک پر اتنا نہیں ہوتا

شاکی مجھے بدگو کی شکایت نہیں یعنی
جو آپ کو اچھا کہے اچھا نہیں ہوتا

زورِ فلک سمجھے کہ نہ تھو طرب ہوا
یاں تک تمھارے ملنے کا مجھکو عجب ہوا

بے قصد گر غیبوں سے آتے نہیں ملے
ایسے مرے نصیب کہاں کیا سبب ہوا

واں الوداع نازیاں الفراقِ شوق
کب ہوشیار سرخوشِ جام طلب ہوا

شایانِ التفات ہے افتادگی مری
محجوب درکنارِ فلک بے ادب ہوا

لو حالِ دل نہیں گے وہ دشمن کے سامنے
ہم کو تو یہ خوشی تھی کہ خنجر طلب ہوا

اصلی تھیں غمزدوں کی ترے سینہ کوبیاں
ماتم کدے میں عالمِ بزمِ طرب ہوا

ہو گی بقدرِ ربط بدآموزیِ رقیب
آنا تو قہر تھا مرا جانا غضب ہوا

ناکامیوں سے کے سانحہ تھا انبوہِ آرزو
افسردہ دل نہ وصل میں محوِ طرب ہوا

شاکی سے انتقال کی کیا پوچھتا ہے تو
دو دن میں چار دن میں اسی وقت تاب ہوا

نہ داد جور نہ فریاد خوشنما لایا
ترے شہید کو محشر عبث اٹھا لایا

الجھا ان کی زلف کی ہمت کچھ آہ دل کی کشش
عجب طرح سے انھیں بخت نارسا لایا

سبکسری کا بڑا ہو کہ نہ نے قتل کا حکم
ملا رقیب کو تسلیم میں بجا لایا

[illegible]
[illegible] کا بہانا کر انھیں منا لایا

نیاز و ناز [illegible] ہم نہ تھا [illegible]
ترے زمانہ میں رنگ آسماں نیا لایا

ہزار شکر کہ بخت سعید شاکی کو
کشاں کشاں سوے درگاہ مصطفےٰ لایا

اس طرح [illegible] شاکی [illegible]
ستم کہ [illegible] خون وفا [illegible] نہ تھا

کھل پھول نام کو نہیں کانٹے چار سو
کیا گلشنِ جہاں کا کوئی باغباں نہ تھا

اک دیدہ پر آب کی کیا بود کیا نمود
ساغر حریفِ گردشِ چشمِ بتاں نہ تھا

بدتر ہے مرگ سے غمِ احباب خضر ہائے
رمز آشناے زندگیِ جاوداں نہ تھا

کیا راہ ہر داں مرگ عناں برعناں گئے
جز گرد اور کوئی پس کارواں نہ تھا

کیا خوانِ روزگار پہ ہم روزہ کھولتے
تمنا کی نوالہ ایک بھی بے استخواں نہ تھا

تشنہ ہر جزو بدن ہے ترے پیکانوں کا
واں زبانیں ادھر انبوہ زباں دانوں کا

پھرے مکاں میں سراپا سے لامکاں دیکھا
کہاں کہاں تجھے ڈھونڈا کہاں کہاں دیکھا

سمجھنے کو ترے لطف و کرم پہ چھوڑ دیا
نہ رُخ ہوا کا نہ انداز بادباں دیکھا

گرے اسیروں کے سر خاک پر قلم ہو کر
نہالِ شوق کو آخر ثمر فشاں دیکھا

اگرچہ ڈھونڈتے پھرتے ہیں سیکڑوں گاہک
متاعِ حسن خود آرا کو بے دکاں دیکھا

نویدِ قتل سے بے صبر مر ہی جائے گا
امید جو سے تمنا کو شادماں دیکھا

بتائیں کیا نہ کیا اور کیا نثار کیا
سوائے یار جو کچھ تھا فدائے یار کیا

اس احتیاط نے سب کو ندیم یار کیا
وفا نے ہمیں دنیا میں بے وقار کیا

اگرچہ حرف ہیں دو دل کے ایک ہی لیکن
ترے ستم نے مجھے تجھ سے شرمسار کیا

بلا سے جان گئی کوہکن مگر تو نے
بنائے قصرِ محبت کو استوار کیا

چمن طراز ہے کس گل کی نکہت آمد
کہ صورِ حشر نے بھی نالۂ ہزار کیا

رہے نہ صبح کو تیرے نشان اے شبنم
کہ تو نے دیدۂ بلبل کو اشکبار کیا

جو لے گیا تھا کلیم خدا کو وادی میں
اسی کرشمے نے ہمکو بھی بے دیار کیا

بدیر مشعرہ میں تمنا کی آئے خیر تو ہے
تمہارے آنے کا کیا کیا نہ انتظار کیا

اندوہِ عشق باعثِ طرب ساز ہو گیا
انجام بھی نمونۂ آغاز ہو گیا

راتیں فراق کی نہ جفائیں رقیب کی
پروانہ کس دلیل سے جانباز ہو گیا

مدِ نگاہِ شوق بھی کیا تازیانہ ہے
گلگونِ اشک اور سبک تاز ہو گیا

تابِ نگاہِ گرم نہ لایا جمالِ یار
نظارہ حسن کو پر پرواز ہو گیا

تقدیر تھی مری تری تدبیر چارہ گر
یعنی مزاج اور بھی ناساز ہو گیا

ان کو یہ احتیاط کہ دوہری نقاب ہے
نظارہ کو یہ ناز کہ ممتاز ہو گیا

تمنا کی فدا ہوا ترے قدموں پہ خوش نصیب
تاریخ مرگ جملہ قد فاز ہو گیا

قد فاز فوزاً عظیما

خوف اثر رقیب کے دل سے نکل گیا
اُن کے محل میں نالۂ دل بیجل گیا

کہتے ہیں چمن کو رخِ جاناں کے برابر
قرآں کو سمجھتے ہیں گلستاں کے برابر

اس عشق ہوس کا برا ہو کہ مرے ہاتھ
رک جاتے ہیں جا کر ترے داماں کے برابر

نازش ہے نہ کچھ علم پہ نے فخر عمل پر
تکیہ ہے ہمارا کرم عز و جل پر

اُن آنکھوں نے مارا ہمیں اُن آنکھوں نے مارا
طوفاں ہے تقدیر پہ تہمت ہے اجل پر

جب تک نہ ترے حسن کی جلوہ نمائی
گلگونہ نہ تھا عارضِ زیبائے ازل پر

کس کی نگہ مست نے بھر دیے ساغر
داغ مے گلرنگ ہے دامانِ ازل پر

دل کہتا ہے ثنا کی کہ لکھو اور بھی لیکن
بہتر ہے عمل نکتۂ تا قلّ و دلّ پر

دام گیسو میں پھنسا تل دیکھ کر
گر گئے ہیں اے طائرِ دل دیکھ کر

رنگ لائی بدگمانی قیس کی
پردۂ رنگین محمل دیکھ کر

کس کی حیرت تھی طلسم نازِ دوست
محو تھی محفل کی محفل دیکھ کر

مٹ گیا اندوہ تنہا ماندگی
التفاتِ فیض شامل دیکھ کر

سچ کہو تھا کس طرف روئے خطاب
کیوں ہنسے ہو سوئے عنادل دیکھ کر

موتیوں سے بھر گیا حیرت کا منہ
ہنس پڑے وہ رقصِ بسمل دیکھ کر

کچھ تو رعبِ قرب سے پسپا ہوئے
رہ گئے کچھ بعدِ منزل دیکھ کر

اپنی طاقت پر مجھے رحم آ گیا
اضطرابِ تیغِ بسمل دیکھ کر

بعد مدت آیا نظر ثنا کی وہ منہ
[illegible] چاہ بابل دیکھ کر

ملک جان و دل دیں آنکھ دکھا دیتے ہیں
آخر کار تھی دست دعا دیتے ہیں

کچھ تو آرام لب ہر نفس [illegible] دیتے ہیں
کان وہ جانب [illegible] یاد دلا دیتے ہیں

کبھی انساں نے آئینہ بنایا ہو گا
آپ انساں کو آئینہ بنا دیتے ہیں

یاد رکھتے ہیں وہ لے یا نہ کرنا میرا
داد دیتے ہیں مگر داد جفا دیتے ہیں

کیا [illegible] قاتل کا ہے شیوہ معلوم
[illegible] لا کھوں شہدا دیتے ہیں

[illegible]
آسماں [illegible] بنا دیتے ہیں

دفترِ عیش الٹ دیتی ہے بادِ سحری — جھونکے پیغام پہ پیغام فنا دیتے ہیں

وقف ترکیب ہی ترکیب امورِ عالم — بوسے دشنام میں لپٹیں تو مزا دیتے ہیں

چلو شاکی چلو دیکھیں ہمیں کیا ملتا ہے — صلۂ نعت رسول دو سرا دیتے ہیں

یہ بھی تو ایک اثر ہے کہ اُن کو خبر نہیں — کیوں کر کہوں کہ نالۂ دل میں اثر نہیں

نے وصل میں قرار نہ آرام ہجر میں — ہر حال تیری بلا ہے قیامت ہے پر نہیں

وعدہ کریں تو کیا جو ملاقات ہو تو کیوں — سب جانتے ہیں اُن کے دہان و کمر نہیں

چاہیں تو تیری وضع کریں ہم بھی اختیار — کیا شہر میں حسین نہیں کوئی مگر نہیں

شاکی لحد میں سوئیے چل کر بہت پھرے — منزل پہ طے ہوئی تو پھر آگے سفر نہیں

کب نہیں جاتے خط اُن کو کب نقشہ آتا نہیں — کچھ جواب آتا نہیں شاید جواب آتا نہیں

دانہ دانہ ہے سرشک دیدۂ بیجا صلی — کشت پر میرے ندامت سے سحاب آتا نہیں

بے حساب انعام دینا عاقبت لینا حساب — واعظو میری سمجھ میں یہ حساب آتا نہیں

منزل ہستی خطا کار کس طرح کرتے ہیں طے — راستے میں جادۂ راہِ صواب آتا نہیں

طوفان نارکیا ہے جو ہمرنگ یم نہیں — مجھکو تو ایک موج تبسم بھی کم نہیں

اندک فزوں ہے تیری عنایت وہ بے حساب — میرا یہ حوصلہ کہ مجھے کم بھی کم نہیں

اے شوق قتل تو ہی چھری بن کے ذبح کر — خنجر میں عکس ساعد جاناں سے دم نہیں

کوتاہ ہے نظر نے دکھائی رہ دراز — کیا تنگ ہیں لطف و کرم و ستم نہیں

اے برق یاس تو ہی کہیں اسکو خاک کر — کشت امید قابل ابر کرم نہیں

زہر نگہ دریغ نہیں مجھ سے کس لیے سب — وہ جانتے ہیں تم بھی در سے تو ہیں ستم نہیں

کیا ہوا ہیں جو شاد کام نہیں — کسی مذہب میں غم حرام نہیں

جیسے زہر و تریاق یکساں نہیں — ہیں وہ نہ آلودہ داماں نہیں

قیامت ہی البتہ دیدار عام ہے — قیامت کی تشویش چنداں نہیں

ندا ہے سر چار سوئے وفا — جو کر گزرنے مرد میداں نہیں

زبانی محبت کرمیاں استقدر — نظر سے عیاں لطف پنہاں نہیں

وہ منصور کھینچا جسے دار پر
وہ مردار جو تم پہ قربان نہیں

سخن قوت ثنا کی حسد رزق غیر
مقدر پہ زنہار نادان نہیں

یاقوت لب سے نسبت لعل یمن کہاں
یعنی یہ بول چال یہ طرز سخن کہاں

غربت کی شام ہے مری آنکھوں کا خون ہے
اے آسماں سپیدۂ صبح وطن کہاں

توبہ نہ کی کہ تیری عنایت کا تھا یقیں
ہوئے عمل ضرور مگر سوء ظن کہاں

نے نامہ نے پیام نہ قاصد نہ گفتگو
اے نو نہال عمر وہ رنج کہن کہاں

ثنا کی نہ احتراز در دل ہو نہ کوئی وحشت
پہونچا کہاں سے اُڑ کے ہمارا بدن کہاں

پردے سے انقلاب نہیں آب و تاب میں
جلوے سے خود نقاب نہاں ہے نقاب میں

دیکھا جب اہل دید نے اُس شہسوار کو
سمجھا کہ پاسے عمر ہے بیشک رکاب میں

گو فیصلہ ہوا مگر اصلا خبر نہیں
کشمکش بلائیں ہیں کہ جہنم عذاب میں

تم کو نہ مجھ سے رنج نہ تم سے مجھے ولے
ہوتا ہے امتحان محبت عتاب میں

ساغر ہمارے نام کے نذر رقیب ہیں
دور فلک کا طور ہے گردور شراب میں

بے جن کے نیند چشم وفا کو حرام تھی
اب دیکھنے کو اُن کے ترستے ہیں خواب میں

ثنا کی کر تیغ شستہ رنج سے رہا مجھے
جن پانچ تن کا وصف ہے چاروں کتاب میں

دیتے نہیں رہرو حرکت پاسے سفر کو
مرتے ہیں جوں شمع جلا کر تن و سر کو

پھونکا ترے جلوے نے پر و بال نظر کو
توڑا تری شوخی نے تصور کی کمر کو

سرگرم فغاں ہیں لب فریاد شب غم
چھیڑ کے ترے چھالوں پہ طباشیر سحر کو

اندیشۂ غربت کبھی اندوہ ملامت
ہوتے ہیں عجب رنج محبت میں بشر کو

اے نوح کہوں کیا برکت بے خطری کی
کشتی مری طے کر گئی گرداب خطر کو

مقطوع کیا قد نے ترے قافیۂ قمری
محذوف کیا لب نے ترے کاف شکر کو

اب گرمی بازار قیامت ہے سودا
یاں دیکھ چکے ارزش کالائے بشر کو

اکسیر ہے خاک در شاہنشہ یثرب
اس کحل جواہر کی تمنا ہے بصر کو

ثنا کی تری کیا بات نصوں کہ غزل ہے
دلبند ہے ہر قافیہ تشبیہ ہے ہر کو

سر محفل نقاب عارض تاباں اگر وا ہو
اگر اعیانِ صورت میں نمایاں وہ خود آرا ہو
پریشاں ہو اگر زلف معنبر روئے انور پر
نہ کھٹکا نعش عاشق کو صبا والے وفا دشمن
تصور اُن کی افشاں کا بندھا ہاں جوش مینا
تری فکر رسا کی تیزیوں سے کیا عجب شاکی

نظر پروانہ ہو پروانہ گل ہو گل تماشا ہو
جہاں موسیٰ ہو موسیٰ جلوہ ہو جلوہ تجلا ہو
خرد سودا ہو سودا شانہ ہو شانہ سویدا ہو
ستم آفت ہو آفت فتنہ ہو فتنہ دوبالا ہو
شراب آنسو ہو آنسو دانہ ہو دانہ ثریا ہو
قلم نشتر ہو نشتر دشنہ ہو دشنہ گذارا ہو

کسے روئیں جن اشکوں کو تیری فرقت کا رونا ہو
مرا جوش جنوں زنداں میں جب زنجیر فرسا ہو
بسر کی زندگی حرماں نصیبوں نے توقع میں
الٰہی ایسی خلوت ہو کہ بے حایل اُنھیں دیکھیں
چلے ہم لو دل ناکام لیکر خلق سے شاکی

کسے دیکھیں جن آنکھوں نے تری صورت کو دیکھا ہو
اسیر دشت پیما ہو گرفتاری کو سودا ہو
قیامت ہے اگر فرماندہ محشر بھی تم سا ہو
نہ طغیانِ تمنا ہو نہ طوفانِ تماشا ہو
ہمیں کیا بعد مر جانے کے غیر اُن کا ہوا ہو

مشام آشنا تیرے گیسو کی نکہت ہو تو کیونکر ہو
مزاج شاہ سے واقف ہیں یعنی اس کی مرضی ہے
انھیں عادت کی پابندی کہ ساتھ اغیار کے پھرتے ہیں
ستم ہے بعد قتل خلق فرمانا رقیبوں سے
خوشی میں تجھ پر اترانا ہے جو شاکی ہو

علاج دردِ بے پایاں وحشت ہو تو کیونکر ہو
سیاہ غم دیا دل سے رخصت ہو تو کیونکر ہو
مجھے اس بات کا سودا کہ خجلت ہو تو کیونکر ہو
بشر دنیا میں کوئی بے مروت ہو تو کیونکر ہو
اگر ایسے پر ترے پھر نہ محبت ہو تو کیونکر ہو

سر شوریدہ پائے خم پہ میخانہ میں بستر ہو
خدارا نرگس پرفن سے کہدو وہ نہ کچھ بولے
[illegible]
مری نالش ہے یا رب بالش عرش تمنا سے
ہم ایسے بادیہ پیما ہیں کہ دشت سے بھی گھبرا جانا
خیال جنبش مژگاں سے پہنچا اپنی شاکی
تمنا وصل کی چھوڑی تم تجھ سے یاس کیوں ہو

پھر آئے گی ہر پھر یاد آبادی سے ہو کہ محشر ہو
کہ مجکو ہو نہو دل کو تری تقدیر باور ہو
کہو تم بہتر سے بہتر ہیں جو تم بہتر سے بہتر ہو
کہ اک نقطہ جو اُن کے نام لکھوں ایک دفتر ہو
تم ایسے سرو بالا ہو کہ گیسو کے برابر ہو
لگی کیا آنکھ اُس کی جس کی ہر ہر رگ میں نشتر ہو
بہار آئے نہ جس گلشن میں واں دل خزاں کیوں ہو

ہماری ناتوانی غم اُٹھانے سے غلط ٹھہری — نہیں عذر نزاکت ہے تو اتنے سر گراں کیوں ہو

نمک پاش ملامت ہوں گے زخم دل پہ طعنت — ہمارا خون ہو لیکن بطرز امتحاں کیوں ہو

نسیم صبح گاہی ہوں اقامت کیا سیاحت کیا — نہیں خوگر مجوسی کی عدو میرا جہاں کیوں ہو

وہ ہے اک بلبل خونیں نوا سے شاخ ناکامی — لقب شناگی کا تیرے طوطی ہندوستاں کیوں ہو

ناسور مندمل نہوا عمر بھر نہو — اے چارہ گر خدا کیلئے میرے سر نہو

جائے بلا سے جان کوئی پردہ در نہو — خوش ہوں کہ شام غم کی نمایاں سحر نہو

کیا کھائیں سم بعید نہیں کارگر نہو — شاید دعا کی طرح دوا میں اثر نہو

ہے امتحان رحمت ناستحق نواز — للہ میری نعش پہ تو نوحہ گر نہو

فرصت قلیل قتل کے لاکھوں امیدوار — قاتل بخیل وار کدھر ہو کدھر نہو

شب کی ہزار ہیں تپ غم کی حرارتیں — کیا جانے جس کی جیب قبا میں شرر نہو

شناگی کے انتقال سے کتنے وہ خوش ہوئے — پر سیر ہے اگر یہ خبر معتبر نہو

دیا جو تیری چشم زبوں گیر سے نہو — قصہ تمام خنجر و شمشیر سے نہو

ہے مصلحت یہی کہ جہنم میں بھیجدیں — کوئی سوال آپکے دلگیر سے نہو

ان کو بھی آج میری طرح شوق وصل ہے — یہ بات ہی جدا ہے کہ تقدیر سے نہو

اے شوخ غیب داں ہے خدا چپ ہی کہیں — محشر میں برہمی تری تقریر سے نہو

زخم زبان خلق سے بچنا برا نہیں — مانا کہ اور فائدہ تدبیر سے نہو

آخر نہیں تو چاہیے فی الجملہ احتیاط — گو مجکو رنج غیر کی تقریر سے نہو

اندیشۂ فراق نے مجکو ڈبو دیا — کہتا ہوں سر جدا تری شمشیر سے نہو

کرتی ہے جستجو دی مری تدبیر سے طلب — جو کام چارہ سازی تقدیر سے نہو

شناگی اگرچہ قابل رحمت نہیں عمل — نومید حیدر شبیر و شبر سے نہو

ہنگام ذبح قاتل طرف نقاب اُٹھا دے — میں محو دید ہوں تو مجکو خوں بہا دے

اے شور نالہ دل میں معتقد ہیں قائل — یا حشر کو اُٹھا دے یا بخت کو جگا دے

جو بات دل میں گذرے لاؤ وہی زباں پر — اے سادگان ہر فن ہم آدمی بنا دے

۹

اے صانع دل و جاں کب تک امید حرماں
یا عشق کو اٹھا لے یا حسن کو مٹا دے

تیغ ستم کشیدہ حلق حزیں بریدہ
اٹھکر نہ دست قاتل ان کو گلے ملا دے

ہو جائے کچھ یہ عالم اے لذت طپیدن
قاتل کو میں دعا دوں قاتل مجھے دعا دے

کیا اعتبار یا بے اعتباریوں سے
ممکن نہیں کہ ہم کو نظروں سے تو گرا دے

شاکی کی یہ غزل ہے ہر حرف بے بدل ہے
نالاں عبث دغل ہے دولت جسے خدا دے

گر تو نوید لطف دم احتضار دے
کن منتوں سے جان ترا خاکسار دے

سر ہے عذاب خنجر زہرابدار دے
قاتل ثواب جان کے صدقہ اتار دے

ناگاہ اور ہمیں خبر وصل یار دے
وہ آسماں کہ موت نہ بے انتظار دے

وہ آئیں حشر آئے اجل آئے صبر آئے
کوئی تو داد محنت شبہائے تار دے

اندیشے سو طرح کے ہیں قاصد کو بھیجکر
کیا جانے کیا جواب وہ نخوت شعار دے

سم بھی مضر نہیں اگر اصلاح ہو سکے
غم بھی برا نہیں جو خدا غمگسار دے

تمکین شکوہ ناز ہے لیکن نہ استعداد
جان آرزو سے تیر ہیں تیر اشکار دے

شاکی اسی کے در کا ملازم ہے جو سخی
سائل کو ایک نان کے بدلے قطار دے

صد مرحلہ جاتا ہوں پرے کون و مکاں سے
بے صبری دل سے کبھی بیتابی جاں سے

جور فلک و کاہش جان و غم جانان
ان سب کی دوا صبر سو آئے وہ کہاں سے

ہر بات میں ہوتی ہے رقیبوں کی ترقی
پڑ جاتی ہے تقریر میں جان تیرے بیاں سے

اللہ رے گرانمایگی جنس محبت
بدظن ہے زیاں سود سے اور سود زیاں سے

کیا کم ہے مٹا دینے کو یہ شعبدہ شاکی
کاکل کی طرح تیغ بھی کھینچی ہے میاں سے

غرقہ آب دم تیغ ستمگار رہوے
خوب سیراب ترے تشنہ دیدار ہوے

حسن مطلق سے رہا دل کو تعلق برسوں
واں سے چھٹکر ترے گیسو میں گرفتار ہوے

رشک ہوتا ہے محبت میں نہ اتنا لیکن
خوش وہ ہمسے ہوے ہم زیست سے بیزار ہوے

نہ فریب نظر یار نہ بے رحمی ضعف
شکوے اتنے تھے کہ مہر لب اظہار ہوے

پوچھنا تھا وہ ہمیں تم رات کہاں تھے شاکی
آج مذکور ملاقات سر بازار ہوے -

تا خدا انجام محبت کا یقین دل میں رہے
گھر میں تجھے اور کہتے ہیں غیروں کی محفل میں رہے

گر نمود سے خاکساری پردۂ نزد امنی
موج دریا بار کیوں پابوس ساحل میں رہے

پیش تھا آنکھوں میں شائق کے جمال احمدی
شام سے تا صبح ہم و درد مرزل میں رہے

اتنی چال آسمان باد بہار روز جاتا ہے
نہ عادت ان کی ہے تشتی ہی نہ رنگ اپنا بدلتا ہے

نہ صبح و شام سے نیرنگیاں اتنی عیاں ہوتیں
کوئی معشوق دو نو وقت پوشاکیں بدلتا ہے

الٰہی وہ نہ آسکے تجھے نہ آسکے ہیں نہ آئیں گے
پھر آنکھیں منتظر کس کی ہیں پھر دل کیوں اچھلتا ہے

محبت کی بساط خاک پر ہی محفل افروزی
فروغ شمع گردوں سے کہاں پروانہ جلتا ہے

تبسم لائق نہیں گردو شائق ان نوافی کو
نکلتا ہے ٹہلتا ہے اکلتا ہے مسلتا ہے

دونوں میں کیا کشاکش بے اختیار ہے
دل ہے سنان کے پار سناں دل کے پار ہے

اپنی ہوا میں آپ ہی پروانہ جل بجھا
عشق ہوس فروش کا انجام نار ہے

شائق نکلا تو نکلا نہ لے نام شکر کر
اسکا خیال مونس شب ہائے تار ہے

رخ لالہ گوں کا خیال ہے سر زلف غالیہ فام ہے
یہی دین ہے یہی کفر ہے یہی صبح ہے یہی شام ہے

کوئی اس نمود پہ کیا مرے کوئی اس بہار کو کیا کرے
نہ شمیم گل کو قیام ہے نہ سرو گل کو دوام ہے

مری نقش رنگ سے گر گئی کہ خطا سے جانب غیر تھا
جو سنا ہو شائق خوش بیاں یہی سب نصیب کا نام ہے

دل شیشہ میں نظر آتی ہے نہیں زاہد جو ہے سرخ شیشے
یہی جم کی چشم و چراغ ہے یہی روح عارف جام ہے

نہ طواف کعبہ کا شوق ہے نہ حریم قرب کی جستجو
مرا کام خدمت میکدہ مرا نام ننگ انام ہے

صبا جو ناز کناں جا بجا نکلتی ہے
کبھی کبھی ترے کوچے میں جا نکلتی ہے

نہ حسرت دل اندوہ زا نکلتی ہے
نہ تن سے جان بلا آزما نکلتی ہے

ادا شناس سمجھتے ہیں پایۂ گفتار
سخن پہ جان سخن آشنا نکلتی ہے

شمع بجھتی ہے نمودار سحر ہوتی ہے
حالت کشتۂ غم نوع دگر ہوتی ہے

تیرے نظارے سے باز آئیں فدائی ناشا
قطع سر ہوتے ہیں پر قطع نظر ہوتی ہے

سرمہ ہو جاتی ہیں آنکھوں میں نگاہیں جلکر
تیغ جاناں پہ کسے تاب نظر ہوتی ہے

آشنا چاہتیں سے شائق نہ نظر فدا رہے
یا علی کہتے ہی دشمن پر ظفر ہوتی ہے

فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتخاب دیوان شمس العلما نواب سید امداد امام صاحب

اثر عظیم آبادی

فقیری میں مجھے بخشا خدا نے اوج سلطانی — گدا مجھکو بنایا آستان شاہ مرداں کا

نمود شکل ہستی کن فکاں کی کارسازی ہے — ظہور ہر دو عالم ہے اشارہ تیرے فرماں کا

گنہگاروں کی آنکھیں قلزم اشک ندامت ہیں — نہیں دشوار لے زاہد چھڑانا داغ عصیاں کا

فلک آئینہ داری جور مہرویاں کی کرتا ہے — شفق ہے عکس خون آلودہ رخسار شہیداں کا

کسی کی دید پر موقوف اپنی زیست ہے ناصح — مرا آزار نظر انداز رکھتا ہے رگ جاں کا

چھپے گا دامن محشر میں خورشید قیامت بھی — غضب ہوگا عیاں ہونا ہمارے داغ پنہاں کا

نشان نقش قدم کا بھی نہ پایا تا دم آخر — عبث ہمنے کیا پیچھا اثر عمر گریزاں کا

وصل بتاں میں خوف فراق بتاں نہ تھا — گویا کہ اپنے سر پہ کبھی آسماں نہ تھا

پیش رقیب پرسش دل تمنے خوب کی — دشمن تھا پردہ دار نہ تھا راز داں نہ تھا

غیرت دلا چکی تھی ہماری ستم کشی — مطلق شب وصال عدو شادماں نہ تھا

بگڑے ہوے رقیب سے وہ آے ہیں گھر — اس حسن اتفاق کا کوئی گماں نہ تھا

سرشار بیخودی سے تھے اثر بزم یار میں — کیا جانیں ہم رقیب کہاں تھا کہاں نہ تھا

تیر پیکاں مرے سینہ سے نہ تنہا نکلا — لخت ہاے دل مجروح کو لیتا نکلا

ہم مسلماں ہیں مگر دل ہے بلا کا کافر — آنکھیں بھر آئیں جہاں ذکر بتوں کا نکلا

اپنی ہو حق ہے مگر محفل رنداں میں ہم — تو ہی اے شیخ بڑا حق کا شناسا نکلا

شوق نے حیرتی دید بنایا کس کا — شعلہ طور مرا داغ تمنا نکلا

قول کر کے گئے شمشیر دو دم کیا معنی — حوصلہ ہیں تمہارا نہ ہمارا نکلا

خلش تیر مژہ دل سے نہ جانے پاے — پھر کہاں لذت ایذا جو یہ کانٹا نکلا

اپنے مرنے سے عدو موردِ بیداد ہی اب
تجھ سے اے مرگ بڑا کام ہمارا نکلا

وائے تقدیر کہ اس دشمن ایماں کے حضور
میں بد اندیش عدو چاہنے والا نکلا

مر گیا ہائے اثر پھوڑ کے سر پتھر سے
عشق گیسوئے صنم جان کا سودا نکلا

جان دینا عاشق جانباز کو مشکل ہی کیا
لیکن اس سے بیوفا تو ہی بتا حاصل ہی کیا

مر گئے جنکو پڑی تیرے لب شیریں کی چاٹ
سچ تہا اس انگبیں میں زہر بھی شامل ہی گیا

خط میں سے لکھتے ہیں کہ آئیں گے کہیں ہوتی ہے
اس عنایت میں مرادِ غیر بھی شامل ہی کیا

دل ہے سینہ میں کہ ہے سیماب بر آتش اثر
ماہی بے آب ہی یا طائر بسمل ہی کیا

تیری جانب سے تجسد کیا نہوا
خیر گذری کہ تو خدا نہوا

کیوں ترا آشنا عدو ٹھہرے
جب ترے غم سے آشنا نہوا

مر کے اس کی گلی کی خاک ہوا
میں فنا ہو کے بھی فنا نہوا

مار ڈالا مجھے عدو کے لیے
حیف تو صبر آزما نہوا

اے اثر تجھکو پھر گلا کیا ہے
جب کسی کا وہ بیوفا نہوا

نخل الفت میں نمودار ثمر کچھ نہوا
بارور باغ جہاں میں یہ شجر کچھ نہوا

غیر کی شب کو شب قدر بنایا تو نے
تجھ سے میرے لیے اے رشک قمر کچھ نہوا

کرلے خونابہ فشانی بھی اگر دل چاہے
اشک ریزی سے تو اے دیدہ تر کچھ نہوا

لاکھ سمجھایا اثر کو کہ نہ دے عشق میں جان
ناشنو تھا اسے کہنے کا اثر کچھ نہوا

جھوٹے وعدوں پر تمہارے جائیں کیا
جانتے ہیں تم کو دھوکا کھائیں کیا

پرسش اپنے قتل کی ہونے لگی
داور محشر کو ہم بتلائیں کیا

ہے پشیمانی میں اقرار خطا
قتل کرکے مجھکو وہ پچتائیں کیا

آچکے پھر بھی وہی عشرت کے دن
انقلاب دہر سے گھبرائیں کیا

دل کو کھوئے ایک مدت ہو گئی
اے اثر اب ڈھونڈنے سے پائیں کیا

مقدر میں زاہد جو تھا مل گیا
تجھے تو بتوں میں خدا مل گیا

اسے جان شیریں کی پروا نہیں
جسے درد دل کا مزہ مل گیا

ذرا دل کو دیکھو تو اے ہمدمو
کدھر جا کے یہ بیوفا مل گیا

جدائی میں روتا ہوں آٹھوں پہر
مجھے خوب یہ مشغلہ مل گیا

ترا شعر کوئی سنا جب اثر
مزا میر کے شعر کا مل گیا

میرے گھر تیرا آنا جانا تھا
وہ بھی اے یار کیا زمانا تھا

جو نہ سمجھے کہ عاشقی کیا ہے
اُس سے بیکار دل لگانا تھا

آسرے تھے بخت آزمانے ہم
آپ کو تیغ آزمانا تھا!

تو نے رہنے دیا پس دیوار
ورنہ اپنا کہاں ٹھکانا تھا؟

دل نہ دیتے اُسے تو کیا کرتے
اے اثر دکھ ہمیں اُٹھانا تھا

نہیں اے بلبلو وقت اماں موسم ہے بہت جھڑ کا
نہ اندیشہ ہے گلچیں کا نہ ہے صیاد کا دھڑکا

نیا کچھ رنگ نکلا روئے آتشناک دھونے سے
تماشا ہے بجھانے سے یہ شعلہ اور بھی بھڑکا

ہم اپنی زندگی میں شیر میدان محبت تھے
ترا توسن جو اے قاتل ہماری قبر سے بھڑکا

صبا سے آمد فصل بہاری کی خبر سنکر
ہر اک مرغ قفس کیا کیا لیے سیر چمن پھڑکا

اثر تو نے بھی پایا ہے مزاج حضرت آتش
جوانوں میں جواں بڈھوں میں بڈھا لڑکوں میں لڑکا

شیشہ سے کہاں بادۂ احمر نے اُٹھایا
جو لطف کہ لب سے ترے ساغر نے اُٹھایا

عشاق کے آگے جو ہوا یار قد آرا
غل پڑ گیا سر فتنۂ محشر نے اُٹھایا

اُس داغ کی صورت بھی نہیں لالہ نے دیکھی
اے گل جسے میرے دل مضطر نے اُٹھایا

انگشت نمائی سے بھی ان کی نزاکت
الزام کمر زلف معنبر نے اُٹھایا

کیا چاندنی چھٹکی مرے گھر میں جو شب وصل
چہرہ سے نقاب اس مہ انور نے اُٹھایا

اب دیکھیے کیا تازہ بلا آتی ہے سر پر
انداز نیا یار کے تیور نے اُٹھایا

مومن کے سوا اور اثر کون اُٹھا سکے
جو رنج علیؑ کے لیے بوذرؓ نے اُٹھایا

چاندنی میں دور ہو جام شراب ناب کا
ہے غنیمت ساقیا عالم شب مہتاب کا

کس کو آئے نیند میرے نالۂ شبگیر سے
ہر ستارہ میں ہے نقشہ دیدۂ بیخواب کا

سرکشوں کی عاجزی ویسی ہی جیسے اے اثر
پاؤں پر دیوار کے سر مارنا سیلاب کا

مشکل تکلیف کو بھی عیش کا ساماں سمجھا
داغ ہائے تنِ سوزاں کو چراغاں سمجھا

مجھے دیکھا جو کبھی دیر کبھی مسجد میں
گبر نے گبر مسلمان نے مسلماں سمجھا

دلِ مجروح ہے کس درجہ حریص آزار
دستِ قاتل کو جو دیکھا تو نمکداں سمجھا

بحقیقت نظر آئی جو بقائے موہوم
اپنی ہستی کو عدم کا سر و ساماں سمجھا

[illegible]
جس نے دیکھا مرے دیواں کو گلستاں سمجھا

چھپتا نہیں ہے چھپائے سے بیمارِ عشق کا
کیا درد لاعلاج ہے آزار عشق کا

سن لو تو یہ جرم خدا کو بھی ہے پسند
کب قابلِ سزا ہے گنہگار عشق کا

ہم خاکیوں کے سر پہ یہ بارِ گراں گرا
روحانیوں سے جب نہ اٹھا بار عشق کا

دل دیکھئے قیدِ رنج سے آزاد ہو گیا
چھوٹا جہاں کے غم سے گرفتار عشق کا

دونوں جہاں کے رنج و الم کا ہی نام عشق
اے دل نہ نام لیجیو زنہار عشق کا

آنکھوں سے خوں جو آتا ہے آنسو کہاں گیا
کاری لگا ہے دل پہ اثر وار عشق کا

غم اٹھانے سے عشق کم نہ ہوا
کارگر غیر کا ستم نہ ہوا

اپنے مرنے کا غم نہیں مجھکو
غم یہی ہے کہ تجھکو غم نہ ہوا

جامِ جم ہے اثر ترا دیواں
پھر نہ کہنا کہ جامِ جم نہ ہوا

انہیں پایا مگر تنہا نہ پایا
جو یوں پایا تو کیا پایا نہ پایا

جسے دیکھا ترا سرشار دیکھا
جسے پایا ترا دیوانہ پایا

جب آئے لوٹکر دشمن کے گھر سے
وہ تھے جیسے انہیں ویسا نہ پایا

غلط پردازیاں ہیں شاعروں کی
دہانِ یار کو عنقا نہ پایا

جلی اے شمع لیکن تو نے کچھ بھی
مزا سوزِ محبت کا نہ پایا

بہت ہشیار سنتے تھے اثر کو
مگر ہم نے اسے دیوانہ پایا

دم بھر کا بھی آرام مقدر نہ ہوا تھا
ہم پر وہ ستم ہے کہ کسی پر نہ ہوا تھا

جز خضر تمنا دلِ وحشی کو ہمارے
صحرائے طلب میں کوئی رہبر نہ ہوا تھا

ناچیز کو افتادِ نباتی ہے گرامی
گوہر بھی کبھی قطرہ تھا گوہر نہ ہوا تھا

اے تاجورِ تاجورِ عرصۂ گیتی
کیوں شکوۂ تکلیف اثرؔ لائے زبان پر

دارا نہوا تھا کہ سکندر نہوا تھا
آرام کی خاطر دل مضطر نہوا تھا

دل میں ابھر کے بھری ہوئیں جام شراب
محتسب توڑ نہ یوں شیشۂ دل رندوں کا
ساقیا رند بلا نوش ہوں پی جاؤں گا
محتسب راہزن قافلۂ عیش ہوا
یار سے پینے کو کہتا ہے پس و پیش نکر

بوالہوس کھینچے اُسے یا کہیں جام شراب
ہوں گے آخر ہی فریاد رس جام شراب
دُرد ہو یا کہ ہو خاشاک و خس جام شراب
نہیں آتی جو صدائے جرس جام شراب
اے اثرؔ خوب نہیں پیش و پس جام شراب

یا تجھے ہم راحت گزیں بستر دیبائے دوست
عرش اعظم کیا ہے پیش پایۂ والائے دوست
غم نہیں گر گشتۂ دشمن کرے تو ای فلک
آشنائے لب کروں کیوں راز غمہائے نہاں
جس طرف چاہے نگاہ شوق نظارہ کرے
بار پایا آج کیا تونے حریم یار میں
شاد کیا ہوں رشک سے ہی اپنے مرجانیکی بات
دیدۂ باطن سے گھر بیٹھے تماشا کیجئے
داد کا طالب نہو نالے اثرؔ روز جزا

یا نصیب عیش دشمن ہو گئیں شب ہائے دوست
دل جسے کہتے ہیں اہل دل وہی ہے جائے دوست
خاک ہو کر بھی ہمیں رہنا ہے زیر پائے دوست
اپنے حال دل سے واقف ہے دل دانائے دوست
شش جہت میں ہے عیاں حسن جہاں آرائے دوست
تجھ سے آتی ہے صبا بوئے روان افزائے دوست
ہر گہ دشمن پردہ فرما ہیں زبان ہائے دوست
پردۂ دل میں نہاں ہے چہرۂ زیبائے دوست
تجھ کو لازم ہے خیال غیرت فردائے دوست

چھٹتا نہیں چھوڑا سے ظالم کسی طرح
سمجھا نہ میرے درد کو ظالم کسی طرح
وہ گل کہاں چھپا ہے کہ جس کی تلاش میں
جب سے لیا ہے تونے دل مضطرب مرا
شاعر کو پیش آتی ہیں کیا کیا نہ دقتیں
استاد کی غزل پہ غزل کیا کوئی لکھے
دشمن نہ ذوق کا ہوں نہ ناسخ کا دوستدار

اٹکا ہے تجھ سے کیا دل ناداں بری طرح
دل کی کہانی اس کو سنائی کسی طرح
آوارہ پھر رہی ہے صبا بھی مری طرح
تو بھی ہے بیقرار ستمگر مری طرح
مومن کی ہوتی ہے جو نکالی ہوئی طرح
دعوائے ہمسری نہیں مجھکو کسی طرح
عادت نہیں کہ چھیڑ نکالوں کوئی طرح

غالب کو مانتا ہوں کہ استاد دہر تھا | کافر ہوں اسمیں ہو جو مجھے شک کسی طرح
لیکن اثر جو دیدۂ حق بیں سے دیکھئے | کوئی غزل سرا نہوا میر کی طرح

موسیٰ نہ لاسکے تاب رخ یار دیکھکر | نازاں ہوں اپنی طاقت دیدار دیکھکر
سیری نہیں نصیب ہمیں تیری دید سے | پھر تجھکو دیکھ لیتے ہیں ہر بار دیکھکر
پھر دل کو ذوق لذت ایذا ہوا اثر | اُس دلشکن کو درپئے آزار دیکھکر

شب فرقت بسر کریں کیونکر | نہ کٹے تو سحر کریں کیونکر
اُن کی تیغ نگہ کا مارا ہوں | میری جانب نظر کریں کیونکر
کچھ ہم اپنی خبر نہیں رکھتے | اُن کو اپنی خبر کریں کیونکر
گو ستمگر سہی پہ یار تو ہے | اس کا شکوہ اثر کریں کیونکر

شوریدگی قیس کے عالم پہ نظر کر | لیلیٰ کوئی دن وادیٔ مجنوں میں گذر کر

پھر مرے دل کو ہوئی وحشت بیاباں دیکھکر | تلوے کھجلانے لگے خار مغیلاں دیکھکر
بل بے اپنے دیدۂ خونبار افشاں کی بہار | پانی پانی ہوگیا ابر بہاراں دیکھکر
مایۂ ہمدردی جان ہی درون اہل درد | ہی بجا نالے ہو جو نالاں دلکو نالاں دیکھکر
ہو نہ بدظن ہم سے اے صیاد جاتی ہی بہار | پھر قفس میں آئیں گے سیر گلستاں دیکھکر
تاب کیا لاتا کلام برق دم کی اے اثر | ہوگیا فی النار حاسد اپنا دیواں دیکھکر

جب نسیم صبح کہتی ہی کہ اے مرغ قفس | جوش پر فیض بہاری ہی چمن میں اس برس
کیا تمنا سیر گلشن کی ترے جی میں نہیں | کیا ترے دل میں نہیں ہوتی رہائی کی ہوس
اس سے تب رو کر یہ کہتا ہوں کہ ای یاد صبا | ہوں گرفتار قفس چلتا نہیں کچھ اپنا بس
جب تقلق بڑھتا ہی اپنے دل کو یہ کہتا ہوں میں | سیر گلشن کے لیے اتنا نہ اے ناداں ترس
ہی اسیری میں اثر ورد زباں یہ قول بند | دل گرفتہ ہوں مجھے یکساں ہی گلزار و قفس

کیونکر نہو نہ دل کو اس دلربا کی خواہش | ناصح ہی سب پہ بالا رب العلا کی خواہش
نہیں ہے تجھکو اسکی زلف دوتا کی خواہش | خواہش بھی ایسی خواہش اے دل بلا کی خواہش
ظالم وہ کون دل ہی جسمیں نہیں بھری ہی | تیرے ستم کی حسرت تیری جفا کی خواہش

اے خالق دو عالم یہ کیا معاملہ ہے
ان کو جفا کی خواہش مجھکو وفا کی خواہش
پامال جور ہم ہیں باغ جہاں میں ورنہ
تیرے قدم سے نکلی کیا کیا حنا کی خواہش
ہے موت ہی مسیحا ہے درد کی مداوا
تیرے مریض غم کو کیا ہو شفا کی خواہش
منھ دیکھکر کسی کا خاموش رہ گیا ہیں
پہنچی کہاں زباں تک مجھ بینوا کی خواہش
سنتے ہیں آثر سنا ہے اہل رضا کو کہتے
اپنی وہی ہے خواہش جو ہے خدا کی خواہش

اے یار تعجب کہ جاں کی نہیں تن کو اطلاع
راکب کی ورنہ ہوتی ہے توسن کو اطلاع
دو چار دن میں فصل بہاری کا کوچ ہے
اسکی نہیں ہے بلبل گلشن کو اطلاع
مسی ملی ہے بال سنوارے ہیں یار نے
سنبل کو ہے خبر نہ ہے سوسن کو اطلاع
سینہ کو چاک کرکے آثر کیا دکھائیں
ہے داغ دل سے اس مہ روشن کو اطلاع

بدلا ہوا ہے جب سے چمن کی ہوا کا رنگ
اچھا نہیں ہے بلبل رنگیں نوا کا رنگ
رنگیں مزاج رکھتے ہیں ہر بات کی تمیز
ہم جانتے ہیں آپ کے ناز و ادا کا رنگ
سنتے ہی میری عرض ہوا لال انکا منہ
بگڑا شب وصال مرے مدعا کا رنگ
لالہ شہید ہے تری دستار سرخ کا
گل غرق خوں ہے دیکھکے تیری قبا کا رنگ
بیشک کوئی ولی تھا آثر [illegible]
سب تابعوں سے خاص ہے اس با خدا کا رنگ

اتنا ہے کوئی خستہ درد جگر کہ ہم
بلبل بھی نالہ کش ہے مگر اسقدر کہ ہم
بے جوہروں کا دعوی توقیر ہے عبث
دنیا میں قدر پاتے ہیں اہل ہنر کہ ہم
بالائے بام آپ کے سونے سے ہمکو کیا
اس سے فروغ یاب ہے چشم قمر کہ ہم
جادوئے چشم سے ہمیں دیوانہ کر دیا
اس میں قصور وار ہے تو فتنہ گر کہ ہم
تیری گلی میں اے مہ تاباں شب فراق
سرگرم نالہ غیر رہا رات بھر کہ ہم
آئے کرم سے پیش ستم کے جواب میں
کرتا ہے یوں عدو سے کوئی درگذر کہ ہم
روئے سخن کا ہم سے گلا کیوں ہے غیر کو
رکھتے ہیں بات چیت میں تم منہ ادھر کہ ہم
کوئی گل دیدہ ہے گلزار میں کہ تو
آوارہ گشت ہے بلبل شوریدہ سر کہ ہم
کہتے نہ تھے کہ دل کا لگانا عذاب ہے
اب بیقرار تجھ بن تو ہے آثر کہ ہم

عدو کا رشک ہی ہنگامۂ محشر کے ساماں میں / قیامت ہی نہاں اُنکے تبسم ہائے پنہاں میں

مرے حسن بیاں سے اک جہاں تصویر حیرت ہے / مرقع یار کا ہی جو غزل ہے اپنے دیواں میں

اسی جادو نے ارباب نظر کو مار رکھا ہے / کہ شوخی ہی حیا کے ساتھ اُن کی چشم فتاں میں

سبھی گل ہیں بکف گلشن میں ہیں اقصا کہ یارب / غضب ہے رند خالی ہاتھ ہوں فصل بہاراں میں

کیا کیوں ذکر اس کے دشنۂ خونریز کا نکا / چبھویا تونے نشتر چارہ گر میری رگ جاں میں

خزاں صیاد گلچیں باغباں سب ہی کا کھٹکا ہے / عبث بلبل نے طرح آشیاں ڈالی گلستاں میں

اسی سے پائی ہے شیرازۂ کونین نے بندش / دو عالم کی ہے جمعیت تری زلف پریشاں میں

ہوئی جاتی ہی یارب پار کیونکر سینۂ دل سے / درازی یوں تو کچھ ایسی نہیں اُس تیغ مژگاں میں

ہوا ہی راہ کعبہ میں اثر کا ہمسفر ہے / وہ کافر جس سے سو رخنے پڑے دین مسلماں میں

دیا تونے وہ دل خدایا ہمیں / لہو جس نے ہر دم رلایا ہمیں

یہاں تک بتوں نے ستایا ہمیں / کہ آخر خدا یاد آیا ہمیں

ترا نام لیکر کہا دلبہا تھا / کسی دم اگر ہوش آیا ہمیں

یہ بیتابیاں غیر کے واسطے / تجھے دیکھکر صبر آیا ہمیں

اثر شکل اپنی ہوئی غیر کی / رہا دیکھ اپنا پرایا ہمیں

وہ سرو خراماں جو ادھر آئے تو جانیں / طوبائے تمنا میں ثمر آئے تو جانیں

یعقوب صفت منتظر یار ہیں لیکن / وہ یوسف گم گشتہ جو گھر آئے تو جانیں

اوصاف کمر لکھنے میں کد ہی شعرا کو / ہاتھ ان کے جو مضمون کمر آئے تو جانیں

مرغان قفس گوش بر آواز ہیں لیکن / گلشن کی صبا لیکے خبر آئے تو جانیں

آئے ہیں مداوا کے لیے عیسیٔ مریم / اس ان کی دو دل کو اثر آئے تو جانیں

کیا تمہارے یہ عذار ہیں دونوں / رنگ روئے بہار ہیں دونوں

تیغ ابرو کا ذکر مت چھیڑو / ہجر میں ناگوار ہیں دونوں

آنکھ تیغ نگہ کو مت پوچھو / جگر و دل فگار ہیں دونوں

دل لیا جان سے گئے دشمن / ورنہ آپس میں یار ہیں دونوں

دبکے دل ہم تو وہ اُسے لیکر
اے اثر بیقرار ہیں دونوں

اثرِ آہِ الم جب دلِ ناکام نہیں
گوش دلہائے بتاں موردِ الزام نہیں

طالبِ عفو نہیں اہلِ ستم سے شایاں
عذرِ تقصیر بجز خجلتِ الزام نہیں

وہ ظرافت سے اثر ہمسے کہا کرتے ہیں
لذتِ بوسہ بہ از لذتِ دشنام نہیں

کیا تجھے کام بجز نالہ و فریاد نہیں
مشغلہ اور کوئی اے دلِ ناشاد نہیں

مدتِ عمرِ جنوں عمر سے کچھ تھوڑی ہے
دشت سے پھر کے کہاں جائیں کہ گھر یاد نہیں

حکمت آموز نہیں اہلِ جفا کی تعلیم
لطمۂ جورِ عدو سیلیٔ استاد نہیں

طلبِ درد سے غافل نہ ہوائے دل دم بھر
واقفِ لذتِ غم وہ ستم ایجاد نہیں

شکوہ غربت کا اثر کرتے ہو غالب کی طرح
تمکو بھی یارانِ وطن یاد نہیں

سُنا حالِ دل پر کہا کچھ نہیں
مگر کان دھر کر سُنا کچھ نہیں

کیا خوب جو کچھ خدا نے کیا
بتو تم سے ہمکو گلا کچھ نہیں

حسینو کہیں تحقیق سے خوشتر ہو تم
مگر تم میں بوئے وفا کچھ نہیں

نہ گل پر ہی جوبن نہ بلبل کو جوش
چمن کی وہ اگلی ہوا کچھ نہیں

بتوں کی پرستش کہاں تک اثر
مگر تجھکو خوفِ خدا کچھ نہیں

شام کو جب چراغ جلتے ہیں
دل جلے سیر کو نکلتے ہیں

مضطرب کیا ہو رہروانِ عدم
کچھ تو ٹھہرو کہ ہم بھی چلتے ہیں

کون ان کو اثر وہاں پہونچائے
حضرتِ دل جہاں سنبھلتے ہیں

لوگ جب تیرا نام لیتے ہیں
ہم کلیجے کو تھام لیتے ہیں

بادہ بھی مست ناز ہوتا ہے
جس ادا سے وہ جام لیتے ہیں

جا نکر میر کا کلام اثر
لوگ تیرا کلام لیتے ہیں

ہر بات پر وہ کرتے ہیں تکرار کیا کہیں
جھگڑا بڑھائے رہتے ہیں بیکار کیا کہیں

ہر دم وہ دل کو دیتے ہیں آزار کیا کہیں
ہم زندگی سے رہتے ہیں بیزار کیا کہیں

وہ دل کا مول کرتے ہیں جیسے منشی ہیں ہم
کھوٹا ہی مال ہیں خریدار کیا کہیں

دیتے نہیں سوال کا عیسیٰ کوئی جواب | اچھی نہیں ہے حالت بیمار کیا کہیں
میری بھلی بھی اُن کو بری لگتی ہے اثر | جیسے ہیں وہ عدو کے طرفدار کیا کہیں

رات کیا کیا نہ بڑھا دردِ جگر مت پوچھو | کس خرابی سے کٹے چار پہر مت پوچھو
ہم ہو کہہ تو چکے حال دلِ خوں گشتہ | اب ہمیں تاب نہیں بار دگر مت پوچھو
محفلِ غیر میں سے گئے چہرہ گلشن | رات جس رنگ سے وہ آئے نظر مت پوچھو
چہرہ غیر ہے آئینہ ہمارے غم کا | ہم پہ جیسی ہے عنایت کی نظر مت پوچھو
کچھ خدا جانتا ہے جیسی بسر ہوتی ہے | زندگی ہے کہ مصیبت ہے اثر مت پوچھو

وضعِ احباب جہاں وجہ محن ہے ہمکو | شام غربت سے بتر صبح وطن ہے ہمکو
اشک ریزی سے تری بزم میں اے غیرت ماہ | صورتِ شمع کہاں تاب سخن ہے ہمکو
جورِ احباب و تمنائے سیاحت سے اثر | قصد ترکِ وطن و سیر دکن ہے ہمکو

وہ جنس وفا ہم نے یار کو | کہ ہو ناز جس پر خریدار کو
بھلا اب تو دل میں نظر آئے آپ | بہت ہم ترستے تھے دیدار کو
جو برعکس ہے آپ کا قول و فعل | ہم اقرار سمجھیں گے انکار کو
دوا کیا پلاتے ہو اے ہمدمو | اذیت نہ دو دل کے بیمار کو
بہت ابر روتا پھرا ملک ملک | نہ پہونچا مری چشم خونبار کو
چمن میں جو نالے ہمارے سنے | غشی لگ گئی بلبل زار کو
اثر بے زری میں کرو رہن سے | تم اپنی فضیلت کی دستار کو

الجھی سلجھی رہنے دو کیوں آفت سر پر لاتے ہو | دل کی الجھن بڑھتی ہے جب زلفوں کو سلجھاتے ہو
آنکھیں جھپکی جاتی ہیں متوالے کیسی صورت ہے | جاگے کس کی سنگت میں جو نیند کے اتنے ماتے ہو
دل سے آخر کیا کہتے ہو جاتا سودا عشق [illegible] | تم بھی تو دیوانے ہو دیوانے کو سمجھاتے ہو

تہ شمشیر جفا شوق سے سر رکھتے تو | لیکن اغیار ہمارا سا جگر رکھتے تو
کیا اسیرانِ قفس سیر کے خواہاں ہوتے | آمد فصل بہاری کی خبر رکھتے تو
مجرم عشق سہی دل تھا مگر مایۂ ناز | آبرو اس کی تم اے دیدۂ تر رکھتے تو

دیکھے دل ہو گئے بیدل پر کیا کیا تمنے
حال کھوتا ہی سہی تو بھی اثر کہتے تو

کیوں رہی حیراں نہ دست سپہر میں آئینہ
قدرت حق دیکھتا ہے اپنے گھر میں آئینہ

تو حیرت کس قدر اپنا دل نخچروں ہوا
ٹپکیا آنسو کا قطرہ چشم تر میں آئینہ

دیکھ اے قاتل صفائے حسن کی تاثیر سے
صاف خنجر بن گیا تیری کمر میں آئینہ

جب سے دیکھا ہی ترے روے مصفا کو صنم
سنگ خارا ہو گیا اپنی نظر میں آئینہ

یوں ہی گر اسکی سخت بختی ترقی پر رہی
کیوں نہ بن جاوے تو اے دست اثر میں آئینہ

دل سے کیا پوچھتا ہی زلف گرہگیر سے پوچھ
اپنے سرشار کے احوال تو زنجیر سے پوچھ

میری جانبازی کے جوہر سے نہیں تو واقف
کچھ کھلے ہیں تری شمشیر کے شمشیر سے پوچھ

پرسش حال کو جاتی ہی کہاں اے لیلے
قیس کا حال ہی کیا قیس کی تصویر سے پوچھ

یوں تو استاد فن شعر بہت سے گزرے
کسکو کہتے ہیں غزل گوئی اثر میر سے پوچھ

ہے جوش بہار اب کے برس اور زیادہ
بیتاب ہیں مرغان قفس اور زیادہ

ہوشیار ہو مجنوں کہ قریب آگئی لیلے
آنے لگی آواز جرس اور زیادہ

کیا ذکر عدو سے بھی غرض پوچھ گئے ہم
ارشاد کی حاجت نہیں بس اور زیادہ

جب اپنے تڑپنے کو بیاں کرتے ہیں انسے
کہتے ہیں وہ ہنسکر کہ ترس اور زیادہ

بڑھتی ہے سوا غم سے طبیعت کی روانی
تھمنے سے ہو تیز فرس اور زیادہ

پیری میں اثر شامت اعمال سے اکثر
ہوتی ہے جوانی کی ہوس اور زیادہ

دولت نہیں ملتی ہی کہ عزت نہیں ملتی
جس چیز کی طالب ہی طبیعت نہیں ملتی

مدت سے جو دل ہی تری بیداد کا خوگر
بے رنج سے جان کو راحت نہیں ملتی

ہے وار پیا پے جو تری تیغ جفا کا
ظالم مجھے دم لینے کی فرصت نہیں ملتی

ثابت ہوا فرہاد تری کوہکنی سے
کچھ کیجیے مزدوری الفت نہیں ملتی

سینہ تو مرا راز محبت سے بھرا ہے
اغیار سے خالی تری صحبت نہیں ملتی

اس عہد میں کیا حال برا ہی شرفا کا
سرکار میں دو پیسہ کی خدمت نہیں ملتی

کیا حال دل زار اثر تجھکو سناے
بیچارے کو گفتار کی طاقت نہیں ملتی

سمجھکے دل نے مزے یار کی جفا کیلئے
دہان زخم کھلے شور مرحبا کیلئے

تری سرشت ہی اے یار بیوفائی کی
وفا نہ تیرے لیے ہی نہ تو وفا کیلیے

خبر جو لیگئی گلشن میں تیری آمد کی
بہار شوق میں گل نے قدم صبا کیلیے

اُنہیں خبر نہیں اکسیر خاکساری کی
جو خاک چھانتے پھرتے ہیں کیمیا کیلیے

یارب ترے کرم کی ہوا فق ہو اسلئے
کشتی مری نجات کے ساحل سے جا ملے

پوچھا گیا جو روز ازل کس کو کیا ملے
چلائے ہم کہ ہمکو دل مبتلا ملے

یارب یہی سزا ہمیں روز جزا ملے
جنت میں دل دکھانیکو وہ بیوفا ملے

ملنا اسی کو کہتے ہیں اے بخت نارسا
وہ غیر کی گلی میں ملے بھی تو کیا ملے

بدمست جائیں داور محشر کے سامنے
ایسی کوئی شراب ہمیں ساقیا ملے

ظالم تری جفا میں نہیں عذر کچھ ہمیں
تجھکو یہ عذر کیا ہی کہ عذر جفا ملے

عجلت سے رفتگان عدم کی ہم اے اثر
پیچھے تو رہ گئے تھے مگر اُنسے جا ملے

وا حسرتا وہ بزم وہ صحبت نہیں رہی
وہ دل نہیں رہا وہ طبیعت نہیں رہی

جب دوستوں کو ہم سے محبت نہیں رہی
ہم کو بھی اُن سے جائے شکایت نہیں رہی

کار مسیح شدت آزار نے کیا
اچھا ہوا علاج کی حاجت نہیں رہی

دل وضع احتیاط سے اے آہ تنگ تھا
اب شاد ہی کہ ضبط کی طاقت نہیں رہی

دل کو غنی طلب سے کیا یاس نے اثر
وا حسرتا کہ وصل کی حسرت نہیں رہی

آواز صور کون سنیگا خمار سے
میکش تو اُٹھنے والے نہیں ہیں مزار سے

امسال ڈر ہی جوشش فصل بہار سے
شاخیں نہ پھٹ پڑیں کہیں پھولنکے بار سے

گلشن میں آمد آمد فصل بہار ہے
دل بلبلوں کے جانے لگے اختیار سے

پیری میں دل کو ربط ہی اک گلعذار سے
اپنی خزاں بھی کم نہیں فصل بہار سے

جفائیں ہوتی ہیں گھٹتا ہی دم ایسا بھی ہوتا ہے
مگر ہم پر جو ہی تیرا ستم ایسا بھی ہوتا ہے

عدو کے آتے ہی رونق سدھاری تیری محفل کی
معاذ اللہ انساں کا قدم ایسا بھی ہوتا ہے

رکاوٹ ہی خلش ہی چھیڑ ہی ایذا پہ ایذا ہے
ستم کے بعد کرتے ہیں کرم ایسا بھی ہوتا ہے

دل مجبور آخر انتہا ہے ہر نحوست کی
کبھی سعدین ہوتے ہیں ہم ایسا بھی ہوتا ہے

نکر شکوہ ہماری بے سبب کی بدگمانی کا
محبت میں ترے سر کی قسم ایسا بھی ہوتا ہے

ہمیں بزم عدو میں وہ بلاتے ہیں تماشے کو
کرم ایسا بھی ہوتا ہے ستم ایسا بھی ہوتا ہے

نہ ہو درد جدائی سے جو واقف اسکو کیا کہئے
ہمیں وہ دیکھکر کہتے ہیں غم ایسا بھی ہوتا ہے

کبھی کچھ ہو نہ رہتا ہی اثر اُسکی خدائی ہیں
کریں دعویٰ خدائی کا صنم ایسا بھی ہوتا ہے

جب ہوں زبان خلق پہ چرچے بہار کے
صیاد ہم قفس میں رہیں دل کو مار کے

ناصح غم فراق میں ہم رو رہے ہوں لہو
ہوتے جو اپنے دیدہ و دل اختیار کے

کرتا ہوں عاشقی میں جو ہم کوہکن کے کام
کچھ کم نہیں پہاڑ سے دن انتظار کے

سینہ سے آ ملو کہ نہیں طاقت فراق
اس وقت کام آؤ دل بیقرار کے

کیونکر ہمیں قرار کا پہلو ملے اثر
ہم ہاتھ میں پڑے ہیں دل بیقرار کے

رسوا جہاں میں خلق میں بدنام کر چکے
تم اپنا کام دیدہ ناکام کر چکے

مرنے پہ بھی رہا جو یہی اضطراب دل
ہم بیقرار قبر میں آرام کر چکے

بدنامیوں کا خوف اگر یوں لگا رہا
تب آپ عاشقی میں اثر نام کر چکے

دل کسیکو اگر دئے ہوتے
یوں نہ بیکار ہم جیے ہوتے

کاش اے رحم داور محشر
ہم گناہ اور بھی کئے ہوتے

کٹتے کیونکر اثر بہار کے دن
مے سے توبہ اگر کئے ہوتے

آنکھ والا ترے جوبن کا تماشا دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

کیا رکیں خضر سے ہم چشم بد اپنا دل
کہ نہیں دشت محبت کا وہ رستا دیکھے

میں ہوں اے قیس کہ مجنوں کہ [illegible] حیرت
پھاڑ کر پردۂ محمل مجھے لیلیٰ دیکھے

تجھسے اے ناصح ناداں یہ سمجھنے کا نہیں
اور کوئی دل ہی نہ اپنا جو سمجھا دیکھے

شہسواری سخن کا ہے دعویٰ جو اثر
توسن طبع [illegible] سامنے چپکا دیکھے

نہ صرف گل کی بدولت چمن میں آگ لگی
پلاس پھولتے ہی نکلے بن میں آگ لگی

بتوں کی شعلہ رخسار کی حرارت سے
روان شیخ و دل برہمن میں آگ لگی

نہیں یہ رنگ فروزاں ہے آتشِ غیرت — ترے لبوں سے عقیق یمن میں آگ لگی
ہرا بھرا نہ ہو کیوں نخلِ حسرتِ غیر — نہالِ آرزوئے کوہکن میں آگ لگی
مرے کلام شرربار کے اثر سے اثر — عدو کے دعوی شعر و سخن میں آگ لگی

کب بعد مرگ حاجت شمع مزار ہے — دل پر ہمارے داغ شب انتظار ہے
برقِ فروغ حسن ہے ناکامیِ نگاہ — نظارہ سوز عارضِ تابانِ یار ہے
کھینچا ستم سے ہاتھ ہوا اس نے تو غم نہیں — اے دل یہ کیا ستم کہ وہ غفلت شعار ہے
کس بے بسی میں اے مرے اللہ پڑی ہے جان — دل پر ہی اختیار نہ قابو میں یار ہے
گرمی مرے کلام میں کیونکر نہ ہو اثر — سوزِ جگر ہر دل سے نفس شعلہ بار ہے

فلک تجھ سے بگڑ کر کدھر جائے کوئی — تو سر پر ہے ظالم جدھر جائے کوئی
قیامت کا قد ہے بلا کی ہیں آنکھیں — بجا ہے اگر تجھ پہ مر جائے کوئی
رہے خاک ہو کر اسی سرزمیں کی — تمہاری گلی میں اگر جائے کوئی
یہ کہدو کہ ہم کو بھی ہمراہ لے لے — عدم کی جو لانے خبر جائے کوئی
خدا دیکھتا ہے خدا دیکھتا ہے — ستم زیر دستوں پہ کر جائے کوئی

جام سے منہ سے لگا دے ساقی — اپنے ہاتھوں سے پلا دے ساقی
رنج کو دل سے بھلا دے ساقی — مجھے بیہوش بنا دے ساقی
کر چکے تھا نہ خمار ابھی — ہوش اب نہیں کیا دے ساقی
نہیں ذکر ستوں حوروں کا — کوئی واعظ کو اٹھا دے ساقی
مے پرستی ہے گلشن کی ہوس — زلف چہرے سے ہٹا دے ساقی
پیش آنے لگے جب ہم بیخود — ہوش ہی سے ہو کہیں جا دو ساقی
کیا پسند آئے ہوا اثر کی غزل — سب سرِ ستوں کو سنا دے ساقی

پہلے تو نہ تھی شدت دردِ جگر ایسی — رہتی تھی غشی مجھکو نہ دو دو پہر ایسی
مرغانِ قفس مر گئے دم بھر میں پھڑک کر — کیا لائی صبا جا کے چمن سے خبر ایسی
اس گل سے لگا آئے کی یوں میں نظر نسیم — امید نہ تھی تجھ سے نسیم سحر ایسی

ہے میر کے انداز کو حسرت جگری شرط
لا سے تو کوئی پہلے طبیعت اثر ایسی

اس رحیمی پہ وہ عذاب کرے
مجھکو واغفا خدا اخرا سب کرے

سب ہے موقوف اس کی مرضی پر
لطف فرمائے یا عتاب کرے

زور گر شے وہ ناتوانوں کو
بحر سے ہمسری حباب کرے

بیخودی کا بھی ایک عالم ہے
ترک کیونکر کوئی شراب کرے

اے اثر تیرے شور نالی سے
کس طرح کوئی شب کو خواب کرے

دل اس باغ سے جو اٹھا کر چلے
ہوا یاں کی ناساز پا کر چلے

کسی ڈھب سے دل کو دکھا کر چلے
وہ جب آئے ہمکو رولا کر چلے

موئے پر بھی ہم سے ہے ان کو غبار
وہ مدفن سے دامن بچا کر چلے

گئے سیر گور غریباں کو جب
قیامت کا عالم بپا کر چلے

کیا جان و ایمان بجھپر نثار
حق عاشقی ہم ادا کر چلے

نہ آیا انہیں کچھ بھی خوف خدا
ہمیں اپنا بندہ بنا کر چلے

ملا لے مقدر سے اعمال کو
جو کرنا تھا ہم لے خدا کر چلے

اثر باغ دنیا سے گل کی طرح
جو ہو زر بکف زر لٹا کر چلے

حسن کی جنس خریدار لیے پھرتی ہے
ساتھ بازار کا بازار لیے پھرتی ہے

در بدر حسرت دلدار لیے پھرتی ہے
سر ہر کوچہ و بازار لیے پھرتی ہے

عدم آباد میں آنے کا سبب ہے ظاہر
جستجوئے کریار لیے پھرتی ہے

دیکھ اے جان جہاں شمس و قمر کو دن رات
آج تک حسرت دیدار لیے پھرتی ہے

دشت میں قیس کو کیا آئے نظر جب لیلیٰ
ساتھ میں گرد کی دیوار لیے پھرتی ہے

گل سے کیوں کہہ نہیں دیتی ہے پیام بلبل
اپنے ہمراہ صبا بار لیے پھرتی ہے

حسرت دید اثر حضرت آتش کی طرح
پیش روزن پس دیوار لیے پھرتی ہے

عزت کی ہوس زر کی تمنا نہیں رکھتے
ہم دل میں کوئی حسرت دنیا نہیں رکھتے

سر پھوڑنے دو چارہ گرد یا ہاتھ نہ روکو
بیکار کسی شخص و بھلا نہیں رکھتے

بے خوف نہ کیوں عرصۂ محشر میں وہ آئیں
واقف ہیں کہ ہم خون کا دعوی نہیں کرتے

دل دیجئے سر پھوڑئیے مر جائیے لیکن
یہ کام ہیں ایسے کہ نتیجا نہیں رکھتے

مشکو ہیں ترے حسن دل افروز سے محروم
کیا دیکھیں سمجھتے وہ دیدۂ بینا نہیں رکھتے

پہنچی ہے کہاں ان کی عداوت کی ترقی
وہ میری محبت بھی گوارا نہیں رکھتے

آنسو ہیں کہ جاری ہیں آخر دیدۂ تر سے
رونے کے سوا کام کوئی دیدہ نہیں رکھتے

تیری نگاہ اور کدھر بد نظر گئی
دل کی طرف گئی کبھی سوئے جگر گئی

کیا آئے اے صبا تجھے پرواز کا خیال
مدت ہوئی کہ آرزوئے بال و پر گئی

مشق جفا کے خوف سے رونے لگا عدو
جب اس ستم شعار کو میری خبر گئی

تا عمر گر نشاط نصیب عدو رہا
اپنی بھی زندگی کوئی صورت گزر گئی

لیکر عدو کو ساتھ وہ پرسش کو آئے ہیں
واحسرتا کہ لذت درد جگر گئی

تنہائی طریق گوارا نہ کر سکی
حسرت ہماری ساتھ پس نامہ بر گئی

میں ہی نہ اسکی بزم سے روتا اُٹھا اثر
آنسو بہاتی شمع بھی وقت سحر گئی

دو چار دن کی سیر چمن کو دکھا گئے
گل اے صبا بہار میں کیا آئے کیا گئے

گل اور عندلیب میں جھگڑا لگا گئے
سیر چمن میں تم یہ نیا گل کھلا گئے

تھی دیدنی بہار ہمارے غبار کی
ان کی گلی میں ہم سر دوش صبا گئے

بانگ جرس نہ غلغلۂ کوس صبحدم
جو قافلے عدم کو گئے بے صدا گئے

دم بھر کبھی بے جرس نہ رہا کاروان عمر
نالے ہمارے ساتھ بجائے درا گئے

جب لکو چلے تو سادگی طبع سے اثر
اُن کی گلی میں ڈھونڈھنے دل بارہا گئے

بے تیرے اے گل چمن میں کیا بہار نغمہ ہے
گوش دل زحمت کش نیش خار نغمہ ہے

مطربان خوش نوا ہیں سازگار اہل شوق
منزل مقصود بدحالاں دیار نغمہ ہے

شرع نے قانون عقلی واعظا برہم ہو
صرف چند اصوات موزوں پر مدار نغمہ ہے

اسکے آگے کیوں نہ عاشق گوش بر آواز ہوں
ہر سخن کو جس کے حاصل اعتبار نغمہ ہے

آشنائے ساز لذت ہی دل ارباب شوق
طبع ناموزوں زاہد شرمسار نغمہ ہے

کچھ لب شکر فشاں سے ہو چمن میں نغمہ ریز
بلبل شیریں زباں امیدوار نغمہ ہے

نکلے جو گل کون دکھلانیکو ہی اپنا کمال
آج محفل میں سبھی کو انتظار نغمہ ہے

کوئی فصل گل میں واعظ کسے جام توبہ ہے
یہ تو وقت میکشی ہے روزگار نغمہ ہے

موعظت پلے [illegible] ترات کو کیا پال کرے
دل نہیں جذبہ ہے اختیار نغمہ ہے

ہے صدا سے خوش دل محزونکو تنہائی کی شکل
لاکھ پردے میں بھی ظالم بیقرار نغمہ ہے

حکم ہے اسپر بھی کیا قاضی نے جاری کر دیا
شہر میں ہر سمت برپا گیر و دار نغمہ ہے

مبتلائے آفت جیسا دکیا بلبل ہوئی
درہم و برہم چمن میں کاروبار نغمہ ہے

ہے گراں بزم طرب اس بت کی تیور پہ اثر
کوہ سے سنگیں زیادہ مجھکو بار نغمہ ہے

دل یہ کہتا ہے صنم تجھپہ فدا ہو جائیے
جان یہ کہتی ہے مرے اللہ کیا ہو جائیے

دست قاتل چومیے صرف دعا ہو جائیے
ساتھ غیروں کے شریک مرحبا ہو جائیے

قید ہستی سے فنا ہوکر رہا ہو جائیے
نکہت گل نکلے گلشن سے ہوا ہو جائیے

ہے دل بے آرزو ہونا کمال بندگی
بندۂ بے مدعا ہوکر خدا ہو جائیے

کیجیے معدوم تن سے علاج رنج دل
نیستی سے درد ہستی کی دوا ہو جائیے

ہاں میں ہاں کرنا نہیں ہے شیوۂ اہل وقار
گنبد گردوں کی صورت بے صدا ہو جائیے

غیر اٹھائے بھی اگر اے دل تو اٹھنا ہے محال
ان کی خاک آستاں پر نقش پا ہو جائیے

انتہائے آرزو اپنی یہی ہے اے اثر
کربلا میں مر کے خاک کربلا ہو جائیے

نالہ کس منھ سے تو دعوائے اثر کرتا ہے
وہ تو ہنس ہنس کے سوئے غیر نظر کرتا ہے

کوئی دنیا سے عدم کو جو سفر کرتا ہے
غافلو تم کو بھی چلنے کی خبر کرتا ہے

مورد لطف سہی غیر مگر اس پر بھی
ڈرتے ڈرتے ترے چہرے پہ نظر کرتا ہے

اپنی وحشت سے بڑھی رونق صحرا اے جنوں
بید مجنوں مرے سائے سے حذر کرتا ہے

غیر سے پوچھتے ہو کون ستم دیدہ ہے
میرے کوچہ میں جو رو رو کے سحر کرتا ہے

کر سکا آہ رسیدہ ہی کہ راتوں کو اثر
نالے کرتا ہے تو سو ٹکڑے جگر کرتا ہے

یہ کہتے حشر میں زاہد گناہگار آئے
ترے کرم کے الٰہی امیدوار آئے

غم فراق میں کیونکر مجھے قرار آئے
ترا خیال جو یوں دل میں بار بار آئے

بہار عمر خزاں ہو گئی تو پھر لے دل
چمن میں موسم گل جوش پر ہزار آئے

بہ رنگ شمع ہمیں پیش غیر جلنا تھا
اسی لیے تری محفل میں اشکبار آئے

ہمیں سنائیں ہم افسانہ بیقراری کا
مگر تجھے تو دل مضطر[illegible] اعتبار آئے

کھنچی تھی ساغر میں کیا مے کہ ہو ناں کی روح
پیا ہے آئے ہیں ساقی کہ ہم تو ہشیار آئے

اثر بہار کی جانب گئے تھے پھر تشنہ کار
بہادری سے کئی شیر جا کے مار آئے

یاد کر ان کو جو تیرے عشق کے مارے گئے
ذکر کیا فرہاد و مجنوں کا کہ آوارہ وطن تھے

محفل اغیار میں بنتے تھے جو وہ رونق فروز
تا سحر ہم آتش غیرت سے انگارہ بن تھے

تھے چمن میں بھی ترے دام محبت کے اسیر
دل بھی اے صیاد ہم تیرے گرفتار چمن تھے

غیر کے کہنے سے ہو اے بانیٔ بیداد بند
ہائے وہ روزن جو تیری گھر کی دیوار میں تھے

صوفی صافی بنے ہیں کچھ تو کہئے خیر ہے
اے اثر کے دن ہوئے ہیں آپ میخوار ہی تھے

کیا کہیں ہمدم کہ کیا نقشہ دل بسمل کا ہے
اپنی ہی جاں پر عالم نزع کی مشکل کا ہے

خوابگاہ دہر میں کیسی ہیں یہ سرمستیاں
کچھ خیال اے اہل غفلت گور کی منزل کا ہے

ہمقرین یاس ارباب وفا کیونکر نہوں
اب قرینہ اور ہی اس شوخ کی محفل کا ہے

آج وہ خورشید رو کیا جلوہ گر ہے بام پر
شام سے اترا ہوا چہرہ مہ کامل کا ہے

پائمال یاس ہی ہوتی رہی کشت وفا
اے اثر حاصل یہ تیری سعی لاحاصل کا ہے

کیا کیا نہ رنج پیری میں سہتا ہے آدمی
اس سن میں آدمی نہیں پتلا ہے آدمی

برق حسن تو تنہا جگر و جانم سوخت
آتشی زد بدل و خرمن ایامم سوخت

شوق نظارۂ حسنت سر طورم نکشید
آتش جلوۂ رخسار تو اسمائم سوخت

داغ پنہاں بدل و نالۂ سوزاں بزبان
سوخت عشق تو مگر یا سر و سامانم سوخت

تا صبح تو جلوۂ رخ جاناں ندیدہ
زلف سیاہ و کاکل پیچاں ندیدہ

پیشم مگو ز سختی روز جزا سخن
رنج و مصیبت شب ہجراں ندیدہ

غرہ مشو بمہر و عطا پیش کہ اے اثر
جور و جفائے آں بت خوباں ندیدہ

فقط

۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیوان نواب صاحب

مشتاق لکھنوی

پردہ پوش ابدل دہی ہے جبہ گدائے نور کا
لطف حسن کا تاج سر تھا قیصر و فغفور کا

شورش حدت جو حد امکاں سے ہے بلند
گوش مشرک کیا سنے وہ غلغلہ ہے دور کا

اہتمام پردہ پوشی ہے گدا کو کیا ضرور
پرنیان لطف حق سا تر ہے جسم عور کا

سوز عرفاں میرے دل کا کیا چھپائی آہ گرم
شعلے کے سرپوش نے ڈھانکا نہ منہ تنور کا

صبر بھی دے گرا وٹھا نیکو دیا ہے بار غم
ضرد ملجا نیسے بڑھ جاتا ہے دل مزدور کا

کب میں خواہاں ہوں تاج سلطاں کا
سر میں سودا نہیں ہے ساماں کا

اشک بیتاب ہے مرا برباد
نہ گریباں کا ہے نہ داماں کا

خود فراموش ہوں ضعیفی میں
خم ہوں محراب طاق نسیاں کا

ہے جستجو ارض پاک نجف
اٹھو مشتاق قصد ہے واں کا

ٹکڑے ہو کر مرے منہ سے دل نالاں نکلا
ایک غنچہ تھا مگر بن کے گلستاں نکلا

جان دی بیٹھ تجسس میں تیری پاکر او
ڈھونڈتے تجھکو مرا قافلہ جاں نکلا

نہ ہوئی طاقت نظارہ کسی عاشق کو
شعلہ حسن حجاب رخ جاناں نکلا

قید ہونے سے مری بڑھ گئی وحشت میری
پاؤں صحرا میں نہ نکلے تو گریباں نکلا

عمر کس نحو کی علم میں صرف کیے مشتاق
فکر کرنے پہ نہ اک صیغہ میزاں نکلا

چھٹ گئے دل سے ہراساں نہیں کچھ دل میرا
یہ جو ظالم ہے تو اللہ ہے ... میرا

باغ عالم میں عجب خرمن برباد ہوں میں
برق و باراں کے سوا کچھ نہیں حاصل میرا

قافلہ ... سب نے مجھے چھوڑ دیا
ساتھ دیتی نہیں گرد رہ منزل میرا

مار ڈالا ہے مجھے غیر کے مرجانے نے
ہیں وہ کشتہ [illegible] کہ [illegible] ہے قاتل میرا

تنگ کہتا ہوں میں کس پہ جگری سے تیری
دیکھا [illegible] میرا

رہ سمجھو دیکھا جائے بھی جو
[illegible] منزل میرا

میرے چھپ چھپ کے چرچے ہر اک کا نشان
[illegible] پامال میرا

جی میں ہے پیوند ہوں جو تیرے خاک کا
باندھ لوں دامن [illegible] دشت ناک کا

کنگرا ایوان قدرت تک ترے پہونچیگا کیا
شکل ہے بازو اسجگہ پر طائر ادراک کا

خاکساروں کیلیے ہے حسن وضع انکسار
غازہ روئے گدا ہے اوڑ کے جمنا خاک کا

پھوٹ نکلا ہے جو اس گلپیرہن کے تن کا حسن
جو بدن کا رنگ ہے وہ رنگ ہے پوشاک کا

کربلا جا کر برآئے آرزو مشتاق کی
خاک میں ملکر بنے سرمہ جو اوسکی خاک کا

کرشمہ دیکھ لیا اوسکی چشم پرفن کا
پتا ملا نہیں اسکے نازنین مسکن کا

تڑپ تڑپ کے گلستاں میں رہ گئی ہر سو
پتہ نہ برق نے پایا میرے نشیمن کا

کبھی ہوتا نہیں ہے ختم دنیا میں سفر میرا
اگر میں بیٹھتا ہوں تھک کے تو پھرتا ہے سر میرا

کہا سب درد فرقت اوس سے [illegible] ناتوانی نے
مرا [illegible] یہ وہ بنگیا [illegible] میرا

ہجوم یاس ہے کیا مجھ سے روشن ہو کوئی محفل
بجھا جاتا ہے خود دل صورت شمع سحر میرا

مجھے عشق رخ آتشیں نے دل پکایا ہے
ہوا ہے گرمئ خورشید سے پختہ ثمر میرا

مرا دل بیٹھ جائیگا شب فرقت کے ہاتھوں سے
ہوا سے [illegible] جائیگا اگر [illegible] میرا

مجھے بھی ہو گیا دوران سر عالم کے چکر سے
ٹھہرا ہے گنبد گردوں پہ [illegible] جاتا ہے سر میرا

وہ [illegible] اب [illegible] ناخن [illegible]
کہ [illegible] مندمل ہوتا چلا زخم جگر میرا

نگہ [illegible] ضعف میں
بنا تار گریباں [illegible] تار نظر میرا

خفا ہوتا ہے الفت کی نگہ سے دیکھتا ہوں گر
سمجھتا ہے وہ عیار عنوان نظر میرا

کمال علم اے مشتاق حاصل ہو سکی ہیں
مرید [illegible] فصل خزاں میں بھی ثمر میرا

مریض کرکے فنا عشق کا جفا نے کیا
وہ ابتدا نے کیا یہ انتہا نے کیا

فراق میں خفقان دل کا ہو گیا دونا
ضرر بہت مجھے گلزار کی ہوا نے کیا

ہر بار یا …
جفائیں کر …
شب وصال …
ہماری آہ سے … کے وہ بولے
گناہ سب مرے بخش خدا بیالیا … گئے
طلب کے قبل عطا اقتضائے بخشش ہے
آہیں بیاں کرتا تھا شبکو وہ غنچہ پر دراز تھا
مار کر مجھکو جو اس نے دم میں زندہ کر لیا
میرے دیوان جنوں کی انتہا ہی ابتدا
شعر کیسے بزم میں تم نے سنائے واہ واہ
یہ آرزوئے مروہ کا دیوانہ ہو گیا
جیا … بے حواس … جہاں یار
دل نے اڑھایا سینہ سوزاں … جبیں
وہ مست ناتواں … جو رویا بغیر مے
… کے … شکر کا سجدہ کیا اگر
نکلا نہ … آتاں … اٹھ کر
آ بیٹھا ہے … آستاں … گاہ
مجنوں بنا … خوشبوئے زلف
کی اپنی عمر طاعت پیر مغاں میں صرف
… ساقی کو ناز بھی …
مشتاق نے … دنیا کو دی طلاق
ضحاک ایسی … ہے … کو … کیا

تم آئے شبکو مرے گھر یہ دن خدائی کیا
تیری جفا کا گلا یوں مری وفا نے کیا
… اس بندۂ خدا نے کیا
… مری درد کی دوا نے کیا
… کس کے دل درد آشنا نے کیا
بہت ذلیل مجھے میرے دست و پا نے کیا
سوال کر کے سخی کو خجل گدا نے کیا
روشن آمد ہی … چراغ شعلہ آواز تھا
… کرامت ناز کی یا حسن کا اعجاز تھا
مقطع انجام اس کا مطلع آغاز تھا
یہ غزل کا آج اے مشتاق کیا انداز تھا
دل میرا شمع کشتہ کا پروانہ ہو گیا
ہوش اڑ کے شمع حسن کا پروانہ ہو گیا
آتشکدہ خلیل کو خس خانہ ہو گیا
نالہ بھی خندہ لب پیمانہ ہو گیا
منسوب … لغزش مستانہ ہو گیا
… حسرت دل پروانہ ہو گیا
… شمع بھی … ہو گیا
… دل گیا جو میں دیوانہ ہو گیا
… کے حلقہ در میخانہ ہو گیا
تاثیر بخشش لغزش مستانہ ہو گیا
عالم میں شور ہمت مردانہ ہو گیا
… کا مطلب … بالا … کیا

جائے گا پھر سے دل میں محبت کا جوش کیا | [illegible] قاتل میرا
تدبیر کہونگی مری وحشت کا جوش | [illegible] کیا
طول شب فراق سے دیتا ہوں | [illegible] دوش کیا
آہوں سے بجھ گیا دل روشن تو کیا | [illegible] کیا
بن قدم یار کی لایا جو ہے خبر | پیک خیال ہے کہ [illegible] سروش کیا
ساقی شب وصال کی ظاہر ہوئی سحر | اب ہی چراغ بادہ ہوگا خموش کیا
فوت حصول رنگ چمن میں ضرور ہے | کانٹوں کا ڈھیر ہو سبد گلفروش کیا
مشتاق میں اوٹھائی ہوئی ہوں تہوں کی حو | میرا بنائے گا فلک ظلم کوش کیا

جنوں بڑھا تو مجھے عشق یار تک نہ رہا | شب فراق غم انتظار تک نہ رہا
چبھو کے لیگئے تلووں میں سب بہار کی خوشی | جنوں کے وشت میں اب کوئی خار تک نہ رہا
پھری نہ میری طرف وہ نگاہ لطف کبھی | فلک کے دور کا اب اعتبار تک نہ رہا

خزاں میں باغ کا برباد کارخانہ ہوا | ہوا یہ قافلہ بو گل روانہ ہوا
کٹے جو چار پہر منقلب زمانہ ہوا | جو آج حادثہ گذرا وہ کل فسانہ ہوا
جلایا ہجر میں دل میرا ٹھنڈی سانسوں نے | ہوائے سرد سے روشن چراغ خانہ ہوا
کبھی شباب تہا مدت سے اب تو پیری ہے | بہار سے دوست کو چھوٹے ہوئی زمانہ ہوا
جہاں میں ہے مری رفتار صورت سوزن | قدم قدم پہ مجھے گھر جو میں [illegible] ہوا
کیا جو دن مری تربت کو وہ [illegible] | تو دامن شب غم [illegible] ہوا
ہزار دل کو [illegible] مشتاق | منہ اپنا کھلنے میں قفل در خزانہ ہوا

ایک نقطہ مٹ نہیں سکتا خط تقدیر کا | کام کیا تحریر پیشانی میں ناخن گیر کا
کاروان خواب آنکھوں سے کیا کرتا ہے کوچ | رنگ کی آواز ہے نالہ مری زنجیر کا
زخم کہا کر ہاتھ سے تیری ملی دل کی مراد | آرزو کی طرح نکلا دل سے پیکان تیر کا
میری حیرت سے شبیہ یار کو حیرت ہوئی | ہوش اڑ کر بن گیا غازہ رخ تصویر کا
کیوں نہ اشک سرخ ٹپکا [illegible] | دل کی ہی مشتاق کو ظلم شمشیر کا

[illegible] | بے نشانی ہے زمانہ میں نشاں کوئی دست
[illegible] | [illegible] سے جلے ہے ہمرواں کوئی دست
[illegible] بزم یار | آفتاب [illegible] کی طرح
[illegible] نام [illegible] کا | [illegible] ساغر [illegible] طرح
[illegible] انتظار میں | [illegible] کی [illegible] طرح
[illegible] یار سے دل [illegible] چھٹا | [illegible] سودا [illegible] شام [illegible] کی طرح

مشتاق پاؤں دوش صبا پر تھے شاہ کے
حیدر اوٹھائے تھے در خیبر کی طرح

مر گیا عاشق جو رخسار پہ رو کر ہے | روح نکلی تو تبسم گل خوشبو ہو کر
حلقہ زلف سے بڑھ جائیگا جو رخ یار پر | حسن چمکیگا ہلال شب گیسو ہو کر
جان دی سوز محبت سے جو پروانے نے | بہہ گئی شمع بھی اک رات میں آنسو ہو کر
باغباں ہم ترے گلشن میں رہیں گے اک شب | صبح جائیں گے بہار گل خوشبو ہو کر

کالعقارب ہیں زمانے کے اقارب مشتاق
مجھ سے سب نیش زنی کرتے ہیں بچھو ہو کر

وہ [illegible] حسن کی رنگ ہے رخسار جاناں پر | ابھی باقی ہے کچھ کچھ دھوپ دیوار گلستاں پر
[illegible] رنگیں طبیعت ہیں | نہ ہم صحن چمن میں ہیں نہ دیوار گلستاں پر
[illegible] بلبل [illegible] | پروں کا سائباں چھایا ہے دیوار گلستاں پر
[illegible] دیدی [illegible] | قفس ٹوٹے ہوئے رکھے ہیں دیوار گلستاں پر
[illegible] ہیں [illegible] | ہزاروں حسن کے دھبے ہیں دیوار گلستاں پر
[illegible] مدت اسیری کی | ہماری قید کا دن لکھ دے دیوار گلستاں پر

[illegible] ہیں ذرا تم بھی رنگ آمیزیاں دیکھو
[illegible] رنگ ہیں مشتاق دیوار گلستاں پر

[illegible] دل جلا ہوں بزم جہاں میں مثال شمع | جلتے ہیں مجھ سے فراغ نے شکل نہال شمع
منھ دیکھتے ہی یار کا خاموش ہو گئی | اس گل کے آگے کچھ نہ چلی قیل و قال شمع
کرتی ہے ضبط دل میں جو پروانوں کا یہ غم | پیکر دھواں نکلتا ہے گرد ملال شمع

عاشق کو رازداری معشوق سے غرض ہے | پروانہ [illegible]

پروانے جل کے آتش غیرت سے مر گئے | محفل [illegible]

پروانوں کے جو نالہ سوزاں بھی | [illegible] ال شمع

محفل میں لو لگائے ہیں دے انہیں | [illegible] ال شمع

مشتاق سوز [illegible]

آنسو بہا ہوا [illegible] ہوں مشتاق

ہوں میں وہ شمع دل نہیں گو غیر کی محفل میں چراغ | ہے مرا داغ سویدا خانۂ دل میں چراغ

مر کے بھی دلسوز نے نام اپنا روشن کر دیا | خون کے دھبے بن گئے شمشیر قاتل میں چراغ

آمد و شد میں نفس کے روح ہے کیونکر مقیم | ہو ہوا جیسا وہاں جلتا ہے مشکل میں چراغ

نجد میں کہتا تھا مجنوں دیکھ کر چشم غزال | جل رہا ہے یہ کہ لیلیٰ کی محفل میں چراغ

بزم سے باہر کیا پہچان کر اوس نے مجھے | دل جلا میرا جلا جب اوسکی محفل میں چراغ

شعر کو بھی ہے مری روشن کلامی سے فروغ | بیت میں مضموں ہے یا لیلیٰ کی محفل میں چراغ

پردہ کرتا ہے جو دامان حریر شعلہ سے | تجھ سے شرماتا ہے شاید تری محفل میں چراغ

روشنی حسن نے یہ عشق کو بخشا فروغ | باغ کا ہر گل بنا چشم [illegible] دل کا چراغ

بزم جاناں میں اندھیرے سے نہ لے مشتاق ڈر

دل تو جلتا ہی نہیں جیسا جو محفل میں چراغ

چاندنی مہتاب کی پھیلی جلے گھر گھر چراغ | وصل کی شب ہے بجھا دے [illegible]

سیر کو گور غریباں کی وہ شب کو جائیں گے | آج تکئے پر لگا لے [illegible]

کب سے ہے میری سیہ بختی لحد پر منتظر | دیر اب کیا ہے بجھا دے [illegible]

شب کو دکھلائے کرامت فیض ساقی کا اگر | جام زریں میں جلائے بادۂ [illegible]

بے حجابی کا رسائی گر دکھائے وصل میں | اپنے دامن سے بجھائے وہ مری [illegible]

وعظ میں اتنا کہا ہے بادۂ احمر کا ذکر | آج واعظ نے جلایا ہے سر منبر چراغ

جب کہا میں نے کہ گل پر روشنی ہے وہ سمجھ | کیوں بڑھائیں لیلیٰ شب کا تو ہی زیور چراغ

ہے محبت نالہ کشاں بلبل دیوانہ عشق | گوش گل باغ میں سنتا نہیں افسانۂ عشق

سیر عالم نظر آنے لگی الفت میں ہمیں | جام جم بن گیا کشکول گدایانہ عشق

نہ با
لیے

[illegible]
نہیں تھا اسیر [illegible]
عشق رنج [illegible]
خونریز کس [illegible]
ہوتا ہے خاک جس میں [illegible] تمام کا عشق
گرشش بہت ہے توسن بے اختیار عشق
وصل حبیب ہے اگر انجام کار عشق
محبوب اہل فہم ہو رنگ بہار عشق
معشوق کی نظر میں ہو کیا اعتبار عشق
وحشت مری ہے جلوہ نمائے نگار عشق
صحرا میں ہم پھرے تو ہوئے رازدار عشق
میں پا نہ میں دکھاؤں جو رنگ بہار عشق
[illegible] کیا گذار عشق
ایسا جہاں میں کوئی نہیں غمگسار عشق
[illegible] کس طرح [illegible] مست [illegible] ولا
[illegible] دل [illegible] نشان سب مٹا دئے

آگ [illegible] پڑا [illegible] دانہ عشق
بادہ [illegible] سے پرہیز ہے [illegible] عشق
[illegible] نقاب رخ جانانہ عشق
[illegible] چراغ [illegible] ویرانہ عشق
[illegible] جہاں پھرے ہیں ہوئی لالہ زار عشق
[illegible] میں عاشقوں کی غیرت دیار عشق
روکے ہوئے لگام کو لے شہسوار عشق
بادہ بکام اہل جہاں روزگار عشق
بار جنوں نہ لائے اگر شاخسار عشق
نجات ہے حسن بندۂ طاعت گذار عشق
نقش قدم ہیں دشت میں آئینہ دار عشق
چھالے ہیں کلاہ سر اعتبار عشق
نجات ہے آہ سرد لب جو ببار عشق
سر میں بھری ہوئی ہے ہوائے دیار عشق
صدمے [illegible] ننگ [illegible] استوار عشق
گرد ار [illegible] ہوں میں تو اڑے ہے غبار عشق
اب ایک داغ دل ہے فقط یادگار عشق

مشتاق سوز غم کا نہیں یار کو یقیں
کیونکر دکھاؤں حال دل داغدار عشق

[illegible] دل داغدار عشق
[illegible] کیا حال زار عشق
[illegible] اہل دل [illegible] ہیں لالہ زار عشق
حاصل ہوا عدو کو نہ لطف بہار عشق
یا حکم قتل دے یا بخش دے خطا
الفت میں دل کو ہے مرے تکلیف کا مزا

پنہاں تہ قبائے سکوں ہے شرار عشق
دل کا غبار اٹھے بنا پردہ دار عشق
شمع کل جلی ہے موج نسیم بہار عشق
[illegible] کبھی نہ دیدۂ [illegible] میں خمار عشق
بیٹھا ہوا ہے دیر سے تقصیر دار عشق
سو جام بادہ ہوں تو نہ بدلوں خمار عشق

[illegible] اپنے تو پوچھا اصل وقارِ عشق

[illegible] جو سمجھا ہے [illegible] عشق

[illegible]

[illegible] پیچھے ہیں [illegible]

[illegible] میں [illegible] دل [illegible]

[illegible]

الفت میں غرق ہی تو اوٹھا صد ہزار الم — کشتی ہے موجِ غم کی لبِ رودبارِ عشق

کیا گو مگو ہے اہلِ طریقت کا ماجرا — مجذوب بے پیئے ہو تو ہے رازدارِ عشق

دل ہو جو ایک جگہ سہہ لے جفا ایک نہ ایک — کر لے ہم جوا صبر و رضا ایک نہ ایک

سارا عالم ہے تری گھات میں ای شوخ حسیں — لوٹ ہی لیگا جوانی کا مزا ایک نہ ایک

سن ہے کم طبع ہے شوخ اور بنا لطفِ وصال — لے ہی جائیگا ان آنکھوں سے حیا ایک نہ ایک

رازداں دل کو بناؤ کہ جگر کو میرے — چاہیے محرمِ اندازِ جفا ایک نہ ایک

غیر ہوا اس میں کہ ہو حاسد فن اے مشتاق

میری چھٹ پہ رہے ناصیہ سا ایک نہ ایک

یہ ہو کہ نیک عشق میں انجام کارِ دل — بے اختیار دل ہے تو کیا اختیارِ دل

بزمِ جہاں میں راز کھلا میرا مثلِ شمع — سر سے لگی جو آگ تو نکلا بخارِ دل

[illegible] تیرِ نظر کا امیدوار — [illegible] میں [illegible]

اسکو یقینِ عشق مرے سوزِ غم سے ہے — شعلہ بنا ہے تارِ [illegible]

مشتاق کس لیے غمِ عالم ہے تجھ سے دور

کافی ہے اوس کی قید کو غیر انحصارِ دل

وہ راز ہیں کہ جو ہیں اپنے اختیار میں ہم — نظر کی طرح سے ہیں [illegible]

شبِ وصال کی گستاخیوں سے ہو نہ خفا — خطا معاف نہ تھے اپنے [illegible] میں ہم

ہمارے نخلِ تمنا کا یہ اشارہ ہے — کبھی پھلے نہ گلستانِ روزگار میں ہم

ظہور کیجئے مولا غلام ہیں مشتاق — حضور آئیے بیٹھے ہیں انتظار میں ہم

شگفتہ دل ہوئے موسمِ جوانی میں — وہ پھول ہیں نہ کھلے موسمِ بہار میں ہم

[illegible] ہیں | کہ خاک عجز میں ملا اور کوہ میں وقار ہیں ہم
خزاں [illegible] | نہالِ شمع کی ہے برگ اس چمن میں نہیں
غم بہار میں [illegible] | [illegible] عالم آب اور کچھ چمن میں نہیں
کثرت [illegible] | [illegible] دیدۂ محبوب کی [illegible]
اندنوں میں [illegible] | [illegible] الٹے ہو دیوانوں میں
ڈہانک لیتے ہیں وہ منہ [illegible] اپنا سر | [illegible] عریاں نظر آتی ہے جو پروانوں میں
بزم جاناں میں جو کہیں بیٹھ رہے شمعیں روشن | دل نہیں لے کے امیدیں مری پروانوں میں
گرمی بزم قدح خوب نہیں [illegible] | آتش [illegible] لگے آگ نہ میخانوں میں

دل ہلا نہیں غم [illegible] میں نہ کیونکر مشتاق
ہم ہی اک شمع [illegible] ہیں پروانوں میں

راحت کا ساز نشہ کے اسباب میں نہیں | لطف خمار عیش سے ناب میں نہیں
اگلی سی وہ تڑپ دل بیتاب میں نہیں | [illegible] میں نہیں
جنبش جو مژگاں میں تو کیا کوئی رہ سکے | ایک آرزو مرے دل بیتاب میں نہیں
آخر شب [illegible] گستاخ ہو والا | اب [illegible] خواب میں نہیں

مشتاق دل کے کرتے ہیں کیوں مجھ سے دشمنی
[illegible] میں نہیں

[illegible]

مشتاق [illegible]
کیوں اپنی جان [illegible]

شب غم عشق گیسو میں [illegible] کی | [illegible]

شب فرقت میں دل مردہ ہوا ہے
تن لاغر کا پتہ کس طرح [illegible]
ہوئی ارا [illegible] گیسو [illegible]
شرار عشق کو [illegible]
صدائے [illegible] بلبل و [illegible]
درازئی نہ ہوں فرقت کی راتیں
غزل کو دیکھ کر کی مدح مشتاق
رخ سے برگشتہ تری زلف چلیپا کیا ہے
رعب حسن اوسکا تو پڑنے نہیں دیتا [illegible]
مجھ سے یوں پوچھتے ہیں وہ مرے [illegible]
قصد شاید ہے مرے دل سے جدا کرنے کا
شعر اس رنگ کی تو کوئی کہتا ہی نہ تھا
ہے شام وصل بلبل دل شاد و شاد ہے
دل شوق آرزو سے کہ سینہ میں بیقرار ہے
ہے یاس کا ہجوم مری آرزو کے گرد
کھا نہیں لگاؤ [illegible] سینے کے زخم پر
در آیا مرے سینے میں جب تیر یار کا
اپنا سمجھ کے اوس نے لگائی ہیں مجھ سے
بے وجہ کب ہی شمع گلستاں میں [illegible]
مشتاق [illegible] ہے احباب کا نفاق
روشن ہے داغ قلب تو ابہوہ یاس ہے
میں رند جاؤں کعبے میں کسطرح واعظا
[illegible] گا
[illegible] زاری [illegible]
رد یا [illegible] گا

عنایت تھی یہ ارباب نظر کی
آج یہہ کافر و دیندار کا جھگڑا کیا ہے
شوق کہتا ہے چلا چل یونہی کہتا کیا ہے
تیری دو کانوں میں [illegible] کیا ہے
[illegible] کے پہلو سے جو بیٹھے ہو ادا [illegible]
اس غزل کا ترا مشتاق طریقہ کیا ہے
ہنگامہ گلفشانی صبح مراد ہے
یہ صید زخم خوردہ [illegible] مراد ہے
پروانوں میں کہیں ہوئی شمع اداس ہے
[illegible]
دل [illegible] کہا [illegible]
[illegible] زخم تن [illegible]
یہ بلبلوں کے خون کا
جو پائے بند سلسلہ الفت
جلنے سے اس چراغ [illegible]
دیکھا ہوا شراب میں [illegible]
[illegible] ترے ناز کے [illegible]
کس دن ہوا ہے شوق مری [illegible]
گرد ملال تو [illegible]

تھیں

[illegible] غم ہجر میں
جسکو سمجھے ہو
[illegible] قلب پڑا ہے
یا لکرے سے جو بہ پہنا ہے [illegible]
[illegible] ہیں ہم و غم [illegible] کے لیے
ہماری آرزوئیں ہیں غبار دل کی [illegible]
اظہار و بروہی میری خموشی میں معاف ہے
زاہد ڈرائے ہم خدا سے مجھے اگر
ابروئے یار کھل گئی [illegible] ترخ
مستوں کی بزم عیش میں ساقی کا ایجاد
میں ہوں [illegible] دل سوزاں میں گوشہ گیر
[illegible] کے دل میں جو [illegible] ہاتھ
[illegible] مشک فام میں ہے
[illegible] بزم میں ساغر
ہے دل میں الفت ساقی
ہے مجھ رنج [illegible]
[illegible] روز ہجر [illegible]
[illegible] ارماں مرے دل کے نکلی [illegible]
[illegible] ساغر بادہ نوشوں کو
ہوئی ہے ابتدا جامہ دری سے میری وحشت کی
پار ہو قلزم غم سے تو مرا دل ٹھہرے
[illegible] غم دولت نہ ہو رنج تو مشکل ٹھہرے
تو کرے قتل تو جاؤں میں سوئے ملک عدم

کیا آرزو اسیر کمند نظر نہ تھی
آندھی سیاہ اوڑھی تھی گرد سفر تھی
مرے [illegible] ہم فریاد کی [illegible]
تری ہو لی قامت [illegible]
[illegible] آرزو ہوا دامن [illegible] یاد کی [illegible]
یہ پہنا ہے [illegible] یاد کی [illegible]
ٹھہرے ہیں راہ میں یہ رہروان رواں سے [illegible]
حصار بن کر [illegible] گرد کاروان کے لیے
اخفائے راز عشق لب اشکبار سے ہے
رحمت کہ خدائے جوانی معاف ہے
چل اے قضا کہ تیغ ادا [illegible]
برہمن [illegible] معاملہ اختلاف ہے
[illegible] زاہد [illegible]
تیرا قصور دست درازی معاف ہے
بیاض صبح کا جلوہ سواد شام میں ہے
اثر عجیب یہ ساقی کے فیض عام میں ہے
رحیق مصطلبہ عشق پرستی جام میں ہے
مثال [illegible] مرے لب ہائے خنداں [illegible]
کہاں گئے صبح و دولت جس طرح شام [illegible]
برائی آرزو قیدی رہا ہوتے ہیں زنداں سے
بھر بنائے سے اٹھتا نہیں ساقی کے احساں سے
جنوں آیا ہے راہ [illegible] چاک گریباں سے
طے ہو دریا تو کشتی لب ساحل ٹھہرے
پار ہو کوہ الم کا تو مرا دل ٹھہرے
خط جو گردن پہ کھنچے جادہ منزل ٹھہرے

جل کے مرنے سے ہوئی گور غریباں روشن
تنگ اپنے قصہ غم کے بیاں میں [illegible]
اٹھ گیا ہما نہ جہاں سے اور [illegible]
وصل کا میرے اشارہ کر کے کیوں [illegible]
[illegible]
سوز دل نے آگ لگا دی ہے [illegible]
خوشی کے ساتھ ہوئی ہے [illegible]
[illegible]
چمن میں چل کے پھر مشتاق [illegible]
[illegible]

شعلہ ہے یہ کہ تن ہمارے بدن میں ہے
گلستاں میں [illegible]
چراغ آرزو روشن کرونگا [illegible]
بناؤں وحشت [illegible]
آرزو نے دل کیا [illegible]
[illegible]
ساز عشرت کی صدا [illegible]
[illegible]
آج وہ آتے ہیں [illegible]
ہم تو [illegible]

اللہ الرحمن الرحیم

ساحر

روز فرقت نے دئے داغ جگر میں کیا کیا — مشعلیں جلتی ہیں دن کو میرے گھر میں کیا کیا

کوچۂ عشق میں لٹتی ہے متاع دل و جان — رہزنی ہوتی ہے اس راہ گزر میں کیا کیا

رات دن داغ اسیر و نمو لا کرتے ہیں — گل کھلا کرتے ہیں صیاد کے گھر میں کیا کیا

تن کو میرے جو باندھی ہے سرو ہی اسنے — بل پڑے جاتے ہیں قاتل کی کمر میں کیا کیا

مجھسے سیکھا ہے شب غم میں جو انداز فغان — ورد ہے نالۂ مرغان سحر میں کیا کیا

یار کا طالب دیدار ہوا ہے جب سے — خاک اڑا کرتی ہے آئینہ کے گھر میں کیا کیا

کیا غرض حاسد کم بین سے مجھے ای طاہر — آبرو ہے مری ارباب نظر میں کیا کیا

سجدہ کے ذوق شوق میں ای بت زمانہ تھا — کیا کعبۂ مراد ترا آستانہ تھا

اس ترک کا جو گوشۂ زین ہاتھ آگیا — مثل غبار میں بھی برابر روانہ تھا

... سے جب تن لاغر نہ اوڑ سکا — تیوری بدل گئی کہ یہ کیسا نشانہ تھا

... یاد لگاوٹ کے ڈھنگ تھے — مجھسے بھی میل غیر سے بھی دوستانہ تھا

... ساقی کے رنگ میں — ظاہر میں گو لباس مرا صوفیانہ تھا

... ہے بدن آسمان کا — فریادیوں کی آہ نہ تھی تازیانہ تھا

... ہر میں لپٹ ... نازک خیال — لیکن میں عاشق سخن عاشقانہ تھا

سبزہ چمن عارض جانان سے نکالا — بیگانہ کو یاروں نے گلستاں سے نکالا

تھی رخصت بدن کی بھی غضب قید جنون میں — مشکل سے گلا طوق گریباں سے نکالا

الطاف شہنشاہ اسم عاصم میں ظاہر — بندہ کو بھی قید غم عصیاں سے نکالا

دشوار یار ستے ہے گلہ انجمن میں کیا — کیوں چپ رہوں زبان نہیں ہے دہن میں کیا

اس شمع رو کو دیکھکے کہتے ہیں اہل [illegible]

خیال جب رخ پر نور کا جنا

وہ نشہ میں نہ لڑاتے تھے آ

ملاحظہ جو وہ کرتے تو چند سطر [illegible] ... نہ تھا

ہمارے خون کا اُس گلبدن کے ہاتھوں مین ... ب نہ تھا

اب اُسکی بندہ نوازی جو بخشدے ظاہر ‎ ہمارے جرم کی کچھ حد نہ تھی حساب نہ تھا

جس طرف تھا بام جانان خط اُڑا کر لیگیا ‎ نامہ بر بیٹھے رہے بازی کبوتر لیگیا

نامہ بر کو مین نے لکھدی ساری شرح آرزو ‎ ایک خط کیا لیگیا دفتر کا دفتر لیگیا

آنکھین ساقی سے ملاکر غیر جب رخصت ہوا ‎ شربت دیدار پیمانون مین بھر کر لیگیا

مانگتا ہون مین بھی مسجد مین دعائین وصل کی ‎ مجکو بھی عشق بتان اللہ کے گھر لے گیا

اِس طرح دُنیا سے ا ٹھون یا الٰہ العالمین ‎ تنب کہین طائر غم آل پیمبر لیگیا

جگر میں داغ جنون بیحساب دیتا جا ‎ نشانیان مجھے توای شباب دیتا جا

بہار توبہ شکن آگئی ہے اے ساقی ‎ چمن کی خیر ہو جام شراب دیتا جا

بلا سے آپ گلا کاٹ لون میں ای قاتل ‎ کمر سے کھول کے تیغ خوشاب دیتا جا

عاشقون کا کوئی پرسان عہد خوبان مین نہ تھا ‎ پھول بلبل کے ہوئے ماتم گل

وہ ملک ایسی تھی تمہارے ناوک دلدوز کی ‎ جب ذرا کھٹکا ہوا نیش

لوٹ لی اُس نونہال حسن نے ساری بہار ‎ فصل گل کا نام تھا کچھ بھی نہ

بیخودی مین حال دل کیا عرض کرتا آئینہ ‎ اور ہی عالم مین تھا ہم

کیون کیا بدنام ظاہر جوش وحشت نے مجھے ‎ آنسون کا تار بھی میری گریبان

دل جلایا تو فروغ رخ زیبا دیکھا ‎ ہمنے گھر پھونک کے ای آہ تما

اپنے قابو میں جو محبوب پرانکو دیکھا ‎ اور بل کرنے لگی زلف دوتا کو دیکھا

[illegible] گل سے جب مجھے کانٹے ‎ یار نے مجکو کبھی اپنی قبا کو دیکھا

عاشقانہ میں محبت سے مجھے چھاتے نقش ‎ مین نے اس بت کو نہ زاہد نے خدا کو دیکھا

کرو ... | پاؤں پڑتے ہوئے دیکھا تو حنا کو دیکھا
... | ...تے ہوئے تیغ ادا کو دیکھا

دیکھ ... | ...م ساقی کی طرح گردش میں ہی پیمانہ آج
شمع رو ... | ...ینن کا کام کرتا ہے پر پروانہ آج
یا خدا عالم ... ن کے حسن کا | تو بتا ہے چشم ہو خاکِ در میخانہ آج
وحشتِ دل کی حمایت پا کے اے جوشِ جنوں | عقل سے دست و گریباں ہے ترا دیوانہ آج
وحشتِ دل کھینچتی ہے جانبِ دشتِ جنوں | پھر بسانے جاتے ہیں طاہر کوئی ویرانہ آج

اے باغباں یہ سرو و صنوبر ہیں کیا بلند | طوبیٰ سے ہاتھ بھر ہے قدِ دلربا بلند
پہونچی کمندِ آہ فلک تک تو کیا ہوا | بامِ مرادِ عشق ہے اس سے سوا بلند
لطف رہ کر رہا ہے رخِ بے مثال کا | اقبالِ آفتاب ہے اے مہ لقا بلند
کٹنا جو آفتِ شبِ غم کا محال ہے | کس بیکسی کے ساتھ ہیں دستِ دعا بلند
طاہر مشاعرہ میں پڑھی آج وہ غزل | ہے ہر طرف سے غلغلۂ مرحبا بلند

چلے کوچۂ زلف سے دل نکل کر | کہاں پاؤں پھیلا دیے ہیں مچل کر
یہ نالے ہیں یا خار اے ناتوانی | کھٹکتے ہیں سینہ میں دل سے نکل کر
آنکھوں [illegible] نے ...ن وہ صاحب ... | نظر نے قدم لے لیے ہیں پھسل کر
...اپنی امانت جو مانگوں | کسی اور کا دل وہ دیں بدل کر
...زمانہ میں قدرِ سخن ہے | کہے کون طاہر سے فکرِ غزل کر

برابر ترے رخساروں پر | واہ کیا پائے نظر ٹھہرے ہیں انگاروں پر
...دیکھا مرے قاتل نے لگایا کیا ہے | دہنِ زخم سینے دیتے ہیں تلواروں پہ
ضبطِ فریاد و فغاں کا بھی کوئی موقع ہے | کوہِ غم ٹوٹ پڑا ہے جگر افگاروں پر
وہ عیادت کو جو آتے ہیں تو کہتے ہیں رقیب | تم تو کچھ جان دیے دیتے ہو بیماروں پہ
ہوں اگر احمدِ مختار شفیع اے طاہر | یہ بھی ممکن ہے کہ آج آئے گنہگاروں پہ

انجمن نہیں عشق کی روداد سمجھ کر | انصاف طلب آئے ہیں فریاد سمجھ کر

جو چاہو کہو عاشق ناشا

یہ حشر میں ہے صور سرافیل

کیوں رہنے دیا سینہ میں دل

صحرا میں حساب آبلہ پائی کا ہے

نظروں سے گراتا ہے اگر ناز میں وا
ہم یہ بھی اد

...افت و سمجھکر

...ہر میرے اشعار پڑھنے لگے احباب
نقاد سخن دینے لگے داد سمجھکر

ذرّے تری افشاں کی نظر آئینگے کب تک
یہ گوہر مقصد مجھے مل جائینگے کب تک

شمشیر و سر جنکے گلے میں ہیں حمائل
وہ زخموں کی بدھی مجھے پہنائینگے کب تک

غصہ میں حسینوں نے مجھے قتل کیا تھا
اب قدر ہوئی ہے تو وہ پچھتائینگے کب تک

...اصور ہیں کیا دیدۂ خونبار ہمارے
اشک جگر آلود بہے جائینگے کب تک

طاہر مری تقدیر بدل جائیگی کسدن
وہ غیر سے ملنے کی قسم کھائینگے کب تک

نالے کا پھول ہیں کہ گل درد ایڑیاں
سوئیں ہزار ہیں ہیں تری فصد ایڑیاں

ایک ایک گام پر ترے جانباز مر مٹے
چل چل کے رہ گئیں صفت نرد ایڑیاں

بیتاب ہو کے پلکوں سے آنکھوں سے چوم لوں
رکھدے مزار پر جو وہ بیدرد ...

اے خار چند آبلے ہیں نذر ہو قبول
لائی ہیں دور سے ...

ہیں کیوں سناؤں دشت نوردی کا ماجرا
کیا بانٹ لینگی آبلوں کا

کوئے صنم سے آئی ہیں اتنا تو پوچھ لوں
کب سے سرمہ لائی ہیں

طاہر کی یہ غزل ہے کہ تصویر ہے کوئی
کیا نظم کیں ہیں منتخب و ...

افشاں کبھی چنتے ہیں جو وہ زلف دوتا میں
تارے سے چھٹک جاتے ہیں

چلتی رہی تلوار ہوا ہو گئے اغیار
ہم پاؤں جمائے رہے میدان و...

کیا جان کشاکش میں پڑی ہے دم رخصت
روکیں تمہیں ہم یا دل وارفتہ کو تھامیں

ہے عقدہ کا بھی کیا پاس نہیں ہے دم ...
زلفوں میں گرہ دیتے ہو یا بند قبا میں

طاہر لب جاں بخش کی الفت نہوئی ترک
کیا جان گئی ہے ہوس آب بقا میں

مجھیر

دنیا میں ست

بع ہم

بیتاب جدائی میں دل زار ہے طاہر

اب کیا ملیں حسینوں سے ہم گوشہ گیر ہیں
خالق بچائے زہرہ جبینوں کی شان سے
چار آنکھیں ہنسنے کی ہیں تو غصہ نہ کیجیے
در پر تمہارے ملیٹھ ہیں سر پر ہے آفتاب
وہ بھی تو روئے گریہ ایک دن
کہہ دینگے وہ دیکھیں تو آئینہ
نظر نگے طاہر عدو مجھے

کرم کرے بے نقاب کہیں
سفید نار ہوا پر ہے
تو لیں اپنے حاجب ابرو میں
ت زبان تک دل سے
ت ہے طاہر کشود مشکل کا

ا ہے در جاناں مجھکو
ہیں صبر و تحمل کا بھروسا کیا ہے
یہ چاک جگر کے لیے ای دست جنوں
وہو سکے دینے کو فقیرانہ بنائی صورت
دیکھتے ہیں جو حقارت کی نظر سے طاہر
رہی قفس میں بھی مرنے کی آرزو مجھکو

کر . ا . ما ٹھ کے رونے لگے غمخوار بغل میں
ما آئینہ رخسار بغل میں
ہیں تو بیٹھیں مرے غمخوار بغل میں
دل کے لیے گرمی بازار بغل میں
بجا سی تڑپ جاتی ہے ہر بار بغل میں

غارت گروں نے لوٹ لیا ہے فقیر ہیں
سنتے ہیں دو فرشتے ابھی تک اسیر ہیں
سائل نہیں فقیر نہیں راہ گیر ہیں
ہم خاکسار مالک تاج و سریر ہیں
جنکی نگاہ میں میرے آنسو حقیر ہیں
یہ مانگ ہی لکیر ہم اس پر فقیر ہیں
فضل خدا سے دست خدا دستگیر ہیں

دعا فقیر کی ہو جائے مستجاب کہیں
سی خاک ہو جائے ہم کباب کہیں
میں رکھکے بھول گیا ہوں دل خراب کہیں
چھلک نہ جائے پیالے سے یہ شراب کہیں
میری مدد کے لیے آئیں بوتراب کہیں

یہیں رہنے دی اب اے گردش دوراں مجکو
یہ بھی دو دن کے نظر آتے ہیں مہماں مجکو
کوئی باقی ہو تو دے تار گریباں مجکو
پھر بھی پہچان گئے آپ کے درباں مجکو
کیا سزا دے سمجھتے نہیں انساں مجکو
گلے کا ہار ہوئی ہر رگ گلو مجکو

میں حال سوز جدائی سے
لحد میں رنج نہ کروں گو سے
میں ساتھ ساتھ چلونگا ا
یقیں ہے نامۂ عصیاں سپید

حرف ناخواندہ ہے بلبل سے چمن کا شکوہ
ہمتو ہر حال میں ای مرگ بیاباں خوش ہیں
خار بنکر دل شیدا میں اگر کچھ رہتا ہے
باعث چاک قفس کو بھی گلی اندوہ گرگہ
واقعی فکر سخن ہو سکی ای طاہر

میری فریاد حسینوں کے نہ در تک پہونچے
تیری پلکوں نے دیا ناوک دلدوز کا ساتھ
ترک سودا ای محبت کی کوئی وجہ بھی ہے
دیکھیں کس روز پہونچتے ہیں عدم کو عاشق
مجھسے کہتے ہیں وہ تیغ دو زبان چمکا کر
تھکی تقدیر نے کی راہبری اے طاہر

مطلع ہوں تجھ میں حال دل غمناک سے
مال و دولت سے ہیں مستغنی ترے در کے فقیر
اہل بینش کے سکا نہیں شمع روشن ہونے
ایک تیری سادگی میں ہیں ہزاروں خوبیاں

تیغ ابرو کی صفت ای یار جانی یاد ہے
سنتے سنتے پاوں سو جائیں مقسد کیطرح
شعر دیں محفل میں ہاں شاید میرے شکوہ کا جواب
ار عشقیہ پیری نہیں غصہ میں کانپ اٹھتا ہو نقیر

... دہن کا شکوہ
اگر بلی ہے نہ شکایت نہ کفن کا شکوہ
لب تک آتا نہیں اس غنچہ دہن کا شکوہ
آنکھیں پھوٹیں جو کروں سیر چمن کا شکوہ
ہے بجا قدر شناس ... شکوہ

تجھ بھی ہمت
چٹکیاں ...
سر بسر نہ
رفتہ رفتہ
دیکھ ...
سہ ...

روز ملتی ہے
کیمیا ہاتھ آئی ہے
دل منور ہو فروغ
خوشنما گل ہے فقط

صاحب جوہر ہو ...
سہ ... غربت کی مجھے ایسی کہانی
ای صنم تجھکو تو عذر بے ہمانی یاد ہے
بیوفائی تیری ای عہد جوانی یاد ہے